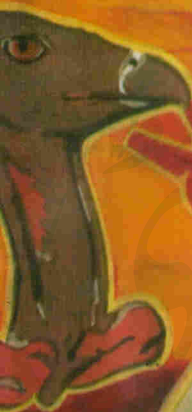
سلطانیٔ جمہور

علیم الحق حقی





سلطانیٔ جمہور

علیم الحق حقی

علم و عرفان پبلشرز
34۔ اردو بازار، لاہور، فون: 7352332-7232336
www.ilmoirfanpublishers.com. E-mail: ilmoirfanpublishers@hotmail.com

سلطانی جمہور

اسے خیال نہیں رہا تھا کہ یہ ملاقات پہلے سے طے شدہ ہے۔صدرِ مملکت کی ڈنر کی دعوت قبول کرنے کے بعد سوچا تھا کہ اپنا یہ اپائنٹ منٹ کینسل کر دے گا لیکن پھر بات اس کے ذہن سے نکل گئی۔اب ملاقاتی اس کے سامنے بیٹھا تھا۔اسے کم سے کم وقت میں تمام تر شائستگی کے ساتھ ملاقات نمٹانا تھی۔اس لیے کہ اس کا ملاقاتی باشعور، نفیس اور حساس انسان تھا۔اس سے بات کرنے میں لطف آتا تھا مگر اس وقت یہ ممکن نہیں تھا۔اس کی میز پر کام کا انبار تھا اور اسے وائٹ ہاؤس کے ڈنر میں بھی شریک ہونا تھا۔

بات صرف ملاقاتی کے احساسات کا خیال رکھنے کی نہیں تھی۔اس شخص کو ایف بی آئی کے ڈائریکٹر تھامسن نے انٹرویو کی غرض سے اس کے پاس بھیجا تھا۔تھامسن کو ناخوش کرنے کا خطرہ کون مول لیتا۔کم از کم اپنی اس نئی پوزیشن میں تو کرسٹوفر کولنس یہ خطرہ مول لے ہی نہیں سکتا تھا۔

کرسٹوفر کولنس نے ملاقاتی کے کیسٹ ریکارڈ کو دیکھا، جس کا ریکارڈنگ والا بٹن دبا ہوا تھا۔ملاقاتی کا نام ینگ تھا۔شخصیت کے پیشِ نظر وہ کہیں سے رائٹر نہیں لگتا تھا۔پہلی ملاقات میں ہی اس نے واضح کر دیا تھا کہ وہ رائٹر نہیں، گھوسٹ رائٹر ہے۔یعنی رائٹر کا بھوت (جو لوگ خود اپنے سوانح تحریر نہیں کر سکتے، اس قسم کے مصنفین سے کام لیتے ہیں لیکن کتاب پر نام انہی کا ہوتا ہے) اس اعتبار سے وہ کامیاب گھوسٹ رائٹر تھا کہ اس نے اب تک جس شخص کی بایوگرافی لکھی تھی، وہ بے حد مقبول ہوئی تھی۔

ینگ نے سر اٹھایا۔اس کے اگلے سوال نے کرسٹوفر کو ملاقات مختصر کرنے کا بہانہ فراہم کر دیا۔''بات یہ ہے مسٹر ینگ کہ میں ڈائریکٹر تھامسن کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا''۔اس نے ینگ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔''مجھے اسے جاننے اور سمجھنے کا وقت ہی نہیں ملا۔مجھے یہاں کام کرتے ابھی صرف ایک ہفتہ ہوا ہے۔''

''یہ تو آپ اٹارنی جنرل کی حیثیت سے کہہ رہے ہیں''۔ینگ نے اعتراض کیا۔''میری معلومات کے مطابق محکمۂ انصاف میں آپ گزشتہ اٹھارہ ماہ سے ہیں۔سابق اٹارنی جنرل کرنل بیکسٹر کے ڈپٹی کی حیثیت سے آپ نے ۱۳ ماہ اس محکمے میں کام کیا ہے''۔

''یہ درست ہے لیکن ڈپٹی اٹارنی جنرل کی حیثیت سے میرا ڈائریکٹر تھامسن سے کوئی رابطہ نہیں تھا۔ کرنل بیکسٹر البتہ اس سے ملتے رہتے تھے۔ان کے درمیان دوستی بھی تھی''۔

ینگ نے حیرت سے اُسے دیکھا۔ میں نے تو سنا ہے، ڈائریکٹر کا کوئی دوست نہیں۔ میں ان سے اس سوانح کے سلسلے میں بارہا ملا ہوں اور میرا ذاتی تاثر بھی یہی ہے۔البتہ میرا خیال ہے، اپنے اسسٹنٹ ہیری ایڈورڈ سے اس کی گاڑھی چھنتی ہے۔''

''نہیں۔تھامسن، کرنل بیکسٹر سے بہت قریب تھا''۔کرسٹوفر نے اصرار کیا۔''ویسے یہ بات میں تسلیم کروں گا کہ ڈائریکٹر تھامسن تنہائی پسند ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ایف بی آئی کا ہر ڈائریکٹر تنہائی پسند ہی ہوتا ہے۔ان کے کام کی نوعیت ہی ایسی ہے۔ بہرحال میں ڈائریکٹر تھامسن سے بہت کم ملا ہوں اور اس کے بارے میں بہت کم جانتا ہوں۔''

ینگ نے اپنا پائپ ہٹایا اور ہونٹوں پر زبان پھیری۔''مسٹر اٹارنی جنرل، کرنل بیکسٹر پر پانچ ماہ پہلے دورہ پڑا تھا۔آپ اسی وقت سے غیر سرکاری طور پر ان کی جگہ کام کر رہے ہیں۔ یہ الگ بات کہ اٹارنی جنرل کی پوسٹ پر آپ کی باضابطہ تقرری کو صرف ایک ہفتہ ہوا ہے۔سب جانتے ہیں کہ ایف بی آئی کا ڈائریکٹر آپ کا ماتحت ہے۔''

کرسٹوفر کو ہنسی آ گئی۔''ایف بی آئی کا ڈائریکٹر اور میرا ماتحت۔''مسٹر ینگ آپ کی معلومات بے حد نامکمل ہیں۔''

''مسٹر کولنس، میں یہاں اپنی معلومات مکمل کرنے ہی کی غرض سے آیا ہوں۔ مجھے آپ طالب علم سمجھیے۔ جب تک میں اٹارنی جنرل، صدرِ امریکا، سی آئی اے اور دیگر محکموں سے ڈائریکٹر ایف بی آئی کے روابط کے بارے میں نہیں سمجھوں گا، اس کی سوانح حیات کیسے لکھوں گا۔مسٹر تھامسن اپنی حیثیت کے بارے میں انکسار آمیز اختصار سے کام لیتے ہیں۔ان سے مجھے ضروری معلومات حاصل نہیں ہوئیں۔ میں قوت کے اعتبار سے ان کی اہمیت جاننا چاہتا ہوں۔''

کرسٹوفر نے اس کی مدد کی غرض سے ملاقات کی طوالت کا خطرہ مول لے ہی لیا۔ وضاحت بہت ضروری تھی۔''دیکھیے مسٹر ینگ، مینوئل سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایف بی آئی کا ڈائریکٹر، اٹارنی جنرل کا ماتحت ہوتا ہے لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے۔ڈائریکٹر کا تقرر اٹارنی جنرل نہیں، صدرِ امریکا سینٹ کے مشورے سے کرتا ہے۔ جہاں تک کام کا تعلق ہے، ڈائریکٹر، اٹارنی جنرل سے مشورہ بھی کرتا ہے اور اس کے ساتھ مل کر کام بھی کرتا ہے لیکن اس پر اٹارنی جنرل کا کوئی زور نہیں ہوتا البتہ صدرِ امریکا، سینٹ کی منظوری کے بغیر بھی اسے عہدے سے ہٹا سکتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تھامسن میرا ماتحت ہرگز نہیں۔ تھامسن جیسے لوگ کسی کی ماتحتی قبول نہیں کرتے۔ بات پھر وہیں آتی ہے۔ میں تھامسن کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا، میں تو یہ سمجھنے سے بھی قاصر ہوں کہ تھامسن نے آپ کو میرے پاس کیوں بھیجا۔ میں جس حد تک آپ کی مدد کر سکتا ہوں، کر رہا ہوں......''

ینگ سنبھل کر بیٹھ گیا۔''انہوں نے مجھے آپ کے پاس نہیں بھیجا۔ میں خود آیا ہوں۔ میں کچھ اہم باتیں سمجھنا اور جاننا چاہتا ہوں۔''

''بس، تو بات واضح ہو گئی۔''کرسٹوفر نے سکون کا سانس لیا۔اب وہ اس انٹرویو کو مختصر کر سکتا تھا۔ تھامسن کی ناراضی کا کوئی خطرہ نہیں تھا۔پھر بھی وہ نرمی اور شائستگی سے کام لینا چاہتا تھا۔ ینگ اسے اچھا لگا تھا۔''بات یہ ہے کہ آپ اپنی کتاب کے سلسلے میں تھامسن کے متعلق جاننا چاہتے......''

''اپنی کتاب کے لیے نہیں، تھامسن کی کتاب کے لیے''۔ ینگ نے جلدی سے کہا۔''میں تھامسن کے بارے میں آپ کا تاثر جاننا چاہتا ہوں۔''

''ٹھیک ہے۔وقت کم ہے۔ بہرحال میں تھامسن کے بارے میں اپنا تاثر بتا دوں۔ وہ مین آف ایکشن ہے، لغویات میں نہیں پڑتا اور شاید اپنے عہدے کے لیے مناسب ترین آدمی ہے''۔

''کس اعتبار سے۔''

''دیکھیں......اس کا کام وفاقی سطح کے جرائم کی تفتیش کرنا ہے۔ وہ حقائق جمع کر کے مرتب کرتا ہے۔اُن سے نتائج اخذ کرنا، سفارشات پیش کرنا اس کا کام نہیں۔اس کی چھان بین کی بنیاد پر کیس تیار کرنا میرا کام ہے۔''

''تب تو مین آف ایکشن آپ ہوئے۔''

کرسٹوفر نے اپنے مخاطب کو احترام آمیز نظروں سے دیکھا۔وہ اپنی ذہانت ثابت کر رہا تھا۔''بظاہر ایسا ہی لگتا ہے۔''اس نے جواب دیا۔''میں تو قانون دان ہوں۔ہم محفوظ راستے سُست روی سے چلتے ہیں۔تھامسن اور اس کے سٹاف کا کام خطرناک ہے۔اب میں آپ کو تھامسن کے بارے میں بتا دوں۔ وہ جس چیز کو برحق سمجھے، اس کے لیے پوری تندہی سے کام کرتا ہے۔ بہت مستقل مزاج ہے وہ۔آئین کی ۳۵ ویں ترمیم کی مثال آپ لے لیں، جواب پاس ہونے کے مرحلے میں ہے۔تھامسن نے اس ترمیم کی منظوری کیلیے......''

ینگ نے اس کی بات کاٹ دی۔''مسٹر کولنس، آپ کا مطلب ہے، ۳۵ ویں ترمیم صدرِ امریکا کا نہیں، ڈائریکٹر تھامسن کا آئیڈیا ہے؟''

کرسٹوفر بری طرح بدکا۔اس نے گھوسٹ رائٹر کو گھور کر دیکھا۔''یہ خیال آپ کو کیسے آیا؟''

''ڈائریکٹر تھامسن کا طرزِ عمل یہی بتاتا ہے۔ وہ ۳۵ ویں ترمیم کا تذکرہ اتنی محبت سے کرتا ہے جیسے وہ اس کی اولاد ہو۔''

''اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ۳۵ ویں ترمیم صدرِ امریکا کا آئیڈیا ہے لیکن اس سے میری بات ثابت ہوتی ہے۔ میں نے کہا نا، وہ جس چیز کو برحق سمجھ لے، اس کے لیے پوری شدت سے کام کرتا

ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ۳۵ ویں ترمیم کے لیے اس قدر پُر جوش ہے۔ وہ خود کو اس ترمیم کی منظوری کا کریڈٹ دیتا ہے۔''

''لیکن مسٹر کولنس، ابھی ترمیم منظور نہیں ہوئی ہے۔ ۷۵ فیصد ریاستوں نے ابھی اس ترمیم کی منظوری نہیں دی ہے۔''

''ہو جائے گی''۔ کرسٹوفر کولنس نے بے چینی سے کہا۔''صرف دو ریاستوں ہی کی منظوری چاہیے اب۔''

''اور صرف تین ریاستیں باقی رہ گئی ہیں۔''

''ان میں سے دو آج فیصلہ کرنے والی ہیں۔ میرا خیال ہے، ۳۵ ویں ترمیم آج رات تک آئین کا حصہ بن جائے گی۔'' کرسٹوفر نے گھڑی پر نظر ڈالی۔''دراصل مجھے کچھ کام......''

''میں آپ سے ایک بات اور پوچھنا چاہتا ہوں اور اس کا تعلق اس انٹرویو سے ہرگز نہیں ہے۔ یہ بتایئے مسٹر کولنس، آپ ۳۵ ویں ترمیم کے حق میں ہیں؟''

سوال بے حد غیر متوقع تھا۔ ایک لمحے کو تو کرسٹوفر سناٹے میں آ گیا۔ ویسے بھی اس مخصوص سوال کا جواب اس نے کبھی کھل کر نہیں دیا تھا۔ اپنی بیوی کیرن کو بھی نہیں۔ اس نے اٹکتے اٹکتے کہا۔''میں نے اس سلسلے میں کبھی زیادہ سوچا ہی نہیں۔ میرا خیال ہے، صدر اور ڈائریکٹر ایف بی آئی نے سوچ سمجھ کر ہی ترمیم پیش کی ہو گی۔''

''لیکن جناب، اس کا تعلق براہِ راست آپ کے محکمے سے ہے۔''

کرسٹوفر سوچ میں پڑ گیا۔''ہاں، ہے تو سہی لیکن میں نے یہ معاملہ صدرِ امریکا پر چھوڑ دیا ہے۔ میں کچھ اور کاموں میں مصروف ہوں۔'' اس نے کہا۔ پھر ایک لمحے کے توقف کے بعد پوچھا۔''آپ اس ترمیم کے حق میں ہیں مسٹر ینگ؟'' گھوسٹ رائٹر کی ہچکچاہٹ بھانپ کر اس نے جلدی سے یقین دلایا۔''فکر نہ کرو، بات ہم دونوں تک ہی محدود رہے گی۔''

''تو سچ یہ ہے کہ مجھے اس ترمیم سے نفرت ہے۔ اس لیے کہ اس کی وجہ سے بنیادی انسانی حقوق معطل ہو جائیں گے۔''

''خیر یہ بات تو نہیں۔ یہ ترمیم صرف اس وقت کام آئے گی، جب ملکی سالمیت کو خطرہ لاحق ہو۔ اس کی مدد سے غنڈہ گردی اور لاقانونیت پر قابو پایا جا سکے گا۔ امن وامان کی صورت حال......''

''میں شخصی آزادی کی قیمت پر امن وامان قبول نہیں کر سکتا۔'' ینگ نے کہا۔

کرسٹوفر کولنس کو غصہ آنے لگا۔ ایسا لگتا تھا کہ ہر شخص سوچے سمجھے بغیر ہر مسئلے پر اظہارِ رائے کو ضروری سمجھتا ہے۔''مسٹر ینگ، آپ کو معلوم ہے، سڑکوں پر کیا ہو رہا ہے۔ اس ملک کی تاریخ میں جرم و تشدد اس قدر عام پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ یاد ہے، دو ماہ پہلے بموں اور مشین گنوں سے مسلح غنڈوں نے

وائٹ ہاؤس پر حملہ کیا تھا۔ ۱۳ گارڈ مارے گئے۔ سات ٹورسٹ بھی جان سے گئے، جو وائٹ ہاؤس دیکھنے کے شوق میں آئے تھے۔ اب بتائیں آپ، کوئی شخص، کہیں بھی محفوظ نہیں ہے۔ آپ نے صبح کی خبریں دیکھیں ٹی وی پر؟ آج کے اخبارات پڑھے؟ آج ای لوئس میں پولیس ہیڈ کوارٹر پر حملہ ہوا۔ ایک تہائی پولیس فورس یا تو قبرستان پہنچی یا اسپتال۔ اس رجحان کا کوئی توڑ ہے آپ کے پاس؟ اس مسئلے کا کوئی حل ہے آپ کے ذہن میں؟''

ینگ شاید اس مسئلے پر اظہارِ خیال کرتا رہا تھا، اسی لیے اس نے جواب دینے میں دیر نہیں لگائی۔

''جی ہاں۔ غربت، معاشی ناانصافی، عدم مساوات اور ناانصافی سے چھٹکارا پا لیا جائے، جرائم کا رجحان خود بخود ختم ہو جائے گا۔''

''یہ کام دنوں میں ہونے والا نہیں۔ ویسے میں تمہاری بات سے متفق ہوں۔ لیکن اصلاحات کے لیے بہت وقت چاہیے۔ جبکہ ہمیں فوری طور پر جرائم کی بیخ کنی کرنا ہے۔'' کرسٹوفر نے کہا۔

''۳۵ ویں ترمیم کی منظوری کے بعد اصلاحات کے لیے وقت نہیں ملے گا۔ اصلاحات کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔''

کرسٹوفر بحث کے موڈ میں نہیں تھا۔ اس نے تیزی سے موضوع بدلا۔''مسٹر ینگ، تم تو تھامسن سے ملتے رہتے ہو۔ اس سے اس موضوع پر بات ہوئی تمہاری؟''

ینگ نے کندھے جھٹکتے ہوئے کہا۔''اگر بات ہوئی ہوتی تو میں اس وقت یہاں نہ ہوتا۔ آپ سے میں نے اس لیے بات کی ہے کہ میرے خیال میں آپ ایک اچھے انسان ہیں۔''

''ہاں، وہ تو میں ہوں۔''

''میری بات کا برا نہ مانیے گا۔ میں یہ سوچ کر حیران ہوتا ہوں کہ آخر آپ اس ٹولے میں کیسے شامل ہو گئے!''

کرسٹوفر حیران رہ گیا۔ ایک ماہ پہلے جب اس نے اٹارنی جنرل کا عہدہ قبول کرنے کا فیصلہ کیا تھا تو اس کی بیوی کیرن نے بھی کچھ اس قسم کا ردِ عمل ظاہر کیا تھا۔ اس وقت اس نے کیرن کو جوابی دلائل دیے تھے لیکن ایک اجنبی کے سامنے انہیں دُہرانا نامناسب تھا اور نہ ہی اس کے پاس اتنا وقت تھا۔''تو کیا تم میری جگہ ڈائریکٹر تھامسن کے پسندیدہ آدمی کو دیکھنا چاہتی ہو؟'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔''میں نے یہ عہدہ صرف اس لیے قبول کیا ہے کہ اچھے آدمی آگے نہیں آئیں گے تو یہ قومی نقصان ہو گا۔''

لیکن اس وقت یہی مناسب تھا کہ وہ گھڑی پر نظر ڈال کر اٹھ کھڑا ہو۔''مسٹر ینگ، آئی ایم ویری سوری۔'' اس نے کہا۔''اس وقت میں بہت زیادہ مصروف ہوں۔ کام بھی بہت ہے اور پھر مجھے وائٹ ہاؤس بھی جانا ہے۔ چند ماہ بعد شاید میں آپ کی زیادہ مدد کر سکوں گا۔ مجھے سیٹ اَپ سے واقف ہونے میں اتنا وقت تو لگے گا ہی۔ آپ اس وقت مجھے فون کر لیجیے گا۔ میں ہر تعاون کے لیے حاضر ہوں گا۔''

ینگ اٹھ کھڑا ہوا۔ ''جی ہاں، اگر آپ اُس وقت بھی یہاں ہوئے تو میں آپ کو ضرور فون کروں گا۔ بے حد شکریہ۔''

کرسٹوفر نے اس سے ہاتھ ملایا۔ پھر اچانک اسے کچھ خیال آ گیا۔ ''مسٹر ینگ، تم نے مجھے بتایا تھا کہ گزشتہ چھ ماہ سے تم اس کتاب کے سلسلے میں ڈائریکٹر تھامسن سے ہفتے میں ایک دن ملتے رہے ہو۔ تمہاری کیا رائے ہے تھامسن کے بارے میں؟''

ینگ کے ہونٹوں پر بجھی بجھی مسکراہٹ نظر آئی۔ ''مسٹر کولنس، یہ بات میری روزی سے متعلق ہے، اور یہ بھی سن لیں کہ میں اس کام پر رضامند نہیں تھا۔ مجھ پر دباؤ ڈال کر مجبور کیا گیا ہے۔''

اس کے جانے کے بعد کرسٹوفر کولنس کچھ دیر سوچتا رہا۔ وہ ڈائریکٹر تھامسن کی اس بات سے متفق تھا کہ ۳۵ ویں ترمیم جرم و تشدد کی لہر کا خاتمہ کر دے گی۔ چند لمحے اور اسے احساس ہوا کہ وہ نہایت قیمتی وقت ضائع کر رہا ہے۔ کام بہت تھا، وہ میز پر رکھی فائلوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔

چھ بج کر بیس منٹ پر اس کی سیکریٹری ماریان نے ایک لفافہ اس کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ ماریان نے بتایا کہ لفافہ سڑک پار واقع ایڈگر ہوور بلڈنگ سے آیا ہے۔ ایڈگر ہوور بلڈنگ ایف بی آئی کے ہیڈ کوارٹر کی حیثیت رکھتی تھی۔ کرسٹوفر کولنس سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ کام...... مزید کام! اور وقت کم تھا۔

اس نے لفافہ کھول کر جرائم کے اعداد و شمار پر تازہ ترین رپورٹ نکالی۔ وہ اعداد و شمار اسے پریس کو دینا تھے۔ اس نے اعداد و شمار کا جائزہ لیا۔ تشدد و قتل کی وارداتوں میں اٹھارہ فیصد، جنسی جرائم میں پندرہ فیصد، ڈکیتی میں تیس فیصد اور بلووں میں بیس فیصد اضافہ ہو گیا تھا۔ صرف ایک ماہ میں اتنا اضافہ:

جرائم میں اضافے کی وہ رفتار اسے خوفزدہ کیے دے رہی تھی۔ اب تو وہ اپنی حاملہ بیوی سے رخصت ہوتے ہوئے یہ سوچ کر ڈرتا تھا کہ واپسی میں وہ اُسے زندہ دیکھ بھی سکے گا یا نہیں۔ اب کہیں، کوئی شخص محفوظ نہیں تھا۔ زندگی کی کوئی گارنٹی نہیں تھی۔ اس اعتبار سے اس کا اور تھامسن کا کام مشکل ترین ہی نہیں، دنیا کا سب سے مایوس کن کام تھا۔

پھر اُسے خود ہی اپنی خود ترسی اور بددلی پر غصہ آ گیا۔ اگر اتنا حوصلہ نہیں تھا تو یہ عہدہ قبول کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔ کیوں قبول کیا تھا یہ عہدہ؟ مسائل حل کرنے کے لیے یا جاہ طلبی کے...... اپنی انا کی تسلی کے لیے؟ یا فرضِ حب الوطنی نبھانے کے لیے؟ ان سوالوں میں سے کسی ایک کا جواب بھی اس کے پاس نہیں تھا۔ کم از کم آج تو ہرگز نہیں تھا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی نے اسے چونکا دیا۔ اس نے کیبنٹ پر رکھے بٹن بورڈ کو دیکھا۔ بٹن سے پتا چلا کہ ذاتی انسٹرومنٹ کی گھنٹی بجی ہے۔ اس نے ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف کیرن تھی۔ اس نے کیرن کو تیار رہنے کی ہدایت کی اور پروگرام بتایا۔ ''پونے سات بجے ڈرائیور تمہیں لینے آئے گا۔ ٹھیک سوا سات بجے ہمیں وائٹ ہاؤس پہنچنا ہے۔ ہم ٹی وی پر نیویارک اور اوہیو کی رائے شماری براہ راست دیکھیں گے اور سناؤ، تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟''

''طبیعت تو ٹھیک ہے لیکن مجھے یہ پروٹوکول والی پارٹیاں بالکل اچھی نہیں لگتیں۔ میں وائٹ ہاؤس صرف ایک بار گئی ہوں۔ اس روز اسٹیٹ ڈائننگ روم میں دعوت تھی۔ بہرحال آج کی دعوت میں تو زیادہ لوگ نہیں ہوں گے۔ یہ اور مصیبت ہے۔ بہت سوچ سمجھ کر بولنا ہوگا۔ مجھے تو ابھی سے ڈر لگ رہا ہے۔''

''کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی۔ ہم خاموشی سے ٹی وی دیکھتے رہیں گے۔'' کرسٹوفر نے اسے دلاسا دیا۔

''ہماری وہاں ضرورت ہی کیا ہے۔ ایسی کون سی اہم بات ہو رہی ہے آج؟''

''دیکھو، پہلی بات تو یہ کہ صدر صاحب نے مجھے بلایا ہے، اور اٹارنی جنرل کی حیثیت سے میرا فرض ہے کہ میں ان کے ارشاد کی تعمیل کروں۔ پھر ۳۵ ویں ترمیم کے سلسلے میں آج نیویارک اور اوہیو کے زیریں ایوانوں میں رائے شماری ہو رہی ہے۔ یہ بات اہم ہے کیونکہ ترمیم کی منظوری کے لیے تین میں سے دو ریاستوں کی منظوری ضروری ہے۔ سمجھ گئیں؟''

''سمجھ گئی۔ مجھ سے ناراض نہ ہو کرس۔ ویسے کیا تم چاہتے ہو کہ ترمیم پاس ہو جائے؟ میں نے اس ترمیم کے خلاف بہت کچھ پڑھا اور سُنا ہے۔''

''پڑھا اور سنا تو میں نے بھی بہت کچھ ہے ڈیئر، لیکن میں کوئی فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ اگر اچھے لوگ حکومت کر رہے ہوں تو اس ترمیم سے ملک و قوم کو فائدہ پہنچ سکتا ہے اور حکمران خراب ہوں تو یہ ترمیم برعکس نتائج لائے گی۔ میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ترمیم پاس ہو گئی تو میرا کام آسان ہو جائے گا۔''

''تب تو میری دعا ہے کہ ترمیم پاس ہو جائے۔'' کیرن نے کہا، لیکن اس کے لہجے میں یقین اور اعتماد کی کمی تھی۔

''ٹھیک ہے کیرن ڈیئر، سات بجے ملیں گے۔'' کرسٹوفر نے ریسیور رکھ دیا۔ پھر وہ کیرن کے بارے میں سوچتا رہا۔ کیرن نے اُس وقت بھی مخالفت کی تھی، جب وہ اپنی پریکٹس کو خیرآباد کر کے ڈپٹی اٹارنی جنرل کا عہدہ قبول کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ پھر جب اٹارنی جنرل کا عہدہ قبول کرنے کا موقع آیا تو کیرن کی مخالفت اور بڑھ گئی۔ حالانکہ یہ ایک بہت اہم عہدہ تھا، اس حیثیت سے وہ کابینہ میں شامل تھا۔

ویسے کیرن بہت کم گو تھی اور ظاہر یہی کرتی تھی کہ اسے سیاست سے کوئی دلچسپی نہیں لیکن کرسٹوفر اس کے خیالات سے بخوبی واقف تھا۔ کیرن نے اس کے محکمۂ انصاف میں جانے کی مخالفت اس لیے کی تھی کہ وہ صدر گلبرٹ سے لے کر ڈائریکٹر تھامسن تک سب کو ناپسند کرتی تھی۔ کیرن نے اسے سمجھایا تھا کہ یہ عہدہ اس کے لیے سراسر خسارے کا سودا ثابت ہوگا۔ عہدے کی اہمیت اپنی جگہ لیکن ہر خرابی اس

کے سر ڈال دی جائے گی۔ اس کی دانست میں ملک بحران سے گزر رہا تھا۔ ایسے میں یہ عہدہ کانٹوں کا بستر ہی تو تھا۔

ان دونوں کی شادی کو تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا۔ اگرچہ یہ دونوں ہی کی دوسری شادی تھی۔ پھر بھی اس عہدے کی مصروفیت قابلِ قبول نہیں ہو سکتی تھی۔

☆☆☆☆☆

دعوت کیبنٹ روم میں تھی۔ کرسٹوفر اس سے پہلے پانچ بار اس کمرے میں آ چکا تھا۔ پھر بھی کمرا اسے نامانوس سا لگ رہا تھا۔ صدر گلبرٹ نے گرمجوشی سے ان دونوں کا خیر مقدم کیا اور معذرت کی کہ خاتونِ اول شریک نہیں ہو سکیں گی۔ ان کی طبیعت کچھ ناساز تھی۔

دعوت میں صدرِ مملکت کے علاوہ نائب صدر، ان کی بیوی، صدر کی سیکرٹری مس لیجر، صدر کا پولنگ سیکریٹری رونالڈ، سیکریٹری داخلہ مارٹن اور ان کے علاوہ کئی جوڑے شریک تھے۔ ''آج نیویارک اور اوہیو کی ریاستیں ۳۵ ویں ترمیم کے سلسلے میں آخری فیصلہ کر رہی ہیں۔'' صدر نے کرسٹوفر کو بتایا۔ ''میرے پولنگ سیکریٹری نے اس سلسلے میں جو اعداد و شمار پیش کیے ہیں، وہ بے حد متاثر کن ہیں۔ یہ طے ہے کہ اوہیو کی سینٹ ترمیم کے حق میں فیصلہ دے گی۔ البتہ نیویارک میں مقابلہ سخت ہے۔ بیشتر دستور ساز ممبر ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کر سکے ہیں۔ بہر حال، صورتِ حال خاصی امید افزا ہے۔''

اسی وقت ایف بی آئی کا ڈائریکٹر ورنن تھامسن ان کی طرف چلا آیا۔ اس نے صدر اور کرسٹوفر سے ہاتھ ملایا۔

صدر نے اپنا سلسلۂ کلام جوڑا۔ ''تھامسن! ابھی ایک گھنٹا پہلے جو تم نے اعداد و شمار بھجوائے ہیں، وہ بے حد بر وقت ہیں۔ وہ آج کی رائے شماری پر اثر انداز ہوں گے۔''

''رونالڈ، اوہیو کے سلسلے میں پُر اعتماد ہے لیکن وہ نیویارک کی طرف سے مطمئن نہیں ہے۔'' ڈائریکٹر تھامسن نے کہا۔

''میں بہر حال مطمئن ہوں۔'' صدر نے کہا۔ ''اب سے دو گھنٹے کے اندر اندر پچاس میں سے اڑتیس ریاستیں ترمیم کے حق میں فیصلہ دے کر اسے آئین کا حصہ بنا چکی ہوں گی۔''

کرسٹوفر نے ٹی وی سیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صدر سے پوچھا۔ ''نشریات کا آغاز کب ہو گا؟''

''دس پندرہ منٹ بعد۔'' صدر نے جواب دیا۔ ''فی الوقت پس منظر پر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔''

''میں ایک جام لے لوں۔'' کرسٹوفر نے کہا اور کیرن کا ہاتھ تھام کر اسے ایک طرف لے چلا۔

''جام کی ضرورت تو مجھے بھی محسوس ہو رہی ہے۔'' ورنن تھامسن نے کہا۔ وہ ان دونوں کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ وہ تینوں کیبنٹ ٹیبل کی طرف چل دیے۔ ٹیبل پر جام و مینا سجا دیے گئے تھے۔ تھامسن نے کیرن کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ ''مسز کولنس، آپ کی طبیعت کیسی ہے ان دنوں؟''

کیرن نے چونک کر اسے دیکھا۔ ''میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں۔'' اس کا ہاتھ خود کار طریقے سے اپنی کمر سے بندھی ہوئی زنجیر تک پہنچ گیا۔

''مجھے خوشی ہوئی یہ سن کر۔'' تھامسن نے کہا۔

کرسٹوفر نے اپنے اور کیرن کے لیے جام بنائے اور ٹی وی سیٹ کے سامنے رکھی خالی کرسیوں کی طرف بڑھا۔ وہ بیٹھا ہی تھا کہ کیرن نے سرگوشی میں کہا۔ ''تم نے سنا؟''

''کیا سنا۔''

''تھامسن کا معنی خیز جملہ۔ وہ جتا رہا تھا کہ جانتا ہے، میں ماں بننے والی ہوں۔''

کرسٹوفر کے لہجے میں الجھن تھی۔ ''یہ کیسے ممکن ہے، اس سلسلے میں تو کسی کو بھی کچھ علم نہیں۔''

''نہیں، وہ جانتا ہے اور جتا رہا تھا۔'' کیرن نے اصرار کیا۔ ''وہ جتا رہا تھا کہ اس سے کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ تمہاری اور دوسروں کی عافیت اسی میں ہے کہ اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے رہو۔''

''تم ضرورت سے زیادہ بدگمانی کر رہی ہو ڈیئر، وہ ایسا نہیں ہے۔''

''مجھے تو وہ کوئی بھیڑیا لگتا ہے۔''

''شش، اتنے زور سے نہ بولو۔'' کرسٹوفر نے بیوی کو ٹوکا۔

دونوں خاموشی سے اپنے اپنے جام سے چسکیاں لیتے رہے۔ کرسٹوفر اپنی توجہ سکرین پر مرکوز کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اناؤنسر ترمیم کے طریقِ کار کے سلسلے میں وضاحت کر رہا تھا۔ ''امریکی آئین میں ترمیم کے دو ذریعے ہیں۔ ایک میں ترمیم کانگریس میں تجویز کیا جاتی ہے اور دوسرے طریقے کے مطابق اس پر دو تہائی ریاستوں کے دستور ساز اراکین کی درخواست پر کانگریس کے بلائے ہوئے قومی کنونشن میں غور کیا جاتا ہے۔ سینٹ یا ایوانِ نمائندگان میں منظور کی جانے والی ترمیمی قرارداد کی ساعت ضابطہ کمیٹی اور آئین کمیٹی کے سامنے ہوتی ہے۔ ان کمیٹیوں کی منظوری کے بعد ترمیم ہر ریاست کی دستور ساز اسمبلی اور سینٹ میں پیش ہوتی ہے۔ تین چوتھائی ریاستیں منظوری دے دیں تو مجوزہ ترمیم آئین کا جزو بن جاتی ہے......''

کرسٹوفر نے ایش ٹرے میں سگریٹ مسلا اور جام کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس کی نظریں ایک لمحے کے لیے بھی سکرین سے نہیں ہٹیں۔

مُبصر کا تبصرہ جاری تھا۔ ''دس بنیادی ترامیم کے جزوِ آئین ہونے کے بعد ۱۷۸۹ء سے اب تک ترامیم کے سلسلے میں پانچ ہزار سات سو قراردادیں کانگریس کے سامنے پیش ہو چکی ہیں۔ ان میں ہر نوع کی ترامیم شامل ہیں۔ مثلاً صدارت کی جگہ تین رکنی حکمران کونسل کا قیام، نائب صدر کے عہدے کو ختم کرنے کی تجویز، ریاست ہائے متحدہ امریکا کا نام بدل کر ریاست ہائے متحدہ کرۂ ارض رکھنے کی تجویز، انتخابات کے طریقِ کار میں تبدیلی کی تجویز اور ایسی ان گنت ترامیم، لیکن اب تک پانچ ہزار سات سو

مجوزہ ترامیم میں سے صرف چونتیس آئین کا جزو بن سکیں۔ کسی بھی ترمیم کے سلسلے میں رائے شماری کے لیے کوئی مُہلت مقرر نہیں کی گئی ہے۔ امریکا کی تاریخ میں سے سب سے جلدی منظور ہونے والی ترمیم، ۲۶ ویں ترمیم ہے، جس کی رُو سے ۱۸ سال کی عمر ہونے پر ووٹ دینے کا حق تسلیم کیا گیا تھا۔ یہ ترمیم کانگریس کی منظوری کے بعد صرف تین ماہ سات دن کے اندر منظور کر لی گئی تھی۔

اب آیئے ۳۵ ویں ترمیم کی طرف۔ آج کی شب اس ترمیم کے لیے فیصلہ کُن ثابت ہوسکتی ہے۔ یہ ترمیم مخصوص ہنگامی صورتِ حال میں پہلی دس ترامیم کو جنہیں بنیادی انسانی حقوق کی قرارداد کہا جاتا ہے، معطل کرسکتی ہے۔ کانگریس کے لیڈرز اور صدر گلبرٹ اس ترمیم کو بوقتِ ضرورت ملک میں سختی سے قانون نافذ کرنے والے ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا چاہتے ہیں۔''

''ہتھیار!'' صدر گلبرٹ کی آواز سنائی دی۔ ان کے لہجے میں احتجاج تھا۔ ''یہ کیا بکواس ہے؟ اس مُبصر کو الفاظ کی ہلاکت خیزی کا ذرا بھی احساس نہیں۔ اسے اندازہ نہیں کہ وہ ناظرین کو ایک زیرِ بحث مسئلے پر کیا تاثر دے رہا ہے۔ کاش! ایسی کوئی ترمیم منظور ہو جائے، جو اس جیسے مبصّرین سے ہمارا پیچھا چھڑا سکے۔''

''آپ فکر نہ کریں۔'' تھامسن نے کہا۔ ''۳۵ ویں ترمیم ان جیسے لوگوں کے لیے کارگر ثابت ہو گی۔''

کرسٹوفر کو کیرن کی تیز نظریں کچھ کہتی محسوس ہوئیں۔ اس نے نظریں چُرائیں اور سکرین کی طرف متوجہ ہو گیا۔

''...... یوں کمیٹیوں کی منظوری کے بعد مجوزہ ترمیم، ۳۵ ویں ترمیم ریاستوں کے ایوان میں حتمی فیصلے کے لیے پیش ہوئی، ترقی پسند حلقوں کی جانب سے اس کی مخالفت ہوئی مگر محدود پیمانے پر۔ چار ماہ دو دن پہلے یہ مرحلہ شروع ہوا تھا۔ ابتداء میں ترمیم بہ آسانی ریاستی ایوانوں کی منظوری حاصل کرتی گئی مگر پھر اس کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی ہونے لگیں۔ اس وقت تک پچاس میں سے سینتالیس ریاستیں ترمیم کے سلسلے میں فیصلہ کر چکی ہیں۔ گیارہ ریاستوں نے اسے مسترد کر دیا ہے جبکہ ۳۶ ریاستوں نے اس کے حق میں فیصلہ دیا ہے۔ حتمی منظوری کے لئے ۳۸ ریاستوں کی تائید ضروری ہے۔ گویا دو ریاستوں کی تائید اب بھی درکار ہے اور صرف ۳ ریاستیں باقی ہیں۔ ان میں سے ۲ ریاستوں، نیویارک اور اوہیو کے ایوان آج اس ترمیم کے سلسلے میں رائے شماری کر رہے ہیں۔ یہ ایک تاریخی مرحلہ ہے، جسے آپ اب سے کچھ دیر بعد نیٹ ورک کے ذریعے براہ راست سکرین پر دیکھ سکیں گے۔ کیلی فورنیا کا ایوان اپنا فیصلہ ایک ماہ بعد سنائے گا۔ سوال یہ ہے کہ کیا کیلی فورنیا کے فیصلے کی کوئی اہمیت ہو گی؟ اگر آج دونوں ریاستوں نے ۳۵ ویں ترمیم کو مسترد کر دیا تو ترمیم مُردہ قرار پائے گی اور اگر انہوں نے ترمیم منظور کر لی تو یہ کیلی فورنیا کے فیصلے کے بغیر ہی جزوِ آئین ہو جائے گی اور صدر گلبرٹ کو بڑھتی ہوئی لاقانونیت سے نمٹنے

کے لیے ایک مؤثر ہتھیار مل جائے گا۔ آج کی اہم ترین رائے شماری امریکا کی تاریخ کا رُخ صدیوں کے لیے موڑ سکتی ہے۔ اب ہم آپ کو نیویارک اسمبلی میں لے چلیں گے، جہاں رائے شماری شروع ہونے والی ہے، بحث تقریباً خاتمے پر ہے۔''

اسکرین پر منظر تبدیل ہو گیا۔ نیویارک اسمبلی میں ترمیم کے حق میں آخری تقریر ہو رہی تھی۔ ''میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ تحریری آئین کوئی آسمانی صحیفہ نہیں۔'' مقرر کہہ رہا تھا۔ ''یہ لچک دار ہے۔ اس میں ترمیم کی گنجائش ہے اور یہی اس کے لچکدار ہونے کا ثبوت ہے۔ اس میں نئی نسلوں کی، نئے زمانے کی ضروریات کے مطابق ترمیم کی گنجائش ہے۔ آپ کو یاد ہے، یہ آئین آزاد خیال نوجوانوں نے جو ہمارے اجداد تھے، تحریر کیا تھا۔ وہ گھوڑا گاڑی میں سفر کرتے تھے، پَروں والے قلم سے لکھتے تھے۔ انہوں نے کبھی بال پوائنٹ پین کا نام بھی نہیں سنا تھا۔ ٹائپ رائٹر، ٹیلی ویژن سیٹ، ہوائی جہاز، ایٹم بم اور مواصلاتی سیارے جیسی چیزوں سے وہ ناواقف تھے لیکن انہوں نے اس ملک میں قانون کی بالادستی کے لیے، ہمیں ایک لچکدار ضابطہ دیا، جسے ہم آئین کہتے ہیں۔ انہیں احساس تھا کہ مستقبل میں انسانی زندگی کے تقاضے تبدیل ہونے کی وجہ سے ترمیم کی ضرورت پڑے گی۔ اور یہ وہ مستقبل ہے۔ ہمیں موجودہ صورتِ حال میں آئین میں ترمیم کی ضرورت ہے۔ ہمارے بزرگوں نے بنیادی انسانی حقوق کی قرارداد منظور کی تھی لیکن اب یہ حقوق، امن و امان کی صورتِ حال اور ہمارے جمہوری ڈھانچے کو تباہ کر رہے ہیں۔ ایسے میں ۳۵ ویں ترمیم ہی ہمیں تباہی سے بچا سکتی ہے۔ میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ ترمیم کے حق میں ووٹ دیں۔''

اسمبلی ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ کیبنٹ روم میں صدرِ امریکا اور ان کے رفقاء بھی تالیاں بجا رہے تھے۔ ''شاندار'' صدرِ امریکا نے کہا۔ ''یہ شخص بے حد جرأت مند ہے۔ اس کے متعلق معلومات حاصل کرو۔ ہم اس کی صلاحیتوں سے وائٹ ہاؤس میں استفادہ کر سکتے ہیں۔'' پھر وہ ایک لمحے کے توقف کے بعد بولے۔ ''رائے شماری ہونے والی ہے۔''

رائے شماری شروع ہو چکی تھی۔ اسمبلی کے اراکین کے نام باری باری پکارے جا رہے تھے۔ ہاں اور نہیں کے جواب سے ہال گونج رہا تھا۔ اسمبلی کے اراکین کی تعداد ڈیڑھ سو تھی۔ رائے شماری کا مرحلہ خاصا طویل تھا۔ کرسٹوفر بے حد تھکا ہوا تھا۔ اسکرین سے اس کی توجہ ہٹ گئی۔ اس کی نظریں ڈائریکٹر ایف بی آئی کے چہرے پر جم گئیں۔ وہ خاصا متوحّش معلوم ہو رہا تھا۔ کرسٹوفر نے صدرِ امریکا کی طرف دیکھا۔ وہ کسی مجسمے کی طرح ساکت تھا۔ اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔ کرسٹوفر نے سوچا، لوگ کچھ بھی کہیں، یہ وطن پرست، ذمے دار اور دیانت دار افراد ہیں۔ اسے سکون کا احساس ہونے لگا۔ وہ غلط لوگوں کے درمیان نہیں تھا۔ کیرن اور ینگ جیسے لوگوں کی بدگمانی بے بنیاد تھی۔ اسے کرنل ہیکسٹر یاد آ گیا، جس نے اسے ڈپٹی اٹارنی جنرل بنا کر یہ سیڑھی فراہم کی تھی۔ اب وہ اٹارنی جنرل تھا اور کرنل ہیکسٹر اسپتال میں تھا، کوما کی حالت میں۔

کرسٹوفر ابتدا سے ہی کرنل بیکسٹر کا ممنونِ احسان تھا مگر اب اسے احساس ہوتا تھا کہ کچھ اتفاقات اور اغلاط نے اسے اٹارنی جنرل کے عہدے تک پہنچایا ہے۔ کرنل بیکسٹر اس کے والد کا عزیز ترین دوست تھا۔ کرسٹوفر کے والد وکیل بننا چاہتے تھے لیکن حالات انہیں بزنس کی طرف لے گئے۔ اس کی تلافی انہوں نے کرسٹوفر کو قانون کی تعلیم دلا کر کی۔ ایک وکیل کی حیثیت سے بیٹے کی کامیابیوں پر وہ نہ صرف فخر کرتے تھے بلکہ اپنے دوستوں کو ان کے متعلق بتاتے بھی رہتے تھے، جن میں کرنل بیکسٹر بھی شامل تھا۔

پھر چند سال کے وقفے سے دو ایسے واقعات ہوئے کہ کرنل بیکسٹر، کرسٹوفر کی طرف زیادہ ہی ملتفت ہو گیا۔ ان میں سے ایک کرسٹوفر کا ایک یونین کے وکیل کی حیثیت سے کام کرنا تھا۔ اس حیثیت سے اس نے انسانی حقوق کے لیے کام کر کے شہرت حاصل کی۔ صرف اس لیے کہ وہ آزادیٔ اظہار رائے کا زبردست حامی تھی۔ کرنل اس بات سے بہت متاثر ہوا۔

پھر چند سال بعد آکلینڈ کے نئے ڈسٹرکٹ اٹارنی کی حیثیت سے اس نے تین سیاہ فام مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ ان تینوں کے جرائم کی فہرست بے حد طویل اور ہولناک تھی۔ یوں کرنل بیکسٹر کرسٹوفر سے اور زیادہ متاثر ہوا۔ اس کے نزدیک کرسٹوفر ان لوگوں میں سے نہیں تھا، جو سیاہ فاموں سے ان کی رنگت کی بناء پر زیادہ ہمدردی کرتے ہیں۔ لیکن کرنل کو معلوم نہیں تھا کہ کرسٹوفر نے جو کیا، وہ اس کا فرض تھا۔ جب کہ ذاتی طور پر وہ سیاہ فاموں کو معاشرے کا مظلوم طبقہ سمجھتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ معاشرہ خود انہیں جرم کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ لہٰذا اصل مجرم معاشرہ ہے نہ کہ سیاہ فام۔ لیکن بدقسمتی سے قانون کو جرائم کے اسباب سے کوئی دل چسپی نہیں ہوتی۔ کرنل کو یہ علم نہیں تھا کہ کرسٹوفر نے اپنی پریکٹس کے دوران سیاہ فام مجرموں کے لیے کامیاب قانونی جدوجہد کی ہے اور متعدد سیاہ فاموں کی زندگی بچانے میں کامیاب ہوا ہے۔

کرنل بیکسٹر کرسٹوفر سے متاثر تھا۔ کرسٹوفر اس کے دوست کا بیٹا بھی تھا۔ چنانچہ اس نے کرسٹوفر کو واشنگٹن بلایا اور اپنا ڈپٹی بنا لیا۔ پھر کرنل بیکسٹر بیمار پڑا اور اس کی عدم موجودگی میں کرسٹوفر اٹارنی جنرل بن گیا۔ یہ کوئی معمولی عہدہ نہیں تھا۔ اب وہ ملک کے سرکردہ لوگوں میں شامل تھا۔

کمرے میں ہونے والے شور نے کرسٹوفر کو چونکا دیا۔ اس نے نظریں گھما کر دیکھا۔ صدر صاحب اپنی کرسی سے اچھل کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ کمرے میں موجود لوگوں نے زبردست نعرہ لگایا۔ کرسٹوفر نے چونک کر ٹی وی اسکرین کی طرف اور پھر کیرن کی طرف دیکھا۔ کیرن تالیاں نہیں بجا رہی تھی۔ ”نیویارک ریاست نے ۳۵ ویں ترمیم کی منظوری دے دی ہے۔“ اس نے سرگوشی میں بتایا۔ کمرے میں موجود ہر شخص اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ سبھی احساسِ فتح سے سرشار تھے۔

”مبارک ہو جنابِ صدر۔“ صدر کا پولنگ سیکرٹری رونالڈ صدر سے مخاطب تھا۔ ”یہ حیرت انگیز اپ سیٹ ہے، مگر بے حد خوشگوار۔“

ڈائریکٹر ایف بی آئی نے کرسٹوفر کے کندھے تھام کر اسے جھنجھوڑ ڈالا۔ ”کتنی بڑی خبر ہے پیارے...... ہے نا!“

”تھامسن۔“ عقب سے صدر نے ڈائریکٹر ایف بی آئی کو پکارا۔ تھامسن نے پلٹ کر دیکھا۔ ”جانتے ہو، پانسا کس نے پلٹا ہے۔ اسمبلی مین اسمتھ نے، جس کی تقریر آخری تھی۔ اس نے کمال کر دکھایا، ورنہ نیویارک اسٹیٹ یقیناً ترمیم کو مسترد کر دیتی۔ خدا کی پناہ......! ایسا لگتا تھا کہ وہ تقریر تمہاری لکھی ہوئی ہے۔“

ڈائریکٹر ایف بی آئی کے دانت نکل پڑے۔ ”ممکن ہے جناب، وہ تقریر میری ہی لکھی ہوئی ہو۔“

کمرے میں موجود تمام لوگ ہنس دیئے۔ کرسٹوفر بھی ہنس دیا، حالانکہ اس ہنسی کی وجہ اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی مگر وہ خود کو بدرنگ ثابت نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اسی وقت صدر کی پرسنل سیکرٹری مس لیجر نے اعلان کیا کہ کھانا لگا دیا گیا ہے۔ سب لوگ کھانے کی میز کی طرف لپکے اور جلدی جلدی پلیٹوں میں کھانا نکال کر اپنی اپنی نشست پر واپس آ گئے۔ اوہیو میں رائے شماری شروع ہونے والی تھی۔

ٹیلی ویژن پر ایک آفیسر ۳۵ ویں ترمیم کا مضمون سنا رہا تھا۔ ”کسی بھی اندرونی ہنگامی صورتِ حال میں آئین کی پہلی سے دسویں تک ترامیم معطل ہو جائیں گی۔ ترمیم کا مضمون یہ ہے، دفعہ ایک...... نمبر ۱: قومی سلامتی کو خطرہ لاحق ہونے کی صورت میں انسانی آزادی سے متعلق شقوق معطل رہیں گے۔ نمبر ۲: ایسے کسی خطرے کی صورت میں صدر کو قومی سلامتی کمیٹی نامزد کرنے کا اختیار ہو گا۔ یہ کمیٹی قومی سلامتی کونسل کے ساتھ مل کر کام کرے گی۔ نمبر ۳: کمیٹی اور کونسل ملک میں ہنگامی حالات کے نفاذ کا اعلان کر سکیں گی۔ نمبر ۴: کمیٹی کا چیئرمین ایف بی آئی کا ڈائریکٹر ہو گا۔ نمبر ۵: ہنگامی صورتِ حال کے خاتمے کے ساتھ ہی انسانی آزادی کے حقوق بحال ہو جائیں گے......“

کرسٹوفر یہ سب کچھ بار ہا پڑھ چکا تھا مگر اس وقت یہ سب کچھ سنتے ہوئے اسے بدمزگی کا احساس ہوا۔ ترمیم کا لہجہ اور الفاظ دونوں سخت تھے۔ وہ فکرمند ہو گیا۔

”رائے شماری شروع ہو رہی ہے۔“ صدر کی آواز سنائی دی۔ ”اوہیو اسمبلی یقینی طور پر ترمیم کے حق میں فیصلہ دے گی۔ یوں آج رات ۳۵ ویں ترمیم جزوِ آئین ہو جائے گی۔“

کرسٹوفر نے کھانے کی پلیٹ ایک طرف رکھی اور اسکرین کی طرف متوجہ ہو گیا۔ رائے شماری شروع ہو چکی تھی۔ ابتدا میں ہاں اور نہیں کے درمیان توازن رہا۔ پھر ”نہیں“ کی تعداد بڑھنے لگی۔

”یہ حیرت انگیز بات ہے۔“ اناؤنسر کی آواز ابھری۔ ”سیاسی پنڈتوں کی پیش گوئی پٹتی نظر آ رہی ہے۔“

دیکھتے ہی دیکھتے نتائج سامنے آ گئے۔ اوہیو کے ایوان نمائندگان نے ترمیم مسترد کر دی تھی۔ کیبنٹ

روم میں کراہیں گونجنے لگیں۔ ہر شخص مایوس نظر آ رہا تھا۔ کرسٹوفر نے کن انکھیوں سے کیرن کی طرف دیکھا جو ایک بے ساختہ مسکراہٹ دبانے کی کوشش کر رہی تھی۔ تمام لوگ صدر کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ ہر چہرے پر الجھن کا تاثر تھا۔

صدر نے کندھے جھٹکے اور اپنے پولنگ سیکرٹری سے مخاطب ہوئے۔ ''یہ کیا ہوا رونالڈ؟ ہم تو سمجھے تھے کہ آج رات ہی جیت جائیں گے۔''

''جناب صدر! آثار تو یہی تھے کہ ترمیم کثرتِ رائے سے منظور ہو جائے گی۔ یہ تبدیلی محض ۳۶ گھنٹوں کے اندر رونما ہوئی ہے۔'' رونالڈ نے جواب دیا۔

''جناب صدر! شاید اناؤنسر اس سلسلے میں کوئی وضاحت کرنے والا ہے۔'' صدر کے ایڈی نے ٹی وی سیٹ کی طرف اشارہ کیا۔

''ابھی ابھی ہمیں ایک اطلاع ملی ہے۔'' اناؤنسر کہہ رہا تھا۔ ''فی الوقت اس کی تصدیق ممکن نہیں لیکن ہمارے نمائندے کو بتایا گیا ہے کہ گزشتہ رات اور آج صبح ٹونی ہیرس نے اپنی طوفانی مہم کے ذریعے صورتِ حال کو یک لخت بدل ڈالا تھا۔ ٹونی ہیرس نے جو خود کو بنیادی انسانی حقوق کا محافظ کہتے ہیں۔ ۳۵ ویں ترمیم کے خلاف اپنی مہم کا آغاز ایک ماہ پہلے کیا تھا۔ ان کے لیے اوہیو کا استرداد بہت بڑی کامیابی ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ عین وقت پر ٹونی ہیرس اسمبلی کے ان ارا کین کو قائل کرنے میں کامیاب ہو گئے جو اس وقت تک کسی نتیجے پر نہیں پہنچے تھے۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ ٹونی ہیرس ایک زمانے میں ایف بی آئی میں کام کر چکے ہیں۔ بعد میں وہ اچھے مصنف اور وکیل ثابت ہوئے۔ وہ بنیادی حقوق کے زبردست حامی ہیں۔ ان کا ریکارڈ بتاتا ہے......''

''ہم اس کے ریکارڈ سے واقف ہیں۔'' ڈائریکٹر ایف بی آئی نے دہاڑ کر کہا۔ ''ہم اس ذلیل شخص کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں۔'' پھر وہ گھوما اور معذرت خواہانہ لہجے میں صدر سے بولا۔ ''مجھے اس بدتمیزی پر معاف فرمائیں لیکن یہ ٹونی ہیرس ہے ہی اسی قابل۔ وہ ہمیشہ مجرموں کی پشت پناہی کرتا تھا، اسی لیے میں نے اسے ایف بی آئی سے نکالا۔ ہم اسے خوب جانتے ہیں......''

''چھوڑو ان باتوں کو تھامسن، سانپ نکل چکا تو لکیر پیٹنے سے کیا فائدہ۔'' صدر نے اسے تسلی دی۔ ''ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ آئندہ یہ شخص ہمیں نقصان نہ پہنچانے پائے۔''

کرسٹوفر بہت اپ سیٹ تھا۔ ورنن تھامسن کا یوں پھٹ پڑنا اس کی سمجھ سے باہر تھا۔ اس نے ورنن تھامسن کی شخصیت کا یہ رخ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے کیرن کا ہاتھ تھام لیا جو خود بھی بہت اپ سیٹ دکھائی دے رہی تھی۔ اسی وقت صدر نے اشارے سے اسے بلایا۔ وہ کیرن کا ہاتھ چھوڑ کر صدر کی طرف بڑھ گیا۔ تھامسن صدر کے پاس ہی کھڑا تھا۔

''حضرات! نیویارک میں ہماری کامیابی حیرت انگیز تھی تو اوہیو میں ہماری شکست بھی غیر متوقع

تھی، گویا حساب برابر۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آراء کس قدر غیر مستحکم ہوتی ہیں۔ اب کیلی فورنیا کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ کیلی فورنیا کا ووٹ فیصلہ کن ہوگا۔ رونالڈ کا کہنا ہے کہ فی الوقت کیلی فورنیا میں ہماری پوزیشن مستحکم ہے لیکن میرے لئے یہ نا کافی ہے۔ ہم کیلی فورنیا کے معاملے میں کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ ہمیں اپنا سب کچھ داؤ پر لگانا ہوگا۔ تھامسن اور کرس، تمہیں اپنے تمام وسائل استعمال کرنے ہوں گے۔'' صدر نے کہا۔ تھامسن اور کرسٹوفر نے اپنے سروں کو تفہیمی جنبش دی۔

صدر نے سگار کا کونا دانتوں سے کاٹا۔ ورنن تھامسن نے لائٹر جلا کر انہیں سگار سلگانے میں مدد دی۔

صدر نے ایک کش لے کر کرسٹوفر سے کہا۔ ''کرس...... تمہارا تعلق کیلی فورنیا ہی سے ہے نا؟''

''جی ہاں، لیکن میں لاس اینجلز میں پریکٹس کرتا رہا ہوں۔'' کرسٹوفر نے جواب دیا۔

''میں چاہتا ہوں کہ تم کیلی فورنیا جاؤ اور ترمیم کے حق میں رائے عامہ ہموار کرنے کی کوشش کرو۔'' صدر نے کہا۔

کرسٹوفر فکر مند ہو گیا۔ ''میں کچھ کہہ نہیں سکتا کہ میں فائدہ مند ثابت ہو سکوں گا یا نہیں۔'' اس نے کہا۔ ''البتہ چیف جسٹس ہاورڈ کا اثر و نفوذ اس ریاست میں بہت زیادہ ہے۔''

صدر نے نفی میں سر ہلایا۔ ''نہیں، ہاورڈ کچھ نہیں کر سکتا۔ مجھے پتا چلا ہے کہ وہ اس ترمیم کا حامی نہیں ہے۔ ویسے بھی ایک جج کا سیاسی معاملات پر تبصرہ کچھ مؤثر نہیں ہوتا۔''

کرسٹوفر کو یہ آئیڈیا پسند نہیں آیا لیکن اس میں انکار کی بھی جرأت نہیں تھی۔ ''آپ جیسا کہیں گے، میں کروں گا، تو آپ کے نزدیک یہ معاملہ اہم ہے......''

''بہت زیادہ اہم ہے۔'' ڈائریکٹر تھامسن نے اس کی بات کاٹ دی۔ ''میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور اب پھر کہہ رہا ہوں، یہ ترمیم بہت اہم ہے اس کے بغیر شاید...... شاید ہم اپنے ملک سے ہی ہاتھ دھو بیٹھیں۔''

''تھامسن ٹھیک کہہ رہا ہے۔'' صدر نے تائید کی۔ ''جب وائٹ ہاؤس بھی لٹیروں اور قاتلوں کی دست برد سے محفوظ نہ رہے تو اس ملک میں کوئی بھی محفوظ نہیں۔ ہمیں ہر قیمت پر یہ ترمیم منظور کرانی ہے۔''

اسی وقت مس لیجر نے صدر سے معذرت کرتے ہوئے کرسٹوفر کو بتایا کہ اس کا باڈی گارڈ کسی ارجنٹ کام کے سلسلے میں اس سے بات کرنا چاہتا ہے۔ کرسٹوفر نے اجازت طلب نظروں سے صدر کو دیکھا۔ صدر نے اثبات میں سر ہلایا۔ ''آئندہ ہفتے تک میں تمہیں پروگرام بتا دوں گا۔ اب تم جاؤ۔''

کرسٹوفر کیرن کو لے کر باہر نکلا جہاں اس کا باڈی گارڈ ایجنٹ ہوگن اس کا منتظر تھا۔ ''کیا مسئلہ ہے ہوگن؟'' کرسٹوفر نے پوچھا۔

''جناب...... کرنل بیکسٹر کو ہوش آ گیا ہے لیکن ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ وہ کچھ ہی دیر کے مہمان ہیں۔''

انہوں نے ہوش میں آتے ہی آپ سے ملنے پر اصرار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ آپ کو کوئی بہت ضروری اور اہم بات بتانا چاہتے ہیں۔ مسز بیکسٹر نے مجھ سے رو رو کر التجا کی ہے کہ کسی طرح آپ کو کرنل بیکسٹر تک پہنچا دوں۔''

کرسٹوفر نے کیرن کے لیے کار کا دروازہ کھولا۔ پھر خود بھی بیٹھ گیا۔ ''ٹھیک ہے۔ ہمیں اسپتال لے چلو۔'' اس نے ایجنٹ ہوگن سے کہا۔ پھر وہ بیوی سے مخاطب ہوا۔ ''خدا جانے، کیا چکر ہے۔''

☆☆☆☆☆

اسپتال پہنچ کر کرسٹوفر نے کیرن کو کار میں بیٹھے رہنے کی ہدایت کی اور خود اسپتال کی عمارت میں داخل ہوا۔ ایک نیول آفیسر اس کی طرف بڑھا۔ ''اٹارنی جنرل کولنس؟'' اس نے پوچھا۔ کرسٹوفر نے سر کو اثباتی جنبش دی۔ ''میرے ساتھ چلیے جناب! وہ پانچویں منزل پر ہیں۔''

لفٹ میں سوار ہوتے ہی کرسٹوفر نے آفیسر سے پوچھا۔ ''کرنل بیکسٹر کی حالت کیسی ہے؟''

''مجھے افسوس ہے جناب۔ بیس منٹ پہلے ہی نیچے آیا تو وہ زندگی کے کچے دھاگے سے لٹکے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔''

''کاش...... کاش! میں ان سے مل پاؤں۔ ویسے ان کے پاس کون کون ہے؟''

''ان کی بیوی اور پوتا رکی بیکسٹر۔ وہ انہی کے ساتھ رہ رہا ہے۔ اس کے والدین سرکاری کام سے کینیا گئے ہوئے ہیں اور ہاں جارج ٹاؤن چرچ کے فادر ڈوسکی بھی ان کے پاس موجود ہیں۔''

لفٹ سے اتر کر وہ کوریڈور میں بڑھے۔ آفیسر نے ایک کھلے ہوئے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ ''آپ اندر چلے جائیں۔ یہ کمرا سٹنگ روم کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ ملحقہ کمرے میں کرنل بیکسٹر ہیں۔''

کرسٹوفر کمرے میں داخل ہوا جو خالی تھا۔ ملحقہ کمرے سے سسکیوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ دروازہ نیم وا تھا اور کرسٹوفر کو بیڈ کا صرف ایک حصہ نظر آ رہا تھا۔ کرسٹوفر جانتا تھا کہ وہ سسکیاں حنا بیکسٹر کی ہیں، جس کا وہ بے حد احترام کرتا ہے۔ کرسٹوفر یہ سوچ کر الجھنے لگا کہ کرنل نے بسترِ مرگ سے اسے کون سی اہم بات بتانے کے لیے بلایا ہے۔

چند لمحے بعد ملحقہ کمرے کا دروازہ کھلا اور فادر ڈوسکی برآمد ہوا۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کرتے ہوئے سر ہلایا اور کوریڈور کی طرف بڑھا۔ کرسٹوفر اس کے پیچھے پیچھے چلا آیا۔ ''کرنل بیکسٹر ہوش میں ہیں؟ میں ان سے مل سکتا ہوں؟ انہوں نے مجھے بلوایا تھا۔'' اس نے بے تابانہ کہا۔

پادری نے نفی میں سر ہلایا۔ ''مجھے افسوس ہے۔ آپ ان سے نہیں مل سکتے۔ آپ دس منٹ لیٹ ہیں۔''

کرسٹوفر کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کہے۔ بالآخر اس نے پوچھا۔ ''فادر...... مرنے سے پہلے کرنل

بیکسٹر پوری طرح ہوش میں تھے نا؟ انہوں نے کچھ کہا تھا؟''

''جی ہاں۔''

''انہوں نے آپ کو یا مسز بیکسٹر کو بتایا کہ مجھ سے کیوں ملنا چاہتے تھے؟''

''نہیں، انہوں نے اپنی بیوی سے صرف اتنا کہا کہ آپ سے ملنا بہت ضروری، بہت اہم ہے۔''

''اور انہوں نے کچھ نہیں کہا؟''

''انہوں نے مجھ سے مختصر گفتگو کی جو اعتراف کے زمرے میں آتی ہے۔''

''وہ گفتگو دہرا سکیں گے آپ؟ ممکن ہے اس سے مجھے یہ سمجھنے میں مدد مل جائے کہ وہ مجھ سے کیا بات کرنا چاہتے تھے۔''

''یہ ممکن نہیں ہے۔'' پادری کی آنکھوں سے سختی جھلکنے لگی۔ ''اعتراف ایک مقدس راز ہوتا ہے۔ وہ میں کسی پر ظاہر نہیں کر سکتا۔ مجھے افسوس ہے۔''

کرسٹوفر پادری سے رخصت ہو کر نیچے چلا آیا۔ کار میں بیٹھ کر اس نے کیرن کو بتایا کہ ان کا یہاں آنا بے سود رہا۔ ''تمہیں اندازہ بھی نہیں کہ وہ تمہیں کیا بتانا چاہتے ہوں گے؟'' کیرن نے پوچھا۔

''مجھے بالکل اندازہ نہیں۔'' کرسٹوفر نے فکر مندی سے کہا۔ ''لیکن میں معلوم کرنے کی کوشش ضرور کروں گا۔ آخر انہیں مرتے وقت میرا خیال ہی کیوں آیا جبکہ میں ان سے بہت زیادہ قریب بھی نہیں تھا۔''

''لیکن تم اٹارنی جنرل کی حیثیت سے ان کے جانشین تو بہرحال تھے۔''

''یہی تو میں بھی سوچ رہا ہوں۔'' کرسٹوفر نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا۔ ''اس معاملے کا تعلق کسی نہ کسی طور میرے کام سے ہے اور وہ بات بہت اہم ہوگی جو موت سے اتنی قربت کے باوجود ان کے ذہن پر سوار رہی۔ میرے لیے یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ وہ مجھ سے کیا کہنا چاہتے تھے۔ میں یہ جان کر رہوں گا۔''

کیرن نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا۔ ''ڈیئر، خود کو اور زیادہ ملوث مت کرو۔ میں اپنی بات کی وضاحت نہیں کر سکتی مگر میں خوفزدہ ہوں اور خوف کے سائے میں زندگی گزارنا مجھے اچھا نہیں لگتا۔''

''اور مجھے معمے اچھے نہیں لگتے۔'' کرسٹوفر نے کار کی کھڑکی سے باہر تاریکی کو گھورتے ہوئے کہا۔

☆☆☆☆☆

کرنل بیکسٹر کی تدفین مئی کے ایک بھیگے دن ہوئی۔ صدر امریکا نے بھی تدفین میں شرکت کی۔ فادر ڈوسکی نے آخری دعا پڑھائی۔ تدفین کے اختتام پر افسردہ مگر بوجھ اتارنے پر مطمئن شرکاء زندگی کی مصروفیات کی طرف پلٹ گئے۔ ڈائریکٹر ورنن تھامسن، اس کا ڈپٹی ہیری ایڈورڈ اور اٹارنی جنرل کرسٹوفر کولنس تدفین میں شرکت کے لیے ساتھ ہی آئے تھے اور ساتھ ہی واپس ہوئے۔

ایف بی آئی کے ایک ایجنٹ نے ان کے لیے تھامسن کی کار کا دروازہ کھولا۔ وہ تینوں کار میں بیٹھ گئے۔ کار روانہ ہوگئی۔ کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر تھامسن بولا۔ ''میں بیکسٹر کی کمی شدت سے محسوس کروں گا۔ تم تصور نہیں کر سکتے کہ ہم دونوں کتنے قریب تھے ایک دوسرے سے۔ اس سے بات کر کے مجھے خوشی ہوتی تھی۔''

''ہاں کرنل بیکسٹر بہت اچھا آدمی تھا۔'' ہیری ایڈورڈ نے کہا۔ وہ ڈائریکٹر کی ہاں میں ہاں ملانے کا عادی تھا۔ اسے تھامسن کی بازگشت قرار دیا جاتا تھا۔

''میں بھی اسے مس کروں گا۔'' کرسٹوفر نے کہا۔ ''اسی کی بدولت آج میں اس مقام پر ہوں۔''

''مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ وہ ۳۵ ویں ترمیم کی منظوری نہ دیکھ سکا۔ اس نے اس ترمیم پر بہت محنت کی تھی۔ لوگ اس کا کریڈٹ صدر کو دیتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ترمیم کرنل کا کارنامہ ہے۔ کرنل اسے موسٹ ارجنٹ کام قرار دیتا تھا۔''

لفظ ارجنٹ نے کرسٹوفر کو چونکا دیا۔ ہسپتال میں پادری نے بھی یہی کہا تھا کہ کرنل بیکسٹر کے نزدیک اس سے ملنا بہت ضروری اور اہم تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ بات ۳۵ ویں ترمیم سے متعلق بھی ہو سکتی تھی۔ کرسٹوفر کے لیے یہ معما حل کرنا بہت ضروری تھا۔ اس نے تھامسن سے شروعات کرنے کا فیصلہ کیا اور اسے پوری کہانی سنا دی۔ ''لیکن میرے پہنچنے سے دس منٹ پہلے کرنل مر چکا تھا۔''

''اوہ! عجیب بات ہے۔'' تھامسن نے سر ہلا کر کہا۔ ''تمہیں پتا نہیں چلا کہ وہ اہم بات کیا تھی؟''

''یہی تو مسئلہ ہے۔ کرنل نے مرنے سے پہلے فادر ڈوسکی سے بات کی تھی لیکن فادر ڈوسکی مجھے کچھ بتانے پر آمادہ نہیں ہوئے۔ ان کے نزدیک یہ اعتراف کے تقدس کا مسئلہ ہے۔'' کرسٹوفر نے بتایا۔ ''اب میں سوچ رہا ہوں کہ تم اس سلسلے میں میری مدد کر سکتے ہو۔ بات کوئی بھی ہو۔ مجھے یقین ہے، میرے کام سے متعلق ہوگی۔ ممکن ہے، اس سلسلے میں تم سے بھی کرنل کی بات ہوئی ہو۔ میں بڑی الجھن میں ہوں۔''

تھامسن چند لمحے شوفر کی پشت کو گھورتا رہا، پھر بولا۔ ''الجھ تو میں بھی گیا ہوں۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ کرنل کی بیماری سے پہلے اس سے کسی خاص موضوع پر گفتگو ہوئی ہو۔ صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ وہ ۳۵ ویں ترمیم جلد از جلد منظور کرانا چاہتا تھا کیونکہ اس کے نزدیک اسی میں ملک و قوم کی بقاء تھی۔ ہو سکتا ہے وہ ترمیم ہی کے سلسلے میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہو، مثلاً ترمیم کی اہمیت۔''

''ممکن ہے، ایسا ہی ہو مگر بستر مرگ پر ہونے کے باوجود اس نے مجھ سے گفتگو کو ارجنٹ قرار دیا تھا۔ میں سوچ رہا ہوں کہ فادر ڈوسکی سے بات اگلوانے کی ایک اور کوشش کر دیکھوں۔''

ہیری ایڈورڈ نے آگے جھکتے ہوئے کہا۔ ''کیوں وقت ضائع کرتے ہو۔ تم پادریوں کو نہیں جانتے۔ ان سے تو صرف خدا ہی کچھ اگلوا سکتا ہے، بندے کی کیا مجال۔''

''ہیری ٹھیک کہہ رہا ہے۔'' تھامسن نے تائید کی۔ پھر کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔ ''لو محکمۂ انصاف پہنچ گئے ہم۔ گھر آ گیا۔''

کرسٹوفر نے کار سے اترتے ہوئے تھامسن کا شکریہ ادا کیا۔ وہ محکمۂ انصاف کی عمارت کی طرف بڑھا ہی تھا کہ تھامسن نے اسے پکارا۔ کرسٹوفر نے پلٹ کر دیکھا۔ ''بہتر ہے کہ تم ضروری سامان چیک کر لو۔ شاید آئندہ ہفتے تمہیں کیلی فورنیا جانا پڑ جائے۔''

''میں تیار رہوں گا۔'' کرسٹوفر نے جواب دیا اور آگے بڑھ گیا۔ ڈائریکٹر کی کار آگے بڑھ گئی۔ سڑک کے دوسری طرف ایف بی آئی کی ایڈگر ہوور بلڈنگ تھی۔ کار سے اترنے کے بعد تھامسن نے ہیری سے پوچھا۔ ''کیا خیال ہے تمہارا؟ بیکسٹر کرسٹوفر کو کیا بتانا چاہتا ہوگا؟''

''کیا کہہ سکتا ہوں چیف۔''

''ہو سکتا ہے، آخری وقت میں کرنل کا ضمیر جاگ گیا ہو۔ وہ دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے چکر میں ہو۔''

''ممکن ہے لیکن اب حتمی طور پر تو کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ویسے شکر ہے، اس کی کرسٹوفر سے ملاقات نہیں ہوئی۔ وہ کچھ بھی نہیں کہہ سکا۔''

''ہو سکتا ہے، اس نے کہا ہو۔ کرسٹوفر نے بتایا تو ہے کہ کرنل نے پادری سے بات کی تھی۔''

''تم جانتے ہو چیف کہ مرنے والے کو صرف عاقبت کی فکر ہوتی ہے۔ وہ اپنے کام کے متعلق گفتگو نہیں کرتے۔ اس نے محض اعتراف کیا ہوگا اپنے گناہوں کا۔''

''میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ کرنل کے دل و دماغ پر بوجھ تھا اور وہ اسے ہلکا کرنے کے لیے بے تاب تھا۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ اس نے پادری کو کیا کچھ بتایا۔''

ہیری نے کھنکھارتے ہوئے کہا۔ ''یہ بہت مشکل کام ہے۔ پادری ایسی باتیں اگلا نہیں کرتے۔''

''ہم مشکل کاموں ہی کے لیے ہیں ہیری۔ ہمارا کام لوگوں سے معلومات اگلوانا ہے، بالخصوص ایسی صورت حال میں جب ان معلومات سے حکومت کو خطرہ لاحق ہو۔ تمہیں چرچ جانا ہوگا پادری کے پاس۔ دوستانہ انداز میں اس سے معلوم کرو کہ کرنل نے اس سے کیا کہا تھا۔ اگر اسے وہ کچھ معلوم ہو گیا ہے جو معلوم نہیں ہونا چاہیے تو ہمیں اس کا منہ بند کرنے کی کوئی ترکیب سوچنی پڑے گی۔ ہیری، یہ کام فوری طور پر ہونا چاہیے۔''

''چیف، تم جانتے ہو کہ میں ہر کام کر سکتا ہوں لیکن اس کام میں کامیابی کا کوئی امکان نہیں۔''

''ہرگز نہیں۔ تم فادر سے ملنے سے پہلے اس کے متعلق تفتیش کرنا۔ دیکھو، ہر شخص کی زندگی میں کچھ راز ہوتے ہیں۔ پادری بھی انسان ہوتے ہیں۔ پہلے اس کا راز معلوم کرو۔ پھر اس سے خاموشی کی قیمت معلومات کے سکوں میں وصول کرو۔ ناکامی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔''

''اوکے چیف۔ سمجھ لو، کام ہو گیا۔'' ہیری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

☆☆☆☆☆

تدفین سے واپس آنے کے بعد تھامسن دو گھنٹے کام میں مصروف رہا۔ ٹھیک پون بجے اس نے کیبنٹ میں سے کچھ خفیہ فائلیں نکالیں اور دفتر سے نکل آیا۔ اپنی کار میں بیٹھنے کے بعد اس نے ڈرائیور کو الیگزنڈریا چلنے کو کہا۔ وہ ہفتے کا دن تھا اور اس دن کے لیے یہ اس کا معمول تھا کہ وہ لنچ اپنی ماں کے ساتھ کرتا تھا۔ ماں کا احترام کرنا اس نے ایف بی آئی کے سابق ڈائریکٹر ایڈگر ہوور سے سیکھا تھا۔ دنیا کے ہر بڑے آدمی میں ماں کے احترام کی قدر مشترک تھی اور تھامسن اپنی دانست میں بڑا آدمی تھا۔

مطلوبہ عمارت کے سامنے کار رکی۔ تھامسن نے اترنے کے بعد ڈرائیور کو ایک گھنٹے بعد واپس آنے کی ہدایت دی اور عمارت میں داخل ہو گیا۔ اس کے پاس اپارٹمنٹ کی چابی تھی۔ اس نے سرخ الارم سگنل کو دبا کر دیکھا۔ الارم آف تھا حالانکہ وہ ہمیشہ ماں سے اصرار کرتا تھا کہ الارم آن رکھے۔ غنڈہ گردی کے موجودہ رجحان کے پیش نظر یہ ضروری تھا۔

اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔ ماں ہمیشہ کی طرح آرام کرسی پر نیم دراز ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ اس نے نظریں سکرین سے ہٹائے بغیر ہاتھ کے اشارے سے اسے خوش آمدید کہا۔ تھامسن نے ماں کی پیشانی چومی، ماں مسکرائی۔ ''کھانا تیار ہے۔ یہ پروگرام بھی ختم ہونے والا ہے۔ تم جیکٹ اتار کر بیٹھ جاؤ۔'' یہ کہہ کر وہ پھر پروگرام میں منہمک ہو گئی۔

تھامسن نے فائلیں ایک طرف رکھیں، جیکٹ اتار کر کرسی کی پشت پر لٹکائی اور جیب سے سگار نکال کر سلگا لیا۔

پروگرام ختم ہونے کے بعد انہوں نے کھانا کھایا۔ کھانے کے دوران تھامسن نے ماں کو کرنل بیکسٹر کی تدفین کے متعلق بتایا۔ کھانے کے بعد ماں نے کہا۔ ''اور کوئی نئی تازہ؟''

''پہلے آپ سنائیں۔'' تھامسن نے کہا۔ یہ سب کچھ ہفتے کی دوپہر کے معمولات میں شامل تھا۔ جواب میں روزا تھامسن نے تمام افواہیں اسے سنا ڈالیں۔ اب تھامسن کی باری تھی۔ اس نے ہیری ایڈورڈ کے تذکرے سے اسٹارٹ لیا۔

''ہیری کیسا ہے؟'' ماں نے پوچھا۔

''مزے میں ہے۔ آپ کے متعلق پوچھتا رہتا ہے۔'' تھامسن نے کہا اور پھر نئے اٹارنی جنرل کرسٹوفر کولنس کا تذکرہ چھیڑا۔

''ورنن...... یہ کرسٹوفر کولنس اچھا آدمی ہے نا؟'' ماں نے پوچھا۔

''فی الوقت تو کچھ نہیں کہا جا سکتا ممی۔ آگے چل کر پتا چلے گا۔'' اس کے بعد صدر امریکا، ایف بی آئی کے فراری مجرموں سے ہوتی ہوئی بات ۳۵ ویں ترمیم تک پہنچی۔ تھامسن نے تشویش ظاہر کی۔

''کیوں پریشان ہوتے ہو ورنن؟ ۳۵ ویں ترمیم پاس ہو جائے گی۔'' ماں نے اسے تسلی دی۔

''ہمیں ایک ریاست کی تائید درکار ہے اور صرف ایک ریاست ہی بچی ہے۔''

''مجھے یقین ہے تم ہار نہیں سکتے۔''

ڈرائیور کی واپسی میں دس منٹ باقی تھے۔ یہ ملاقات کا آخری مرحلہ تھا۔ اب فائلوں کی باری آئی۔ روزا تھامسن کو یہ مرحلہ بہت اچھا لگتا تھا۔ تھامسن بڑے بڑے لوگوں کے متعلق تفتیش کے ذریعے جو خفیہ معلومات حاصل کرتا تھا، وہ ہر ہفتے اسے سناتا تھا۔ افواہ پسند روزا تھامسن کے لیے وہ معلومات باعثِ تسکین تھیں۔

تھامسن نے خفیہ فائل کھولی اور ماں کے پسندیدہ اداکار کی نجی زندگی کے راز بیان کرنا شروع کیے۔ اس کے بعد کانگریس کی ایک خاتون رکن کی باری آئی۔ روزا تھامسن کی آنکھوں کی چمک لمحہ بہ لمحہ بڑھتی گئی۔ دس منٹ میں تھامسن نے ماں کو پانچ خفیہ فائلوں کے مندرجات سنا ڈالے۔

''تم بہت اچھے بیٹے ہو ورنن، ماں کا خیال رکھنے والے......'' روزا تھامسن نے کہا۔

''شکریہ ممی۔''

روزا اسے چھوڑنے کے لیے دروازے تک آئی۔ اس نے بیٹے کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ ''ان دنوں تمہاری پریشانیاں بڑھ گئی ہیں، ہے نا؟''

''ہاں ممی۔ وقت ہی بہت خراب ہے۔ ۳۵ ویں ترمیم منظور نہ ہوئی تو خدا جانے اس ملک کا کیا حشر ہوگا۔''

''تم سب کچھ ٹھیک کر لو گے۔ مجھے یقین ہے تم ملک کے صدر ہوتے تب بھی بہت کامیاب ثابت ہوتے۔'' روزا تھامسن نے محبت آمیز لہجے میں کہا۔

''ممکن ہے، میں کسی دن صدر سے بھی بڑا بن جاؤں۔'' ورنن تھامسن نے اپارٹمنٹ سے نکلتے ہوئے کہا۔

☆☆☆☆☆

اٹارنی جنرل کے لیے وہ دن بہت تھکا دینے والا تھا۔ کام اتنا تھا کہ اسے لنچ تک کی مہلت نہیں ملی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ۳۶ ویں سڑک کے اس ریستوران میں اپنی بیوی اور دو دوستوں کے ساتھ ڈنر کرتے ہوئے وہ کھانے پر ٹوٹا پڑ رہا تھا۔ پال ہلرڈ اور اس کی بیوی روتھ ہلرڈ بھی اس دعوت سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

ہلرڈ سے کرسٹوفر کے تعلقات بہت پرانے تھے۔ پال ہلرڈ اب جونیئر سینیٹر تھا۔ وہ نرم خو تھا اور اس کی شخصیت بے حد متاثر کن تھی۔ کرسٹوفر نے کیلی فورنیا وائن کا آرڈر دینے کا ارادہ ظاہر کیا تو پال ہلرڈ نے خوشدلی سے کہا۔ ''کیلی فورنیا وائن سے میرا دل بھر چکا ہے لیکن کیلی فورنیا سے نہیں بھرا۔ میں کیلی فورنیا کے سلسلے میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ اب جو کچھ ہوگا کیلی فورنیا میں ہی ہوگا۔''

''تمہارا اشارہ شاید ۳۵ ویں ترمیم کی طرف ہے؟'' کرسٹوفر نے پوچھا۔

''ہاں، اوہیو کی وو ننگ کے بعد سے مجھے کیلی فورنیا سے مسلسل کالیں موصول ہو رہی ہیں۔''

''کیا رپورٹ ہے کیلی فورنیا کی؟''

ہلرڈ نے پائپ سلگاتے ہوئے کہا۔ ''آثار تو یہی ہیں کہ ترمیم کے حق میں ووٹ آئے گا۔ سنا ہے، کیلی فورنیا کا گورنر اگلے ہفتے اعلان کر دے گا کہ وہ ترمیم کے حق میں ہے۔''

''صدر گلبرٹ کو یہ سن کر خوشی ہوگی۔''

''کسی سے تذکرہ نہ کرنا۔ حقیقت یہ ہے کہ صدر اور گورنر کے درمیان معاہدہ ہو چکا ہے۔ گورنر اپنی میعاد مکمل ہونے پر سینیٹ کا انتخاب لڑے گا اور صدر صاحب اس کی مدد کریں گے۔ افسوس صد افسوس!''

کرسٹوفر بری طرح چونکا۔ ''کیوں پال، اس میں برائی کیا ہے؟''

''بڑے لوگ ۳۵ ویں ترمیم کی پشت پناہی پر متفق ہو گئے ہیں۔''

''میرا خیال تھا کہ تم خود ترمیم کے حق میں ہو۔''

''میں نہ اس کے حق میں تھا اور نہ اس کے خلاف۔ میں تو محض تماشائی تھا۔ میرے خیال میں تم بھی تماشا دیکھنے والوں میں تھے مگر اب بات ہمارے گھر تک آ پہنچی ہے۔ اب میں ملوث ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔''

''تو تم ترمیم کے خلاف ہو؟''

پال نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس کی بیوی روتھ نے کہا۔ ''پال، جلد بازی مت کرو۔ پہلے یہ دیکھو کہ لوگوں کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے۔''

''جب تک ہم اپنے محسوسات کو نہیں سمجھیں گے، لوگوں کے احساسات کو بھی نہیں سمجھ سکیں گے۔ لوگ صحیح اور غلط کا فیصلہ کرنے کے لیے اپنے لیڈروں کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ دیکھو نا، یہ ہم لوگوں کی ذمے داری......''

''اور تمہیں صحیح اور غلط کے بارے میں یقین ہو چکا ہے؟'' کرسٹوفر نے پوچھا۔

''میں یقین کی طرف بڑھ رہا ہوں۔ کیلی فورنیا سے حاصل ہونے والی معلومات کی روشنی میں ۳۵ ویں ترمیم مجھے ایک ایسی طیارہ شکن توپ معلوم ہوتی ہے جس سے پرندوں کا شکار کھیلنے کا ارادہ ظاہر کیا جا رہا ہے۔ ٹونی ہیرس کا بھی یہی خیال ہے۔ وہ ترمیم کے خلاف جنگ کے لیے کیلی فورنیا پہنچ رہا ہے۔''

کرسٹوفر کو ٹونی ہیرس کے بارے میں ڈائریکٹر تھامسن کا ردعمل یاد آ گیا۔ اس نے خود کار انداز میں کہا۔ ''ٹونی ہیرس ناقابلِ اعتبار آدمی ہے۔ اس نے ۳۵ ویں ترمیم کی مخالفت کو انتقام کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ اس کی اصل جنگ ترمیم کے لیے نہیں، ورنہ تھامسن کے خلاف ہے۔ صرف اس لیے کہ تھامسن نے اسے ایف بی آئی سے نکال دیا تھا۔''

''تمہارے خیال میں یہ حقیقت ہے؟''

''میں نے یہی کچھ سنا ہے لیکن میں نے اس سلسلے میں چھان بین نہیں کی۔''

''تو پھر چھان بین کرو، کیونکہ میں نے کچھ اور ہی سنا ہے۔ ٹونی ہیرس ایف بی آئی سے بددل ہوا۔ وہ کچھ ایسے اسپیشل ایجنٹس کی مدد کر رہا تھا، جن کے پیچھے ڈائریکٹر تھامسن ذاتی وجوہات کی بناء پر پڑا ہوا تھا۔ اس جرم کی پاداش میں تھامسن نے ٹونی کا ٹرانسفر کرنا چاہا۔ ٹونی نے استعفا دے دیا تاکہ ایف بی آئی کی اصلاح اور بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے کھل کر کام کر سکے۔ یہ افواہ تھامسن نے پھیلائی ہے کہ ٹونی ہیرس کو ایف بی آئی سے نکالا گیا تھا۔''

''اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔'' کرسٹوفر نے چڑ کر کہا۔ ''اصل بات تو یہ ہے کہ تم ترمیم کے مخالفین سے جا ملے ہو۔''

''ہاں کرس، مجھے یہ ترمیم خوفناک معلوم ہوتی ہے۔ میں اس کے مقاصد سے واقف ہوں لیکن مجھے خدشہ ہے کہ اس کا غلط استعمال ہوگا۔ مجھے یہ خدشہ پریشان کر رہا ہے۔''

''اس کا مثبت پہلو بھی ہے پال۔ یہ جرائم کی بیخ کنی میں کام آئے گی۔ کیلی فورنیا ہی کو لے لو۔ اس وقت وہاں جرائم کی شرح کتنی بڑھ گئی ہے۔''

''واقعی؟''

''واقعی کا کیا مطلب ہوا۔ تم نے بھی ایف بی آئی کے فراہم کردہ اعداد و شمار پڑھے ہوں گے۔''

''اعداد و شمار؟ میں اسی سلسلے میں تو تم سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن میں ہچکچا رہا تھا۔ یہ تمہارے محکمے کا معاملہ ہے۔ مجھے ڈر تھا کہ تم برا مان جاؤ گے۔''

''میں کیوں برا ماننے لگا؟ اور پھر پال، ہم اچھے دوست ہیں۔ تم مجھ سے کھل کر بات کر سکتے ہو۔''

''ٹھیک ہے۔ تو سنو۔ کل مجھے اولن کیف نے فون کیا تھا۔ اس نے جو کچھ بتایا، وہ میرے لیے پریشان کن ہے۔ اولن کیف سان فرانسسکو سے کیلی فورنیا کی دستور ساز اسمبلی کے لیے منتخب ہوا ہے۔ بہت اچھا آدمی ہے۔ تم یقیناً اس سے مل کر خوش ہو گے۔ بہرحال وہ ایک کمیٹی کا رکن ہے۔ کمیٹی کے کام کے سلسلے میں مقامی پولیس کے کچھ افسران سے اس کی ملاقات ہوئی۔ ان میں سے دو نے شکایت کی کہ ایف بی آئی ان کی پوزیشن خراب کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ جرائم کے سلسلے میں تھامسن کو جو اعداد و شمار فراہم کرتے ہیں، اخبارات میں شائع ہونے والے اعداد و شمار ان سے مختلف اور بہت بلند ہوتے ہیں یعنی تم انہیں تبدیل کرتے ہو۔''

''میرا کام تو صرف اس کے فراہم کردہ اعداد و شمار پریس کو فراہم کرنا ہے۔'' کرسٹوفر چڑ گیا۔

''ویسے تم کہنا کیا چاہتے ہو پال؟''

''میں تمہیں یہ بتا رہا ہوں کہ اولن کیف کے خیال میں تھامسن جرائم میں اضافے کی شرح کو بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کر رہا ہے۔ بالخصوص کیلی فورنیا میں ہونے والے جرائم کو۔''

''وہ ایسا کیوں کرنے لگا؟ بات میرے حلق سے نہیں اتری۔''

''حالانکہ بات سیدھی سی ہے۔ تھامسن اُن اعداد وشمار کے ذریعے کیلی فورنیا اسمبلی کے اراکین کو ڈرا رہا ہے تاکہ وہ ترمیم کے حق میں ووٹ دیں۔''

''دیکھو، میں جانتا ہوں کہ تھامسن اس ترمیم کا زبردست حامی ہے لیکن وہ اتنا بڑا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ آخر ۳۵ویں ترمیم سے اسے کیا حاصل ہوگا؟''

''طاقت''

''وہ تو اسے اب بھی میسر ہے۔''

''اتنی نہیں جتنی ترمیم پر عمل درآمد کی صورت میں سلامتی کمیٹی کے چیئر مین کی حیثیت سے اسے حاصل ہوگی۔''

کرسٹوفر نے نفی میں سر ہلایا۔ ''میں یقین نہیں کر سکتا پال۔ میں گزشتہ اٹھارہ ماہ سے محکمۂ انصاف میں ہوں۔ میں اندر کی بات جانتا ہوں۔ تم اور تمہارا اولن کیف بے خبر ہو۔ اندر کے حال سے ناواقف۔''

''میری بات چھوڑو، لیکن اولن کیف بہت کچھ جانتا ہے۔ کرس، تم کیلی فورنیا جانے والے ہو۔ وہاں خود مل لینا اولن کیف سے۔ وہ تمہیں حقائق بتائے گا۔ اب یہ الگ بات کہ تم اس سے ملنا ہی نہ چاہو۔''

''تم جانتے ہو کہ میں حقائق سے کبھی نظریں نہیں چُراتا۔'' کرسٹوفر نے تیز لہجے میں کہا۔ ''تم اس سے میری ملاقات طے کرا دو۔ میں اس سے ضرور ملوں گا۔''

''اور کھلے ذہن سے اس کی باتیں سننا۔ کرس، اس ملک کی قسمت کا فیصلہ اب کیلی فورنیا کے ہاتھ میں ہے۔ تم اس کی باتیں سننا اور خود فیصلہ کر لینا۔'' پال ہلرڈ نے کہا۔

☆☆☆☆☆

ینگ دوپہر کے وقت ایڈگر ہوور بلڈنگ میں داخل ہوا۔ گزشتہ چھ ماہ سے ہفتے میں ایک دن ورنن تھامسن سے ملنے آنا اس کا معمول تھا۔ تھامسن نے اسکے بیٹھنے کے بعد فون پر کسی کو بتایا کہ اب وہ صدرِ امریکا کے علاوہ کسی کی کال ریسیو نہیں کرے گا۔ پھر اس نے اٹھ کر اپنے دفتر کے دونوں دروازے اندر سے بند کر لیے۔ وہ اپنی خودنوشت سوانح کے سلسلے میں ہونے والی اس ملاقات سے بہت زیادہ لطف اندوز ہوتا تھا۔ صرف اس لیے کہ گفتگو کا مرکز وہ خود ہوتا تھا۔

ینگ کو ان ملاقاتوں سے اور خود ورنن تھامسن سے نفرت تھی۔ ینگ کو ایف بی آئی سے محبت تھی۔ صرف اس لیے کہ یہ ایک مستعد اور مؤثر ادارہ تھا۔ ایف بی آئی کے ریکارڈ روم میں پچیس کروڑ افراد کے فنگر پرنٹس موجود تھے۔ ایف بی آئی ادارہ نہیں ایک ہشت پا تھا جس کی دسترس بہت...... بہت دور تک تھی۔ لیکن ورنن تھامسن سے اس کا پہلی نظر کی نفرت کا رشتہ تھا۔ تھامسن اپنی خودنوشت لکھوانے کا خواہاں

تھا اور نہ جانے کس نے اس سلسلے میں ینگ کا نام تجویز کر دیا تھا۔ تھامسن نے ینگ کی دو کتابیں پڑھی تھیں اور اس کے اندازِ تحریر کو پسند بھی کیا تھا۔ لیکن ینگ نے انکار کر دیا۔ اس نے مختصر سی مزاحمت کی، جو ورنن تھامسن کی بلیک میلنگ کے سامنے جلد ہی دم توڑ گئی۔ وہ تھامسن کی خودنوشت لکھنے پر مجبور ہو گیا۔ اب اس قبولیت کو چھ ماہ ہو چکے تھے۔

ینگ نے پورٹیبل ٹیپ ریکارڈر میز پر رکھا۔ پھر نوٹس نکال کر گود میں رکھ لیے۔ وہ اس سیشن کے لیے تیاری کر کے آیا تھا۔ آج کا موضوع اسے گزشتہ ملاقات میں بتا دیا گیا تھا۔ اس نے ٹیپ ریکارڈر کے پلے اور ریکارڈ کے بٹن دبا دیے۔

''ہم ایڈگر ہوور کے بارے میں بات کر رہے تھے۔'' تھامسن نے اسٹارٹ لیا۔ ''میں جو کچھ ہوں، اسی کی بدولت ہوں۔ ۱۹۷۲ء میں اس کی موت کے بعد میں نے گرے، ریکل اور کیلی میں سے کسی کے ساتھ کام کرنا پسند نہیں کیا۔ وہ سب اچھے لوگ تھے مگر جس نے ایڈگر ہوور کے ساتھ کام کیا ہو، وہ کسی اور کے ساتھ نہیں چل سکتا۔ چنانچہ میں نے استعفا دے دیا اور اپنی سراغ رساں ایجنسی کھول لی۔ پھر صدرِ مملکت نے مجھے ایجنسی بند کرنے اور بیورو کی سربراہی قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔ میرا خیال ہے، یہ سب کچھ میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں۔''

''جی ہاں، میں نے اسے ایڈٹ کر کے اسکرپٹ میں ڈھال لیا ہے۔'' ینگ نے بتایا۔

''اس وقت کے حالات کے پیشِ نظر صدر کو اولڈ مین کی ضرورت تھی۔ ہاں، ہم بیورو والے ایڈگر ہوور کو اولڈ مین ہی کہتے ہیں۔ تو میں کہہ رہا تھا کہ...... اولڈ مین کی ضرورت تھی لیکن مرنے والے کب کسی کی ضرورت پوری کرتے ہیں۔ متبادل صورت یہ تھی کہ ایڈگر ہوور کے نقشِ قدم پر چلنے والے کسی شخص کو موقع دیا جائے۔ نظرِ انتخاب مجھ پر پڑی اور یقین کرو، صدر کو اپنے فیصلے پر کبھی پچھتاوا نہیں ہوا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک ماہ پہلے صدر نے میرا ہاتھ تھام کر کہا۔ تھامسن نے جو کچھ کیا ہے، وہ ایڈگر ہوور بھی کبھی نہیں کر سکا تھا۔ یقین کرو، صدرِ امریکا نے لفظ بہ لفظ یہی کہا تھا۔''

''مجھے یاد ہے۔'' ینگ نے کہا۔ ''یہ بہت بڑا خراجِ تحسین ہے۔''

''لیکن ینگ، میں نہیں چاہتا کہ کتاب میں یہ میری ستائش معلوم ہو۔ یہ اولڈ مین کی ستائش معلوم ہونی چاہیے تاکہ قارئین کو پتا چلے کہ میں اولڈ مین کا کتنا احترام کرتا ہوں اور میں نے اس سے کتنا کچھ سیکھا تھا۔''

''بہتر جناب، میں ویسے بھی پورے ہفتے ایڈگر ہوور کے بارے میں پڑھتا رہا ہوں۔''

''جو کچھ پڑھا ہے، اسے بھول جاؤ۔ ظالم صحافیوں نے اولڈ مین کے ساتھ کبھی انصاف نہیں کیا، خصوصاً اس کے آخری دور میں۔ میری باتیں غور سے سنو۔ ہر بات احتیاط سے لکھو تاکہ کسی غلطی کا احتمال نہ رہے۔''

''آپ بے فکر رہیں جناب۔ ٹیپ ریکارڈر کبھی غلطی نہیں کرتا۔''

''اوہ، یہ تو میں بار بار بھول جاتا ہوں۔ خیر، تو یہ ایڈگر ہوور ہی تھا، جس نے قانون نافذ کرنے والے اداروں میں پروفیشنل ازم متعارف کرایا۔ اس نے روایتی پولیس مین کے تصور کو باطل کیا اور ہم لوگوں کو عزت دلائی، اس سے پہلے ایف بی آئی کو ایوانِ حکومت میں مجرموں کا نمائندہ سمجھا جاتا تھا۔ ایڈگر ہوور نے ایف بی آئی جوائن کی تو اس کی عمر صرف ۲۹ برس تھی۔ اس وقت ایف بی آئی کے ملازمین کی تعداد ۶۵۷ تھی جب کہ اس کی موت کے وقت یہ تعداد بیس ہزار ہو چکی تھی۔ کرائم لیبارٹری اور فنگر پرنٹس کا نظام اُس نے قائم کیا۔ تربیت کے لیے اکیڈمی بھی اسی نے قائم کی۔ سینٹرل کمپیوٹر بھی اسی کا کارنامہ ہے، جس کے پاس کم از کم تیس لاکھ افراد کا ریکارڈ موجود ہے۔ یہ سب اولڈ مین کے کارنامے ہیں۔ اس کے اور میرے عہد میں ایف بی آئی کا کوئی ایجنٹ نہ کسی جرم میں ملوث ہوا، نہ مجرموں کی اعانت کی گئی۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ پھر ان خوفناک مجرموں کے نام یاد کرو، جنہیں اولڈ مین نے انجام تک پہنچایا۔ ان کا نام ذہن میں آتے ہی اب بھی تمہارے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ حالانکہ وہ مر چکے ہیں۔ ان مجرموں کی فہرست ایک میل لمبی ہوگی۔''

''دس میل لمبی کہو۔'' ینگ نے دل میں سوچا۔ تھامسن نے سب سے بڑی فتح کو تو چھوڑ ہی دیا۔

ایڈگر ہوور نے اپنے طویل کیریئر میں مافیا کو نظر انداز کر دیا تھا۔ وہ تو مافیا کے وجود تک سے انکاری تھا۔ ۶۳ء میں ویلاچی نے زبان کھولی تو ہوور نے پہلی بار تنظیم کے وجود کو تسلیم کیا۔ اولڈ مین کے حامی اس کے اغماض کے سلسلے میں صفائی پیش کرتے ہیں۔ ایڈگر ہوور کو خوف تھا کہ مافیا سے الجھنے کی صورت میں مافیا والے اس کے ایجنٹوں کو بھی مقامی پولیس کی طرح خراب کر دیں گے۔ رشوت کا عادی بنا دیں گے۔ یوں اس کا ریکارڈ خراب ہو جائے گا۔ مخالفین کا کہنا ہے کہ مافیا سے اُلجھنے کی صورت میں ایڈگر ہوور کی کامیابی کے اعداد و شمار پھیکے پڑ جاتے۔ کامیابی کا گراف نیچے آ جاتا۔

ینگ کو ایڈگر ہوور کے کچھ اور کارنامے بھی یاد تھے، جن کا تھامسن نے تذکرہ نہیں کیا تھا۔ ہوور نے ڈاکٹر مارٹن لوتھر کنگ جونیئر کو جھوٹا قرار دیا تھا۔ اس نے مارٹن کا فون ٹیپ کرایا تھا تاکہ اس کی جنسی زندگی کا ریکارڈ حاصل کر سکے۔ اس نے سابق اٹارنی جنرل کلارک کو بزدل قرار دیا تھا۔ فادر بیریگن اور جنگ کے مخالف دیگر پادریوں کو سازشی اور غدار کہہ کر ان کے خلاف کیس بنائے تھے۔ وہ غیر قانونی طور پر کانگریس کے اراکین کے دن رات ریکارڈ...... کرتا رہا تھا جو بنیادی حقوق کی توہین کے مترادف تھا۔

ینگ کو پیٹ ہیمل کا ایک کالم یاد آ گیا جو اس نے گزشتہ روز ہی پڑھا تھا۔ پیٹ ہیمل نے لکھا تھا۔

''گزشتہ تیس برس میں ایڈگر ہوور سے بدتر کوئی دوسرا شخص میری نظر سے نہیں گزرا۔ اس شخص نے ہم سے ہمارا یقین اور خود اعتمادی چھین لی۔ اس نے انسانی آزادی کو پامال کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اس نے سیاسی اختلاف کی بنیاد پر بلیک میل کیا اور لوگوں کی ذاتی کمزوریوں کی بنیاد پر مقدمے کھڑے کیے۔

لیکن ینگ نے یہ سب تھامسن کو نہیں بتایا۔ بہتری اسی میں تھی۔

''اب میں تمہیں ہوور کے بارے میں ایک ایسی بات بتاتا ہوں، جس سے محض چند افراد ہی واقف ہیں۔'' تھامسن کہہ رہا تھا۔ ''کسی بھی شخص کو سمجھنے کے لیے اس کا والدین کے ساتھ رویہ بہت کارآمد ثابت ہوتا ہے۔ ہوور تینتالیس برس کی عمر تک اپنی ماں کے ساتھ رہتا رہا تھا۔ کیا یہ اس کی عظمت کا ثبوت نہیں۔'' ینگ کو فرائڈ کا خیال آ گیا۔ ''ایک اور بات بتاؤں کہ لوگ ہوور کی عزت کیوں کرتے تھے۔ ہوور ستر سال کا تھا۔ ان دنوں صدر جانسن پر زبردست دباؤ ڈالا گیا کہ ایڈگر ہوور کو عہدے سے ہٹا دیں۔ صدر جانسن کے مسلسل انکار پر کسی نے انکار کا سبب پوچھا۔ صدر نے کہا ''میں باہر سے وائٹ ہاؤس پر اچھالی جانے والی گندگی سے بچنا چاہتا ہوں۔ تم کتاب میں یہ لکھ دو کہ صدر نے یہ بات مجھ سے کہی تھی۔ اب جانسن بھی مر چکا ہے اور ہوور بھی۔ ہماری تردید کرنے والا کوئی بھی نہیں۔''

''بہت بہتر جناب۔'' ینگ نے سعادت مندی سے کہا۔

''اور سنو، پچھلے ہفتے میں نے ایک خواب دیکھا تھا۔ وہ بھی کتاب میں شامل کر دو۔'' تھامسن نے کہا۔ ''میں نے دیکھا کہ ایڈگر ہوور مجھ سے حسد کر رہا ہے۔ صرف اس لیے کہ امریکا میں جرائم کے مسئلے کا مؤثر ترین حل میں نے ڈھونڈ نکالا ہے۔ ۳۵ ویں ترمیم کی شکل میں اور اب ۳۵ ویں ترمیم کا کریڈٹ کسی تمغے کی طرح ہمیشہ میرے سینے پر آویزاں رہے گا۔ ہوور نے مجھ سے کہا، کاش! مجھے یہ موقع مل جاتا۔ میں نے کہا۔ ''میری کامیابی آپ کی بھی کامیابی ہے۔ آپ نہ ہوتے تو میں ایف بی آئی کا ڈائریکٹر نہ ہوتا۔'' وہ مسکرایا۔ ''یہ تھا میرا خواب۔ کیسا ہے؟''

ینگ کے جواب دینے سے پہلے ہی بزر چیخ اٹھا۔ تھامسن حیران نظر آیا۔ اس نے ریسیور اٹھایا۔

''کیا بات ہے ہیتھ؟ اوہ! ہیری ہے۔ وہ انتظار بھی کر سکتا ہے۔'' وہ چند لمحے سنتا رہا پھر بولا۔ ''بیکسٹر کیس...... اوہ، چرچ والا معاملہ کرسٹوفر کولنس، ٹھیک ہے...... ٹھیک ہے۔ ہیری سے کہو، میں ابھی ایک منٹ میں فارغ ہوتا ہوں۔'' اس نے ریسیور کریڈل پر رکھا اور کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر وہ مڑا اور ینگ کو سامنے پا کر بُری طرح چونکا۔ ''ارے، میں تو بھول ہی گیا تھا کہ تم موجود ہو۔ تم نے میری گفتگو سنی؟''

''جی؟'' ینگ نے چونک کر سوالات کی فہرست سے نظر اٹھائی۔ ''کیا کہا آپ نے؟''

''کچھ نہیں۔'' تھامسن مطمئن نظر آنے لگا۔ ''اب تم جاؤ۔ ایک ضروری کام کرنا ہے مجھے۔ آئندہ ہفتے وقت کی اس تلافی کر لیں گے۔''

ینگ نے اپنا ٹیپ ریکارڈر آف کیا اور جلدی جلدی کاغذات سمیٹ کر بریف کیس میں رکھے۔

تھامسن جو کچھ اس کی سماعت تک نہیں پہنچانا چاہتا تھا، وہ اس کے پاس ریکارڈ شکل میں موجود تھا۔ اسے بس اتنا یاد تھا کہ بات سابق اٹارنی جنرل بیکسٹر سے متعلق تھی جس کی تدفین گزشتہ روز ہوئی تھی۔ وہ دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا کہ کاش اسے تھامسن کے خلاف کچھ مواد مل جائے۔ اس نے اپنا بریف کیس اور ٹیپ ریکارڈر اٹھایا اور دفتر سے نکل آیا۔

☆☆☆☆☆

''ہم نے فادر ڈوسکی کے متعلق تحقیق کی۔'' ہیری نے تھامسن کو بتایا۔ ''لیکن کوئی ڈھنگ کی بات معلوم نہیں ہو سکی۔ بس ماضی کا ایک معمولی سا واقعہ مل سکا۔ فادر ٹرینٹن میں ایک ڈرگ کیس میں ملوث ہوا تھا۔ تاہم پولیس نے کیس واپس لے لیا تھا۔ پھر بھی ہم نے......''

''یہ بہت کافی ہے فادر کے لیے۔'' تھامسن نے ہیری کی بات کاٹ دی۔ ''تم جاؤ اور اس سے بات......''

''میں یہ کام پہلے ہی کر چکا ہوں چیف۔'' ہیری نے کہا۔ ''میں نے پادری سے تنہائی میں ملاقات کی اور اسے پوری بات بتائی۔ اس نے اعتراف کیا کہ بیکسٹر نے اس سے بات کی تھی۔ پھر اس نے پوچھا کہ ہمیں بیکسٹر کے اعتراف کے بارے میں اٹارنی جنرل کرسٹوفر کولنس سے علم ہوا ہو گا۔ میں نے اس کی تردید کی اور اسے بتایا کہ بیکسٹر نے جو کچھ بھی کہا، وہ ہمارے اور حکومت کے لیے اہم بھی ہو سکتا ہے کیونکہ بیکسٹر ملک کے اہم ترین رازوں سے واقف تھا۔ اس تمہید کے بعد میں نے اس سے بیکسٹر کا بیان دہرانے کی فرمائش کی مگر اس نے سختی سے انکار کر دیا۔ میں نے حکومت کا حوالہ دیا۔ اس نے جواب میں خدا کو حکومت سے بالاتر قرار دیا۔ تمام تر کوشش کے باوجود اس نے کچھ نہ اُگلا تو میں نے اس پر اس کیس کے حوالے سے وار کیا لیکن پھر وہ بھی وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔''

''لعنت ہو اس ذلیل شخص پر!'' تھامسن نے میز پر گھونسا مار کر کہا۔

''چیف، درحقیقت پادری خدا کی پشت پناہی کی وجہ سے عام آدمیوں سے مختلف اور سخت ہوتے ہیں۔ فادر ڈوسکی اپنے ماضی سے بھی خوفزدہ نہیں تھا۔ اب ہم کیا کریں چیف۔''

تھامسن چند لمحے سوچتا رہا۔ ''کچھ بھی نہیں۔ میرا خیال ہے تم اس سے نہیں اگلوا سکے تو کوئی بھی نہیں اُگلوا سکے گا۔ اگر اسے کوئی اہم بات معلوم ہے تو وہ اس کے سینے میں ہی دفن رہے گی۔ بھول جاؤ اس معاملے کو۔'' اسی وقت بزر چیخا۔ تھامسن نے ریسیور اٹھایا اور چند لمحے سننے کے بعد بولا۔ ''ٹھیک ہے بیتھ۔ صدر صاحب سے کہو، میں آ رہا ہوں۔'' ریسیور رکھ کر وہ ہیری کی طرف مڑا۔ بس اتنا کرو کہ فادر ڈوسکی پر نظر رکھو۔ تھینک یو۔''

☆☆☆☆☆

وائٹ ہاؤس کے بیضوی کمرے میں صدر گلبرٹ کے ساتھ ان کا پولنگ سیکریٹری بھی موجود تھا۔ صدر نے بلا تمہید بات شروع کی۔ ''ورنن، ہمارے مخالفین مجتمع ہو چکے ہیں۔ وہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ ہم امریکا کو پولیس اسٹیٹ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ نیویارک ٹائمز کا شمارہ دیکھو۔'' انہوں نے تھامسن کی طرف اخبار بڑھایا۔ ''یہ ایڈیٹوریل میں لکھتے ہیں کہ نیویارک اسمبلی نے ۳۵ ویں ترمیم کے حق میں ووٹ دے کر اس ریاست کو رُسوا کرا دیا ہے۔ اس میں انہوں نے کیلی فورنیا اسمبلی کے دستور ساز اراکین سے اپیل کی ہے کہ وہ ۳۵ ویں ترمیم کو مسترد کر کے ملک و قوم کو غلامی سے بچا لیں۔''

''ظاہر ہے۔'' رونالڈو نے کہا۔ ''پریس کو اپنا مستقبل جو خطرے میں نظر آ رہا ہے۔''

''اور کیا، یہ جو خرافات چھاپتے ہیں، اس سے جرائم میں کچھ اضافہ ہی ہوتا ہے۔ ۳۵ ویں ترمیم کے بعد صحافت کے ان چیتھڑوں کی اشاعت جو گر جائے گی۔'' تھامسن نے زہریلے لہجے میں کہا۔ ''لیکن جناب، دشمنوں کی طرح ہمارے دوستوں کی تعداد بھی کم نہیں۔ ایسے اخبارات بھی ہیں، جو ۳۵ ویں ترمیم کے حق میں مہم چلا رہے ہیں۔''

''گڈ۔ میں نے تمہیں اسی لیے بلوایا تھا کہ مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔''

''میں حاضر ہوں جناب۔''

صدر گلبرٹ اپنے پولنگ سیکریٹری کی طرف متوجہ ہوئے۔ ''کیلی فورنیا کی تازہ ترین رپورٹ سناؤ۔''

''ہم نے ۲۴۵۵ افراد سے ترمیم کے متعلق رائے لی۔'' رونالڈو نے گلا صاف کر کے کہا۔ ''ان میں سے ۴۱ فیصد ترمیم کے حق میں تھے۔ ۲۷ فیصد خلاف اور ۳۲ فیصد کوئی فیصلہ نہ کر سکے۔''

''یہ کسی نتیجے پر نہ پہنچنے والوں کی تعداد ہے، جو مجھے پریشان کر رہی ہے۔'' صدر نے کہا۔ ''بہرکیف یہ تو تھی رائے عامہ، رونالڈو! اب کیلی فورنیا اسمبلی اور سینٹ کے متعلق بتاؤ۔''

رونالڈو نے سامنے رکھے کاغذات اوپر نیچے کیے۔ ''یہ صورت حال اور خراب ہے جناب۔ اراکین بہت محتاط معلوم ہوتے ہیں۔ ۴۰ فیصد اراکین نے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے یا پھر اس سلسلے میں زبان کھولنے سے گریز کر رہے ہیں۔ باقی ۶۰ فیصد میں سے ۵۲ فیصد ترمیم کے حق میں اور ۴۸ فیصد اس کے خلاف ہیں۔''

''یہ صورتِ حال امید افزا ہرگز نہیں۔ حتمی فیصلے پر نہ پہنچنے والے اراکین کسی بھی وقت پانسا پلٹ سکتے ہیں۔'' صدر نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''یہیں سے تو ہماری کنویسنگ کا آغاز ہوتا ہے جناب۔ ایسے لوگوں کو نسبتاً آسانی سے قائل کیا جا سکتا ہے۔'' تھامسن بولا۔

''اسی لیے تو میں نے تمہیں طلب کیا ہے۔ میں اس سلسلے میں حکمتِ عملی طے کرنا چاہتا ہوں۔ ٹھیک ہے رونالڈو، تم اب چل دو۔ اب تم سے کب ملاقات ہو گی؟''

''آپ کی ہدایت کے مطابق اب کیلی فورنیا میں ہر ہفتے رائے عامہ کو ٹٹولنا ہے۔ میں آئندہ پیر کو تازہ ترین اعداد و شمار کے ساتھ حاضر ہوں گا۔'' رونالڈو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

رونالڈو کے جانے کے بعد صدر نے کہا۔ ''تو ورنن، یہ ہے صورت حال۔ ہماری قسمت کا فیصلہ ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے، جو ابھی تک فیصلہ نہیں کر پائے ہیں۔ متذبذب ہیں۔ ہمیں ان کو قائل کرنا ہے۔ انہیں بتانا ہے کہ ان کی اور سب کی بہتری ۳۵ ویں ترمیم کی منظوری میں ہے۔ ورنن، کیلی فورنیا ہماری آخری امید ہے۔''

''مجھے یقین ہے جناب کہ بات بن جائے گی۔''

صدر صاحب اتنے پر اعتماد نہیں تھے۔ ''دیکھو ورنن، ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر انتظار نہیں کر سکتے۔ مستقبل کا انحصار ہمارے عمل پر ہے۔''

''آپ کا کہنا درست ہے۔ میں اس سلسلے میں کام کا آغاز کر چکا ہوں۔ کیلی فورنیا میں جرائم کے اعداد وشمار پر میں خصوصاً زور دے رہا ہوں۔ کیلی فورنیا کے پولیس آفیسر ماہانہ رپورٹ کے بجائے ہفتے وار رپورٹیں بھجوا رہے ہیں۔ وہ اعداد وشمار کیلی فورنیا والوں کو زیادہ اچھی طرح سمجھا دیں گے کہ ان کی بھلائی کس میں ہے۔''

''بہت خوب، لیکن ورنن! اعداد وشمار صورتِ حال کی سنگینی کو پوری طرح واضح نہیں کرتے۔ اس کے برعکس ایک اچھی تقریر بہتر نتائج فراہم کرتی ہے۔ کیلی فورنیا میں اس سلسلے میں کئی کنونشن اور میٹنگز ہونے والی ہیں۔ میں وہاں تقریر کرنے کے لیے مناسب لوگوں کی تلاش......''

''صرف ایک شخص ایسا ہے، جو تقریر کے ذریعے ترمیم کے کٹر مخالفین کو بھی ترمیم کی حمایت پر مجبور کر سکتا ہے۔''

''نہیں ورنن، اس طرح بات نہیں بنے گی۔'' صدر نے نفی میں سر ہلایا۔ ''اس کا تو منفی اثر ہوگا۔ تم سیاست دان نہیں ہو، اس لیے یہ بات نہیں سمجھو گے۔ تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ ریاستیں اپنے حقوق کا کیسے تحفظ کرتی ہیں۔ انہیں اپنے معاملات میں صدر تک کی مداخلت اچھی نہیں لگتی۔ البتہ میں کرسٹوفر کولنس کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔''

''میں بھی اس کے بارے میں سوچتا رہا ہوں جناب، لیکن میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اگر اس میں یقین کی کمی ہے تو وہ......''

''یہی تو اہم بات ہے۔'' صدر نے اس کی بات کاٹ دی۔ ''یہ بات تو طے ہے کہ وہ ہمارا حلیف ہے۔ اس کا مفاد ہم سے وابستہ ہے۔ رہی یقین کی کمی تو وہ اس کی غیر جانبداری کا ثبوت ہوگی۔ میں اسے کیلی فورنیا بھیجنے کے متعلق سوچ رہا تھا مگر میرا خیال ہے، اس سے اور بڑا کام لیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ بظاہر وہاں کسی اور کام سے جائے۔ پیر سے جمعے تک کیلی فورنیا میں امریکن بار ایسوسی ایشن کا سالانہ کنونشن ہو رہا ہے۔ چیف جسٹس ہارڈ کنونشن کی صدارت کر رہا ہے۔ اس کنونشن میں اٹارنی جنرل کی شرکت اور تقریر غیر فطری ہرگز نہیں ہوگی۔ وہاں کیلی فورنیا کی دستور ساز اسمبلی کے اراکین خاصی بڑی تعداد میں موجود ہوں گے۔ گویا کرس کی تقریر مؤثر ثابت ہو سکتی ہے۔ پھر ایک ٹیلی ویژن پروگرام ہے، تلاشِ حق۔ اس پروگرام میں کسی بھی متنازعہ معاملے پر گویا دو افراد کا مناظرہ ہوتا ہے۔ اس کا اگلا پروگرام ۳۵ ویں ترمیم کے متعلق ہے۔ ٹی وی والے ترمیم کے حق میں بات کرنے کے لیے تمہیں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ پروگرام اسی دن پیش ہونا ہے، جس دن کنونشن میں کرس کی تقریر ہوگی۔ ہمارے لیے وہ

پروگرام بہت زیادہ اہم ثابت ہو سکتا ہے۔ تمہیں ۳۵ ویں ترمیم کی وکالت کرنا ہوگی۔''

''ترمیم کے خلاف کون بولے گا۔'' تھامسن نے پوچھا۔

''ٹونی ہیرس۔'' صدر نے جواب دیا۔

تھامسن سنبھل کر بیٹھ گیا۔ ''جناب صدر، میں معذرت خواہ ہوں لیکن میرے خیال میں ایف بی آئی کے ڈائریکٹر کا ایک ایسے پروگرام میں ایف بی آئی کے ایک غدار، سابق ایجنٹ کے ساتھ شریک ہونا مناسب نہیں ہے بلکہ میں تو اسے توہین آمیز قرار دوں گا۔''

صدر نے کندھے جھٹک دیے۔ ''اگر تم اتنی شدت سے مخالفت کر رہے ہو تو میں اصرار نہیں کروں گا مگر میرے خیال میں ہمارے کسی آدمی کی اس پروگرام میں شرکت ضروری ہے۔''

''تو کرسٹوفر مناسب رہے گا۔'' تھامسن نے تجویز پیش کی۔ ''وہ اس وقت ویسے بھی کیلی فورنیا میں ہوگا۔''

صدر گلبرٹ کھِل اٹھے۔ ''ہاں، یہ بہت اچھا آئیڈیا ہے۔ شکریہ ورنن۔'' انہوں نے تھامسن سے ہاتھ ملایا اور ریسیور اٹھاتے ہوئے بولے ''میں ابھی کرسٹوفر سے بات کرتا ہوں۔''

☆☆☆☆☆

کرسٹوفر نے ریسیور کان اور کندھے کے درمیان دبایا ہوا تھا۔ داہنے ہاتھ سے وہ صدر کی ہدایات کاغذ پر نوٹ کر رہا تھا۔ بظاہر وہ تائیدی الفاظ بھی ادا کر رہا تھا لیکن جو کچھ کہا جا رہا تھا، وہ اس کے لیے خوش کن ہرگز نہیں تھا۔ اسے کیلی فورنیا جانے میں کوئی اعتراض نہیں تھا۔ گھر جانا کسے برا لگتا ہے۔ کیلی فورنیا میں وہ اپنے بیٹے اور بچھڑے ہوئے دوستوں سے مل سکتا تھا لیکن عوام کے سامنے ۳۵ ویں ترمیم کی وکالت کرنا نامناسب تھا اور پھر ٹی وی پر ٹونی ہیرس جیسے آدمی سے مناظرہ! پروگرام 'تلاشِ حق' وہ بارہا دیکھ چکا تھا۔ پروگرام اسے اچھا بھی لگا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ پروگرام میں مہمان کی حیثیت سے شرکت پھولوں کی سیج ہرگز نہیں ہے۔

دوسری طرف چیف جسٹس ہارڈ کے ساتھ ایک ہی سٹیج پر بیٹھنے کا تصور بھی کچھ خوش آئند نہیں تھا۔ ہارڈ وہ شخص تھا جس کے فیصلوں کو وہ ہمیشہ سراہتا آیا تھا۔ اس کی موجودگی میں ۳۵ ویں ترمیم کے حق میں بولنا اچھا کیسے لگتا۔ اب تک اس نے انتظامیہ سے ایک رسمی سا ناتا رکھا تھا لیکن ایک پبلک میٹنگ میں ۳۵ ویں ترمیم کی وکالت کرنا یہ تسلیم کرنا تھا کہ وہ صدر کے لاؤڈ سپیکر کی حیثیت سے استعمال ہو رہا ہے اور پھر ہارڈ کے سامنے وکالت! لیکن انکار کی گنجائش بھی تو نہیں تھی۔

''یہ تو ہے تفصیلی پروگرام۔'' دوسری طرف سے صدر کی آواز سنائی دی۔ ''سمجھ گئے نا؟''

''بہتر جناب۔ آئندہ جمعے کو مجھے لاس اینجلس پہنچنا ہے۔ دوپہر ایک بجے 'تلاشِ حق' میں شرکت اور سہ پہر تین بجے امریکن بار ایسوسی ایشن سے خطاب۔''

''ان دونوں کے سلسلے میں خوب تیاری کرلو۔ٹونی ہیرس کو ۳۵ ویں ترمیم کو روندنے کا موقع نہ دینا بلکہ اس سے پہلے خود اسے روند ڈالنا۔''

''میں پوری کوشش کروں گا جناب۔''

''بار ایسوسی ایشن کے لیے ٹھوس بنیادوں پر تقریر کرنا۔وہاں کا مجمع ٹی وی دیکھنے والوں سے مختلف ہو گا۔ہم تم پر انحصار کر رہے ہیں،یہ یاد رکھنا۔اور ہاں،روانگی سے پہلے مجھ سے مل لینا۔''

ریسیور رکھنے کے بعد کرسٹوفر کھڑکی میں جا کھڑا ہوا۔اس کا دل بجھ گیا تھا۔کچھ دیر بعد وہ واپس آیا اور کام میں منہمک ہو گیا۔ٹیلی فون کی گھنٹی مسلسل بجتی رہی۔لیکن اسے ریسیور اٹھانے کی ضرورت نہیں پڑی۔ماریان خود ہی فون کالز نمٹا رہی تھی۔

کرسٹوفر نے سر اٹھایا تو اسے احساس ہوا کہ کمرے میں اندھیرا رینگ آیا ہے۔اس نے گھڑی دیکھی۔چھٹی کا وقت ہو گیا تھا۔گزشتہ کئی مہینوں سے وہ ٹھیک وقت پر دفتر سے نہیں نکل سکا تھا۔اس نے سوچا،کیوں نہ آج مناسب وقت پر گھر پہنچ کر کیرن کو حیران کیا جائے۔اس نے باقی ماندہ کاغذات بریف کیس میں رکھنے شروع کر دیے۔ٹیلی فون کی گھنٹی بجی لیکن اس نے اسے نظر انداز کر دیا۔پھر انٹر کام گنگنایا۔ماریان نے بتایا کہ کوئی فادر ڈوسکی اس سے ضروری بات کرنا چاہتے ہیں۔وہ بہت زیادہ اصرار کر رہے ہیں۔

کرسٹوفر کو فوراً ہی فادر ڈوسکی یاد آ گیا۔ساتھ ہی اس کا تجسس بھی بھڑک اٹھا۔''شکریہ ماریان،میں ان سے بات کروں گا۔تم جاؤ۔کل ملیں گے۔'' پھر اس نے ریسیور اٹھایا اور ماؤتھ پیس میں بولا۔''جی فادر،میں کرسٹوفر کولنس بول رہا ہوں۔''

''میں سوچ رہا تھا کہ شاید تم مجھ سے بات نہیں کرو گے شاید میں تمہیں یاد بھی نہیں ہوں گا۔ہم اسپتال میں ملے تھے،کرنل بیکسٹر کے حوالے سے۔''

''مجھے یاد ہے فادر۔میں تو خود ہی آپ سے ملنا چاہ رہا تھا۔''

''میں تم سے ملنا چاہتا ہوں،جتنی جلدی ممکن ہو سکے۔تمہاری دلچسپی کے معاملے پر بات کرنی ہے اور ٹیلی فون پر بات نہیں ہو سکتی۔اگر آج نہیں آسکتے تو کل صبح......''

کرسٹوفر چوکنا ہو گیا۔''میں......میں ابھی آدھے گھنٹے کے اندر اندر پہنچ رہا ہوں۔''

''مجھے خوشی ہو گی۔''فادر کے لہجے میں اطمینان جھلکنے لگا۔''تم چرچ آ جاؤ۔لیکن سامنے والے گیٹ سے نہ آنا۔۳۵ ویں سڑک سے بائیں سمت مڑ جانا۔بائیں ہاتھ پر ریکٹری بلڈنگ ہے۔یہ بتا دوں کہ مرکزی گیٹ کی نگرانی کی جا رہی ہے اور ہم دونوں کے لیے بہتر ہے کہ اس ملاقات کا علم کسی کو نہ ہو۔مجھ سے گفتگو کے بعد اس کی اہمیت تم خود سمجھ جاؤ گے۔''

''ٹھیک ہے فادر۔میں آدھے گھنٹے میں پہنچ رہا ہوں۔خدا حافظ''

☆☆☆☆☆

اپنی سرکاری کیڈیلاک میں جارج ٹاؤن جاتے ہوئے کرسٹوفر سوچتا رہا کہ فادر اس سے کیا بات کرنا چاہتا ہے۔پچھلی ملاقات میں اس نے کرنل بیکسٹر کے آخری الفاظ کے سلسلے میں تعاون سے صاف انکار کر دیا تھا۔یہ بات سمجھ میں آنے والی نہیں تھی کہ اب فادر نے اپنے اس فیصلے سے رجوع کر لیا ہو گا۔پھر کون سی ایسی بات ہو سکتی ہے،جس کے لیے فادر اتنا بے تاب ہے اور پھر یہ بات بھی عجیب ہے کہ چرچ کے مرکزی گیٹ کی نگرانی ہو رہی ہے۔کون کر رہا ہے نگرانی؟اور کس لیے؟

اس کی ذہنی رو فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے دونوں افراد کی طرف مڑ گئی۔پگانو سابق پرائز فائٹر تھا،جسے وہ اپنے شوفر کی حیثیت سے کیلی فورنیا سے لایا تھا۔پگانو اس کا احسان مند تھا کیونکہ اس نے پگانو کو یقینی سزا سے بچایا تھا۔اسی روز سے پگانو اس کا بندۂ بے دام ہو گیا تھا۔وہ پوری طرح سے اعتبار کے قابل تھا۔دوسرا شخص اس کا باڈی گارڈ،ایف بی آئی کا ایجنٹ ہوگن تھا۔اسے خود کرسٹوفر نے بڑی چھان بین کے بعد منتخب کیا تھا۔وہ بھی قابلِ اعتبار تھا۔

اب وہ ۳۵ ویں سڑک پر پہنچ رہے تھے۔''پگانو!۳۵ ویں،اور او اسٹریٹ کے موڑ پر کار روک دو۔'' اس نے ہدایت دی۔''مجھے وہیں اتار دو۔میں نہیں چاہتا کہ کار کسی کی نظر میں آئے۔''

کارنر پر کار رکتے ہی کرسٹوفر جلدی سے دروازہ کھول کر اترا۔''اب کار کہیں بھی پارک کر دو۔میں تمہیں خود تلاش کرلوں گا۔یہ کہنا مشکل ہے کہ میری واپسی کتنی دیر میں ہو گی۔''یہ کہہ وہ او اسٹریٹ پر بڑھ گیا۔ہوگن بھی اتر آیا تھا اور اب اس کے ساتھ چل رہا تھا۔''ٹھیک ہے۔تم ریکٹری تک میرے ساتھ چلو۔اندر میں تنہا جاؤں گا۔تم باہر انتظار کرنا۔''اس نے ہوگن سے کہا۔

وہ دروازے پر پہنچا ہی تھا کہ ایک ان دیکھے ہاتھ نے دروازہ کھول دیا۔پھر جانی پہچانی آواز سنائی دی۔''اندر آ جائیے مسٹر کولنس۔''

کرسٹوفر اندر داخل ہوا۔فادر سیاہ لبادہ پہنے ہوئے تھا۔وہ کرسٹوفر کو ہال سے گزار کر پارلر میں لے آیا۔''یہ پارلر ساؤنڈ پروف ہے۔''اس نے کرسٹوفر کو بتایا۔

''یہ بتائیں،چرچ کے صدر دروازے کی نگرانی کون کر رہا ہے؟'' کرسٹوفر سے رہا نہ گیا۔

''ایف بی آئی۔''فادر نے جواب دیا۔

''ایف بی آئی!'' کرسٹوفر نے حیرت سے کہا۔''لیکن کیوں؟''

''آپ بیٹھ جائیں۔میں ابھی سمجھاتا ہوں۔لیکن پہلے یہ بتائیں،کافی پئیں گے یا چائے؟''

کرسٹوفر نے شائستگی سے انکار کیا اور کرسی پر ٹک گیا۔فادر بھی اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔پھر اس نے بلا تمہید بات شروع کی۔''آج صبح ایک صاحب مجھ سے ملنے آئے تھے۔شناختی کارڈ کی رُو سے ان کا نام ہیری ایڈورڈ تھا،اور عہدہ ڈپٹی ڈائریکٹر ایف بی آئی۔انہوں نے مجھ سے کرنل بیکسٹر کی آخری گفتگو کے بارے میں پوچھا۔میں نے انکار کر دیا،یہ کہہ کر کہ وہ تو میرے سینے میں امانت کی طرح ہے۔میں

اس سلسلے میں کسی کو کچھ نہیں بتا سکتا۔ یہاں تک تو کوئی خاص بات نہیں مگر مسٹر ایڈورڈ نے میرے انکار پر مجھے دھمکی دی۔"

"دھمکی دی! آپ کو؟ کرسٹوفر کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

"جی ہاں، لیکن میں تفصیل میں جانے سے پہلے یہ جاننا چاہوں گا کہ مسٹر ایڈورڈ کو کرنل بیکسٹر کی مجھ سے گفتگو کے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟"

کرسٹوفر چند لمحے ذہن پر زور دیتا رہا، پھر اسے یاد آ گیا۔ "وہ...... وہ تو میں نے ہی اسے اور ڈائریکٹر تھامسن کو بتایا تھا۔ میں نے سوچا تھا، ممکن ہے تھامسن اس سلسلے میں میری مدد کر سکے کیونکہ وہ کرنل بیکسٹر سے خاصا قریب رہا ہے مگر اس سے مجھے کوئی مدد نہیں ملی۔" وہ پھر سوچ میں پڑ گیا۔ "ہیری ایڈورڈ، تھامسن کا دستِ راست ہے۔ وہ تھامسن کے کہنے پر آپ کے پاس آیا ہو گا لیکن یہ بات ناقابلِ یقین ہے کہ اس نے آپ کے انکار پر آپ کو دھمکی دی۔"

"دھمکی کیا، میں تو اسے بلیک میلنگ کہوں گا۔" پادری نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ "ایسا لگتا ہے کہ بیورو والے ہر شخص کے ماضی کو کھنگالتے ہیں تاکہ کسی کمزوری کے حوالے سے بلیک میل کر کے اُسے اپنے اشاروں پر نچا سکیں اور اس کے لیے وہ معصوم لوگوں کو بھی نہیں بخشتے۔"

"حالانکہ ایف بی آئی کا یہ طریقِ کار نہیں ہے۔" کرسٹوفر نے جلدی سے صفائی پیش کی۔

"بہر حال، میرے معاملے میں تو یہی ہوا ہے۔" پادری نے سرد لہجے میں کہا۔ "انہوں نے میرے متعلق چھان بین کی اور معلوم کر لیا کہ ٹرینٹن میں مجھے منشیات کی سمگلنگ میں ملوث کیا گیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے وہاں منشیات فروشوں کے خلاف مہم چلائی تھی۔ انہوں نے چرچ میں ہیروئین رکھ کر پولیس کو مطلع کر دیا۔ پولیس نے چرچ سے ہیروئین برآمد کر لی۔ تفتیش ہوئی، بشپ صاحب کی مداخلت نے مجھے اسکینڈل سے بچا لیا۔ ویسے بھی میں بے قصور تھا۔ پولیس نے کیس ختم کر دیا۔ اب مسٹر ایڈورڈ نے دھمکی دی کہ کیس دوبارہ اوپن کیا جا سکتا ہے اور اس سے پادری کی حیثیت سے میری ساکھ کو نقصان پہنچے گا۔ بہتر یہی ہے کہ میں کرنل بیکسٹر کی آخری گفتگو دہرا دوں۔ میں نے کہا، میں اسکینڈل سے نہیں ڈرتا اور یہ حقیقت ہے۔ میں سچا ہوں تو مجھے ڈرنے کی ضرورت بھی کیا ہے۔ پھر بھی میں پورا دن سوچتا رہا کہ گورنمنٹ کی یہ ایجنسی ان لوگوں کے خلاف کام کر رہی ہے جنہیں تحفظ فراہم کرنے کے لیے قائم کی گئی ہے۔ یہ کرپشن نہیں تو اور کیا ہے؟"

"م...... مجھے یقین نہیں آ رہا۔" کرسٹوفر ہکلایا۔ "کرنل بیکسٹر کی آخری بات اتنی اہم ہو سکتی ہے کہ اسے اگلوانے کے لیے تھامسن اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آئے۔"

"میں نہیں جانتا۔ اس کا جواب تم دو گے۔ کیونکہ میں نے تمہیں اسی لیے بلایا ہے کہ کرنل بیکسٹر کی آخری گفتگو تمہیں سنا دوں۔"

کرسٹوفر کو اپنی سماعت پر یقین نہیں آیا۔ اس کے جسم میں سنسنی سی دوڑنے لگی۔

"میں نے بہت سوچا، بہت غور کیا۔" پادری نے کہا۔ "اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کرنل نے جو کچھ مجھ سے کہا، درحقیقت تمہارے لیے تھا۔ اس اعتبار سے یہ میرا روحانی فرض ہے کہ میں تمہاری امانت تمہارے سپرد کر دوں۔ اب غور سے سنو، میں کرنل بیکسٹر کے آخری الفاظ دُہرا رہا ہوں۔" کرسٹوفر کی دھڑکنیں بے ربط ہو گئیں۔ مُعمّا حل ہونے والا تھا۔ "میں نے وہ الفاظ کاغذ پر لکھ لیے تھے۔" پادری نے کاغذ نکال کر سامنے رکھ لیا۔ "میں لفظ بہ لفظ سنا رہا ہوں۔ کرنل نے کہا تھا۔ 'ہاں فادر، میں گناہ گار ہوں۔ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے لیکن اب مجھے اعتراف کر لینا چاہیے۔ اب وہ مجھ پر قابو نہیں پا سکتے۔ میں آزاد ہوں۔ اب مجھے ان سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ بات ۳۵ ویں ترمیم کی ہے۔"

"۳۵ ویں ترمیم!" کرسٹوفر نے زیرِ لب دُہرایا۔

"۳۵ ویں ترمیم کے تذکرے کے بعد کرنل کی آواز ڈوبنے لگی۔ میں نے صرف اتنا سنا۔ 'آر، دستاویز...... خطرہ...... خطرناک ٹرک...... اس کو بے نقاب کرنا بہت ضروری ہے۔ فوری طور پر 'آر' دستاویز...... یہ...... پھر کرنل کی آواز ڈوب گئی۔ میں وہ الفاظ نہیں سن سکا۔ ایک لمحے کے بعد آواز پھر اُبھری۔...... میں نے دیکھا...... ٹرک...... جاؤ...... ملو، پھر سانسوں کی ڈوری ٹوٹ گئی۔"

کرسٹوفر اپنی جگہ ٹھٹھر کر رہ گیا۔ اُسے ایسا لگا، جیسے قبر سے خود کرنل بیکسٹر نے وہ الفاظ دُہرائے ہوں۔ "آر دستاویز کہا تھا کرنل نے؟" اس نے پوچھا۔

ہاں، میں نے واضح طور پر سنا تھا۔ اس نے دوبار آر دستاویز کا ذکر کیا تھا۔

"اور کرنل نے مزید کچھ نہیں کہا، آپ کو یقین ہے؟"

"کہا ہو گا لیکن میں لفظ سمجھ نہیں سکا۔ اندازہ بھی نہیں کر سکا۔"

"فادر، آپ کو اندازہ نہیں کہ آر دستاویز کیا چیز ہے؟"

"میرا خیال تھا، یہ تمہارے علم میں ہو گا۔"

"مجھے بھی علم نہیں۔" کرسٹوفر سوچ میں پڑ گیا۔ یہ وہ پیغام تھا جو کرنل بیکسٹر کے نزدیک ارجنٹ تھا۔ اتنا ارجنٹ کہ وہ اسے اس تک پہنچائے بغیر مرنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ ایک مُعمّا حل ہو گیا تھا مگر پیغام خود کسی معمے سے کم نہیں۔ وہ کڑیاں ملانے کی کوشش کرتا رہا۔ ۳۵ ویں ترمیم، آر دستاویز، ایک ٹرک جو خطرناک تھی، جسے فوری طور پر بے نقاب ہونا چاہیے۔ "یہ پیغام اس نے مجھے کیوں دیا آخر؟" وہ بڑبڑایا۔ "صدر کو کیوں نہیں دیا پیغام؟ اپنی بیوی کو بھی اس میں شریک نہیں کیا۔ صرف مجھے...... کیوں؟ کیا اس لیے کہ میں اس کا جانشین تھا؟"

"اور شاید اس لیے کہ وہ صدر صاحب اور تھامسن کے مقابلے میں تمہیں زیادہ قابلِ اعتماد سمجھتا تھا۔" پادری نے رائے دی۔

''لیکن میں تو اس کا پیغام سمجھنے سے بھی قاصر ہوں۔ یہ آر دستاویز کیا بلا ہے؟'' کرسٹوفر کے لہجے میں مایوسی اور جھنجھلاہٹ تھی۔

''بہر حال۔ میں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔'' فادر اُٹھ کھڑا ہوا۔ ''اب میں تمہارے لیے دعا ہی کر سکتا ہوں۔''

☆☆☆☆☆

اس رات کھانے کے دوران کرسٹوفر نے کئی بار سوچا کہ کیرن کو...... فادر ڈوسکی سے ملاقات کے بارے میں بتا دے لیکن کوئی انجانی حس اسے روکتی رہی۔ ویسے بھی وہ کیرن کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ خود تو پریشان ہو ہی گیا تھا، البتہ اس نے کیرن کو صدر کی ہدایات کے بارے میں تفصیل بتا دی۔ اس نے کیرن سے بھی کیلی فورنیا چلنے کو کہا لیکن کیرن نے تھکن اور طبیعت گری گری ہونے کا عذر پیش کیا۔

کرسٹوفر نے پروگرام بنایا کہ کیلی فورنیا میں قیام کے دوران اپنے بیٹے جوش سے بھی ملے گا۔ اس کے علاوہ اسمبلی میں اولن کیف سے بھی ملنا تھا، جس سے ملنے کی سفارش پال ہلرڈ نے کی تھی۔ اولن کیف کا دعویٰ تھا کہ تھامسن جرائم کے اعداد و شمار بڑھا چڑھا کر پیش کر رہا ہے۔ فادر سے ملاقات کے بعد وہ خود ایف بی آئی کے کردار کی طرف سے مشکوک ہو گیا تھا۔

صبح وہ اٹھا تو اس کے دماغ پر بدستور آر دستاویز کا بوجھ تھا۔ دفتر کے لیے ڈرائیو کرتے ہوئے اس نے کرنل بیکسٹر کی خواہش کے متعلق سوچا۔ اس کے مطابق آر دستاویز کے بارے میں جاننا اور اسے بے نقاب کرنا تھا۔ پھر وہ الجھنے لگا۔ کرنل نے کونسی ٹرک دیکھی تھی؟ کیسے معلوم کیا جائے۔ اس نے منطقی انداز میں سوچنے کی کوشش کی۔ سب سے پہلے اسے کرنل کی فائلیں اور کاغذات ٹٹولنا تھے۔ کرنل کی تمام چیزیں ماریان کے پاس محفوظ تھیں۔ بظاہر کام آسان تھا لیکن دشواری یہ تھی کہ اسے آر دستاویز کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔ حرف آر سے شروعات کی جائے۔ ۳۵ ویں ترمیم کے حوالے سے ٹی سے، سیکرٹ کے حرف ایس سے یا خطرناک کے حوالے سے حرف ڈی سے۔ پھر یہ بھی تھا کہ فائلوں سے کوئی مدد ملنے کی امید نہیں تھی تو کرنل کی ذاتی چیزیں ٹٹولی جائیں۔ اس کے دوستوں، قریبی لوگوں سے پوچھا جائے۔ شاید انہوں نے آر دستاویز کا تذکرہ سنا ہو۔ سوال یہ تھا کہ پہلے کس سے ملا جائے۔ ورنن تھامسن اس سلسلے میں مناسب ترین آدمی معلوم ہوتا تھا۔ کرنل کے آخری الفاظ سے ایسی کوئی نشان دہی نہیں ہوتی تھی کہ تھامسن خطرناک آدمی ہے۔ البتہ ایک دلیل تھی۔ کرنل نے اس کے بجائے تھامسن کو کیوں نہیں بلوایا؟ کیا اس لیے کہ اُس کے نزدیک تھامسن ناقابلِ اعتبار تھا۔ دوسری دلیل بھی تھی اور زیادہ مؤثر۔ اس نے تھامسن کو بتایا تھا کہ کرنل بیکسٹر نے مرتے وقت فادر ڈوسکی سے کچھ کہا تھا۔ اس پر تھامسن کا عملی ردِعمل غیر معمولی تھا۔ اس نے فوراً میری ایڈورڈ...... کو پوچھ گچھ کے لئے بھیجا اور فادر سے بات اُگلوانے کے لیے بلیک میلنگ پر اُتر آیا۔ کیوں؟ کیا اس لیے کہ بیکسٹر نے جو کچھ کہا تھا، تھامسن کی معلومات میں اضافہ کر

سکتا تھا؟ یا اس لیے کہ اس کی دانست میں کرنل نے کوئی ایسا راز فاش کیا تھا، جو صرف اس کے اور کرنل کے درمیان تھا؟

پھر اسے کرنل بیکسٹر کی بیوہ حنا بیکسٹر کا خیال آ گیا۔ اس پر اعتبار کیا جا سکتا تھا۔ وہ کرسٹوفر کے ساتھ ہمیشہ شفقت سے پیش آتی تھی۔ وہ مدد بھی کر سکتی تھی، مگر یہاں یہ سوچنا پڑتا تھا کہ کرنل نے دل کا بوجھ اس کے سامنے ہلکا کیوں نہیں کیا۔ حالانکہ کرنل نے بیوی ہی کے توسط سے اسے بلوایا تھا۔ شاید اس لیے کہ کرنل اپنی بیوی سے اپنے کام کے متعلق گفتگو کبھی نہیں کرتا تھا۔

اپنے دفتر پہنچتے ہی اس نے ماریان سے کرنل بیکسٹر کی فائلیں طلب کیں۔

''کرنل کی فائلیں دو طرح کی ہیں۔'' ماریان نے وضاحت کی۔ ''سرکاری فائلیں تو میری تحویل میں ہیں۔ پرائیویٹ فائلیں ان کی فائر پروف کیبنٹ میں ہوتی تھیں۔ وہ اسپتال میں داخل ہوئے تو وہ کیبنٹ ان کے گھر بھجوا دی گئی۔''

''تو پرائیویٹ فائلیں ان کے گھر میں ہیں؟'' کرسٹوفر نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ مجھے مطلوبہ فائل کے متعلق بتائیے۔ میں ان کے گھر جا کر فائل لے آؤں گی۔''

''نہیں، تم یہ زحمت نہ کرو۔ یہ کام میں خود کر لوں گا۔''

''ٹھیک ہے۔ میں فون کر کے مسز بیکسٹر سے ملاقات کا وقت لے لوں گی۔''

کرسٹوفر کو احساس ہو گیا کہ یہ آر دستاویز کے سلسلے میں اس کے پہلے انٹرویو کی بات ہو رہی ہے۔

''ٹھیک ہے ماریان۔ آج شام کا وقت مناسب رہے گا اور ہاں ماریان، مجھے آر دستاویز کی تلاش ہے۔ تم نے یہ نام سنا ہے؟''

ماریان چند لمحے ذہن پر زور دیتی رہی۔ پھر بولی۔ ''کم از کم میں نے تو اس نام کی کوئی دستاویز کبھی فائل نہیں کی۔''

''یہ ۳۵ ویں ترمیم سے متعلق کوئی میمورنڈم تھا شاید۔ تم اپنی فائلیں چیک کر لو۔'' کرسٹوفر نے کہا اور اپنے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ اس نے ڈائریکٹر انفارمیشن سے بھی بات کی۔ وہ تقریر تیار کر رہا تھا جو اسے امریکن بار ایسوسی ایشن کے کونشن میں کرنا تھی۔ پھر اس نے اپنے ڈپٹی سے ایک سرکاری کام کے سلسلے میں گفتگو کی۔

دوپہر کو ماریان نے اسے رپورٹ دی کہ آر دستاویز کرنل کی سرکاری فائلوں میں موجود نہیں ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ مسز بیکسٹر دو بجے اس سے مل سکیں گی۔

لنچ کے بعد کرسٹوفر آر دستاویز کی پہلی تفتیشی مہم پر روانہ ہو گیا۔ ریگانو ڈرائیو کر رہا تھا۔ ہوگن اس کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔ دو بجنے میں پانچ منٹ پر وہ آنجہانی کرنل بیکسٹر کے مکان سے سامنے اُترا اور اطلاعی گھنٹی کا بٹن دبایا۔ ریگانو اور ہوگن کار ہی میں بیٹھے رہے۔ سیاہ فام خادمہ کرسٹوفر کو اندر لے گئی۔

ڈرائنگ روم میں پہنچ کر کرسٹوفر نے سگریٹ سلگایا۔ اسی لمحے حنا ہیکسٹر کا پوتا رِکی کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کیسٹ ریکارڈر تھا۔ ''ہیلو مسٹر کولنس۔'' اس نے کہا۔

''کیا بات ہے رِکی؟ تم آج سکول نہیں گئے؟'' کرسٹوفر نے پوچھا۔

''ڈرائیور بیمار تھا۔ اس لیے مجھے چھٹی مل گئی۔'' رِکی نے بہت خوش ہو کر بتایا لیکن اس دوران وہ اپنے کیسٹ ریکارڈر سے الجھتا رہا تھا۔

''اس میں کوئی خرابی ہو گئی ہے کیا؟''

''جی ہاں، اور مجھے ایک پروگرام ریکارڈ کرنا ہے۔''

''لاؤ، مجھے دکھاؤ۔'' کرسٹوفر نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ بارہ سالہ رِکی نے کیسٹ ریکارڈر اسے دے دیا۔ اس نے پہلے بٹن چیک کیے۔ پھر ریکارڈر کو کھولا۔ اس میں معمولی سی خرابی تھی جو اس نے ٹھیک کر دی۔ پھر اس نے پلے اور ریکارڈر کا بٹن دبا کر چیک کیا۔ اب کیسٹ ریکارڈر کام کر رہا تھا۔

رِکی نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ ''یہ میری ہابی ہے جناب۔ میں ریڈیو اور ٹی وی سے نشر ہونے والے تمام انٹرویو ریکارڈ کرتا ہوں۔ سکول میں کسی کے پاس میرے جیسا ذخیرہ نہیں۔''

''ہاں، اور ایک دن اس ذخیرے کی بڑی اہمیت ہو گی۔'' کرسٹوفر نے کہا۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ یہ ٹیپ کا دور ہے۔ یہی حال رہا تو مستقبل کے لوگ لکھنا بھول جائیں گے اور ۳۵ ویں ترمیم منظور ہو گئی تو اور برا ہو گا۔ جاسوسی کے الیکٹرانک آلات عام ہو جائیں گے۔

''ہیلو دادی۔'' رِکی کی آواز سنائی دی۔ کرسٹوفر بہت تیزی سے اُٹھ کر کھڑا ہوا۔ اس نے حنا ہیکسٹر کی مزاج پُرسی کی، اور احترام آمیز لہجے میں اس کے شوہر کی موت پر تاسف کا اظہار کیا۔ حنا نے رِکی کو اس کے کمرے میں بھیج دیا۔ اس نے ابھی ہوم ورک نہیں کیا تھا۔ رِکی کے جانے کے بعد اس نے کرسٹوفر کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی بیٹھ گئی۔ کچھ دیر وہ اپنے شوہر کی بیتے وقت کی باتیں کرتی رہی۔ پھر آہ بھر کر بولی۔ ''چھوڑو ان باتوں کو۔ یہ سناؤ، تمہارا کام کیسا چل رہا ہے؟''

''کام آسان نہیں ہے اب مجھے اندازہ ہوتا ہے کہ کرنل کتنے ذہین اور مستعد تھے۔''

''وہ ہمیشہ یہی کہتے تھے کہ یہ کام بھر بھری ریت پر دوڑنے کے مترادف ہے لیکن کرس، کرنل کو تم پر بہت اعتماد تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ تم اس عہدے کے لیے موزوں ترین آدمی ہو۔''

''تو اس رات انہوں نے مجھے کام کے سلسلے میں ہی بلایا تھا؟''

''بالکل۔''

''انہوں نے آپ سے کیا کہا تھا؟''

''وہ ہوش میں آئے تو میں ان کے پاس ہی بیٹھی تھی۔ وہ بہت کمزور ہو گئے تھے۔ مجھے دیکھ کر ان کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک ابھری۔ پھر انہوں نے نحیف آواز میں کچھ کہا۔ انہوں نے مجھ سے ذاتی

نوعیت کی کچھ باتیں کیں۔ پھر بولے، کرسٹوفر کو بلواؤ۔ یہ بہت ضروری ہے۔ مجھے اس سے بہت ضروری باتیں کرنی ہیں۔ یہ ارجنٹ ہے۔ میں نے فوری طور پر تمہیں بلوانے کی کوشش کی مگر افسوس تم وقت پر نہ پہنچ سکے۔''

''ایک بات بتائیں جو کچھ وہ مجھے بتانا چاہتے تھے، انہوں نے آپ کو کیوں نہیں بتایا۔''

حنا ہیکسٹر بری طرح چونکی۔ شاید اس انداز میں اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔ ''وہ ایسا کر ہی نہیں سکتے تھے۔'' اس نے پُریقین لہجے میں کہا۔ ''مجھے یقین ہے، وہ اہم بات ان کے کام سے متعلق تھی اور ایسی گفتگو وہ مجھ سے کبھی نہیں کرتے تھے۔ وہ نجی زندگی کو دفتر کی زندگی سے بالکل الگ رکھتے تھے۔''

کرسٹوفر اسے بتانا چاہتا تھا کہ کرنل نے پادری ڈوسکی سے وہ گفتگو کی تھی لیکن کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا۔ حنا ہیکسٹر کو ان معاملات میں ملوث کرنا مناسب نہیں تھا جن سے اس کے شوہر نے اسے علیحدہ رکھا تھا۔ ''کاش، میری ان سے بات ہو جاتی۔'' اس نے کہا۔ ''کچھ ضروری فائلیں مجھے نہیں مل رہی ہیں۔ آفس میں میری سیکریٹری نے خوب اچھی طرح دیکھ لیا ہے۔ اس نے بتایا تھا کہ کرنل کی پرسنل کیبنٹ یہاں گھر بھجوا دی گئی تھی۔''

''یہ درست ہے۔''

''مجھے دکھائیں گی آپ۔ ممکن ہے، مطلوبہ فائلیں اس میں موجود ہوں۔''

''وہ کیبنٹ تو اب یہاں نہیں ہے۔'' حنا نے جواب دیا۔ ''جس روز کرنل کا انتقال ہوا، ورنن تھامسن نے وہ کیبنٹ مجھ سے دو تین ماہ کے لیے مستعار لے لی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ اس میں یقیناً کچھ ٹاپ سیکرٹ قسم کی چیزیں ہیں۔ تمہیں اگر فائلوں کی ضرورت ہے تو تھامسن سے بات کرو۔ مجھے یقین ہے، وہ تم سے تعاون کرے گا۔''

کرسٹوفر کو یہ بات عجیب سی لگی۔ تھامسن کا کرنل کے کاغذات سے کیا تعلق ہو سکتا تھا لیکن وہ یہ بات حنا ہیکسٹر سے نہیں کر سکتا تھا چنانچہ اس نے کہا۔ ''بات یہ ہے، حنا کہ مجھے ۳۵ ویں ترمیم سے متعلق کچھ کاغذات کی تلاش ہے، جنہیں کرنل نے آر دستاویز کا نام دیا تھا۔ آپ کی نظر سے کبھی گزری ہے یہ دستاویز؟''

''مجھے ان کی فائلوں سے کوئی دل چسپی نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے ان کے کاغذات کو کبھی ہاتھ بھی نہیں لگایا۔''

''اچھا...... ممکن ہے، کرنل نے کبھی آپ سے آر دستاویز کا تذکرہ کیا ہو؟''

حنا نے نفی میں سر ہلایا۔ ''نہیں، مجھے تو یاد نہیں۔ میں نے تمہیں بتایا نا کہ وہ مجھ سے دفتری امور پر گفتگو کبھی نہیں کرتے تھے۔''

کرسٹوفر کی مایوسی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔ ''آپ کسی ایسے شخص کو جانتی ہیں جو کرنل سے بہت قریب رہا ہو۔ ہو سکتا ہے، کرنل نے کسی ایسے شخص کو آر دستاویز کے بارے میں بتایا ہو۔''

"بیکسٹر تنہائی پسند آدمی تھا۔" حنا نے جواب دیا۔ "اس کے قریبی دوست زیادہ نہیں تھے۔ دفتر میں میری ایڈورڈ اور ورنن تھامسن سے قریب تھا لیکن نجی زندگی میں...... وہ کچھ دیر ذہن پر زور دیتی رہی۔ پھر بولی۔ "ہاں ایک شخص ایسا تھا جو نجی زندگی میں اس کا دوست تھا۔ ڈونالڈ کرینڈن اور وہ بہت قریب تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ڈونالڈ غریب پر بُرا وقت آیا تو بیکسٹر کو بہت افسوس ہوا۔ پھر ان کا ڈونالڈ سے بھی رابطہ نہیں رہا۔"

کرسٹوفر کو وہ نام سُنا ہوا محسوس ہوا۔ وہ ذہن پر زور دیتا رہا۔ بالآخر اخبارات کی سُرخیوں کے حوالے سے وہ نام اسے یاد آ گیا۔

"ڈونالڈ پر کیس چلا اور اسے سزا ہو گئی۔ ان دنوں وہ لوئس برگ جیل میں ہے۔" حنا نے بتایا۔ "اس کے جیل جانے کے بعد بیکسٹر ایک بہت قریبی دوست سے محروم ہو گیا۔ اپنی پوزیشن کے پیشِ نظر وہ جیل جا کر اس سے نہیں مل سکتا تھا لیکن بیکسٹر کو یقین تھا کہ ڈونالڈ بے قصور ہے۔ اس کے خیال میں ڈونالڈ کے معاملے میں قانون کے تقاضے پورے ہو گئے تھے لیکن انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوئے تھے۔"

"ڈونالڈ گرینڈن۔ ہاں، مجھے یاد آ گیا۔" کرسٹوفر بولا۔ "دو تین سال پہلے کی بات ہے نا۔ اس مالیاتی سکینڈل کی بڑی شہرت ہوئی تھی۔ تفصیل البتہ یاد نہیں آتی۔"

"مکمل تفصیل تو مجھے بھی یاد نہیں۔ بہر حال، ڈونالڈ وکیل تھا۔ پچھلی صدارتی انتظامیہ میں وہ صدر کا مشیر تھا۔ اس پر رشوت ستانی یا سرکاری رقم خرد بُرد کرنے کا الزام تھا۔ ایف بی آئی نے اس سلسلے میں ہالینڈ نامی ایک شخص کو پکڑا تھا۔ وہ بعد میں سلطانی گواہ بن گیا۔ اسی نے سارا کیا دھرا ڈونالڈ کے سر تھوپ دیا۔ ڈونالڈ کو گرفتار کر لیا لیکن اس سے قبضے سے دس لاکھ ڈالر کی وہ رقم نہیں نکلی جو وہ ہالینڈ کے الزام کے مطابق تھرڈ پارٹی کو پہنچانے جا رہا تھا۔ ڈونالڈ کا کہنا تھا کہ رقم اس کے پاس نہیں تھی، نہ ہے۔ بہر حال ہالینڈ کی گواہی کی وجہ سے وہ سزا سے نہ بچ سکا۔"

"جی ہاں، اب مجھے کچھ کچھ یاد آ رہا ہے۔ میرا خیال ہے، اسے لمبی سزا ہوئی تھی۔"

"پندرہ سال کی سزا۔ حنا نے بتایا۔ "بیکسٹر اس پر بہت ملول تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ صدارتی انتظامیہ نے اپنا دامن صاف رکھنے کے لیے ڈونالڈ کو پھنسایا ہے۔ وہ مقدمے کے دوران صرف اتنا کر سکتا تھا کہ سزا کم کرانے کی کوشش کرے لیکن اس میں بھی اسے کامیابی نہیں ہوئی۔ بیکسٹر کا ارادہ تھا کہ ڈونالڈ پانچ سال کی سزا کاٹ لے تو اسے پیرول پر رہا کرائے گا لیکن اب بیکسٹر ہی نہیں ہے۔ اب ڈونالڈ سے کسی کو دلچسپی نہیں۔ خیر، تو میں یہ کہہ رہی تھی کہ ڈونالڈ ہی وہ واحد آدمی ہے، جس سے تمہیں مدد مل سکتی ہے۔"

"آپ کا مطلب ہے، ڈونالڈ کو آر دستاویز کے بارے میں کچھ...... معلوم ہوگا۔"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتی۔ اگر یہ دستاویز بہت اہم تھی تو بیکسٹر نے یقیناً اس پر ڈونالڈ سے گفتگو کی ہوگی۔ وہ ہمیشہ مشکل معاملات پر ڈونالڈ سے ضرور رائے لیتا تھا۔ کرس، تم اٹارنی جنرل کی حیثیت

سے لوئس برگ جا کر ڈونالڈ سے مل سکتے ہو۔ تم اسے بتا سکتے ہو کہ اب بیکسٹر کی جگہ تم اس کی مدد کرو گے اور اسے پیرول پر چھڑا لو گے۔ اس طرح وہ تمہارے ساتھ تعاون کرے گا اور تمہیں مطلوبہ معلومات فراہم کر دے گا۔ میں بھی اسے خط لکھ دوں گی کہ تم بیکسٹر کے بہت اچھے دوست رہے ہو اور تم پر اعتبار کیا جا سکتا ہے۔"

"میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ کرسٹوفر نے احسان مندی سے کہا۔ "اور میں واقعتاً اسے پیرول پر رہا کرانے کی کوشش کروں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں اسے خط لکھ دوں گی۔ خط تو ویسے بھی لکھنا ہی تھا۔ تم اس کے پاس کب جاؤ گے۔"

"ایک ہفتے کے اندر اندر۔" کرسٹوفر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "بہت بہت شکریہ حنا۔ اگر کبھی میری یا کیرن کی مدد کی ضرورت ہو تو آپ مجھے بلا جھجک فون کر دیں۔ خدا حافظ۔"

وہاں سے نکلتے ہوئے وہ نسبتاً مطمئن تھا۔ ڈونالڈ گرینڈن کے روپ میں ایک نیا امکان سامنے آیا تھا لیکن پھر وہ بجھ کر رہ گیا۔ آر دستاویز کے سلسلے میں پہلے اسے ورنن تھامسن کا سامنا کرنا تھا۔ اُسے یہ سوچنا تھا کہ اس سلسلے میں کیا حکمتِ عملی اختیار کی جائے۔ یہ بھی طے تھا کہ یہ سامنا جتنی جلدی ہو جائے اتنا ہی بہتر ہے۔

☆☆☆☆☆

اگلی صبح ۲/۱-۱۰ بجے کرسٹوفر ایڈگر ہوور بلڈنگ پہنچا۔ اسے توقع تھی کہ ملاقات تھامسن کے دفتر میں ہوگی اور وہ دیکھ سکے گا کہ کرنل بیکسٹر کی کیبنٹ وہاں موجود ہے یا نہیں لیکن تھامسن اسے کانفرنس روم میں لے گیا۔ اس نے کرسٹوفر کو کرسیِ صدارت پر بٹھایا اور خود اس کے برابر بیٹھ گیا۔

اپنے بریف کیس میں سے اعداد و شمار کا لفافہ نکالتے ہوئے کرسٹوفر نے تھامسن کو سیکریٹری بیتھ سے ہنسی مذاق کرتے دیکھا، جو کافی سرو کر رہی تھی۔ ڈائریکٹر کی خوش دلی دیکھ کر کرسٹوفر کے وہ شکوک دُھلنے لگے، جو فادر ڈوسکی سے ملاقات کے بعد اس کے دل میں ڈائریکٹر تھامسن کے لیے اُبھرے تھے۔ اس نے سوچا، فادر ڈوسکی کو غلط فہمی بھی ہو سکتی ہے۔

"اور بیتھ!" تھامسن نے جاتی ہوئی سیکریٹری کو مخاطب کیا۔ "اب ہمیں ڈسٹرب نہ کرنا۔" دروازہ بند ہونے کے بعد وہ کرسٹوفر کی طرف مُڑا۔ "ہاں، کرس، اب بتاؤ، میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں۔"

"میں لاس اینجلز کے لیے اپنی تقریر پر کام کر رہا ہوں۔ اس تقریر میں مَیں کیلی فورنیا میں جرائم کے تمہارے تازہ ترین اعداد و شمار شامل کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں، کیلی فورنیا پر تو ہم خصوصی محنت کر رہے ہیں۔ وہ ہمارا آخری میدانِ جنگ ہے۔ میں نے کل ہی تمہیں تازہ ترین اعداد و شمار بھجوائے ہیں۔"

”یہ تازہ ترین ہیں۔“ تھامسن نے اس کی بات کاٹ دی۔ ”یہ تمہاری تقریر میں بہت مؤثر ثابت ہوں گے۔ کیلی فورنیا والوں کی سمجھ میں آجائے گا کہ انہیں آئینی مدد کی ضرورت ہے۔“

کرسٹوفر نے اعداد و شمار کا جائزہ لیا اور بولا۔ ”یہ بات واضح ہے کہ کیلی فورنیا میں جرائم کی شرح دیگر ریاستوں کے مقابلے میں بہت بڑھ گئی ہے۔ یہ اعداد و شمار بالکل درست ہیں نا؟“

”ظاہر ہے، یہ وہاں کی پولیس کا فراہم کردہ ریکارڈ ہے۔“

کرسٹوفر نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔ ”ٹی وی مناظرے والا آئیڈیا مجھے اچھا نہیں لگا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ترمیم کے نفسِ مضمون پر زیادہ غور نہیں کیا ہے۔“

”ارے کچھ نہیں۔“ تھامسن نے بے پروائی سے ہاتھ ہلایا۔ ”تم کامیاب رہو گے۔ ویسے بھی ترمیم کے متعلق تم سب کچھ جانتے ہو۔“

”ممکن ہے...... مجھے سب کچھ معلوم نہ ہو۔“ کرسٹوفر نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو؟“ تھامسن نے حیرت ظاہر کی۔ ”سبھی کچھ تو معلوم ہے تمہیں۔“

کچھ کر گزرنے کا لمحہ آ پہنچا تھا۔ ”اس سلسلے میں ایک چیز آر دستاویز بھی تو ہے۔ مجھے بتاؤ، اس کا ۳۵ ویں ترمیم سے کیا تعلق ہے۔“

تھامسن کے چہرے پر معصوم سی حیرت کے سوا کوئی تاثر نہیں تھا۔ یا تو وہ بہت بڑا اداکار تھا یا اسے آر دستاویز کے بارے میں واقعتاً کچھ علم نہیں تھا۔ ”آر دستاویز؟ یہ کیا بلا ہے؟ اس کے بارے میں تمہیں کہاں سے پتا چلا؟ میں نے تو یہ نام پہلی بار سُنا ہے۔“ اس نے کہا۔

”میں آج کرنل کے کاغذات دیکھ رہا تھا۔ ان میں ایک میمو پر نظر پڑی۔ وہ ۳۵ ویں ترمیم سے متعلق تھا۔ اس میں آر دستاویز سے تعلق کے سلسلے میں استفسار تھا۔“

”وہ میمو کہاں ہے؟ مجھے دکھاؤ ذرا۔“

”وہ تو میرے پاس نہیں ہے۔ شاید ضائع کرنے والے کاغذات میں چلا گیا۔ بہر حال یہ دستاویز میرے ذہن میں اٹک کر رہ گئی۔ میں نے سوچا ممکن ہے، تم اس سلسلے میں میری مدد کر سکو۔“

”میں نے کبھی آر دستاویز کا نام نہیں سنا۔“ تھامسن نے پُر اعتماد لہجے میں کہا۔ ”ممکن ہے، یہ ۳۵ ویں ترمیم کے لیے کرنل بیکسٹر کا کوڈ ورڈ رہا ہو۔ اور کوئی وضاحت تو میری سمجھ میں نہیں آتی۔ بہر کیف، تمہیں یقین ہونا چاہیے کہ ۳۵ ویں ترمیم کے متعلق تم ہر بات جانتے ہو۔ تم اپنا کام کرو، ہم اپنا کام کریں گے اور یوں ترمیم پاس ہو جائے۔ ہم اس معاملے میں شکست کے متحمل نہیں ہو سکتے کرس۔ بس تمہیں یہ بات یاد رکھنا چاہیے۔“

”ٹھیک ہے۔ میں چلتا ہوں۔“ کرسٹوفر نے کہا اور لفافہ بریف کیس میں رکھنے کے بعد اُٹھ کھڑا ہوا۔

واپسی کے سفر میں وہ سوچتا اور اُلجھتا رہا۔ کرنل بیکسٹر نے بسترِ مرگ پر آر دستاویز کو خطرناک قرار دیا تھا لیکن ڈائریکٹر ایف بی آئی اس سے لاعلمی ظاہر کر رہا تھا۔ بات حلق سے نہیں اُترتی تھی۔ اس نے سوچا، کیلی فورنیا میں قیام کے دوران ایف بی آئی اور ڈائریکٹر تھامسن کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہونے کا امکان ہے اور پھر لوئس برگ جیل میں ڈونالڈ گرینڈن سے ملاقات بھی آر دستاویز کے سلسلے میں پردہ کشا ثابت ہو سکتی ہے۔ کرنل بیکسٹر نے مرتے وقت اُسے تاکید کی تھی کہ اس خطرناک ٹرک کو جس کا نام آر دستاویز ہے، ہر قیمت پر بے نقاب ہونا چاہیئے لیکن شاید کرنل کو یہ احساس نہیں تھا کہ اس کا پیغام ایک ایسی کوٹھڑی کی مانند ہے، جس میں نہ کوئی دروازہ ہے نہ کوئی کھڑکی۔ پہلا کام تو خفیہ دروازہ ڈھونڈنے کا تھا۔

کرسٹوفر کولنس نے فیصلہ کیا کہ وہ یہ کام جلد از جلد کرے گا۔

☆☆☆☆☆

ڈائریکٹر تھامسن اپنے دفتر میں بیٹھا ہیری ایڈورڈ کا آمد کا منتظر تھا۔ ہیری دفتر میں داخل ہوا تو تھامسن نے نظریں اٹھائے بغیر کہا۔ ”وہ ابھی ابھی گیا ہے۔“

”کس سلسلے میں آیا تھا وہ؟“ ہیری نے پوچھا۔

”بہانہ کچھ اور تھا لیکن درحقیقت وہ آر دستاویز کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔“

”آپ نے کبھی آر دستاویز کا نام سنا ہے؟“

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میری سمجھ میں اس کی کوئی بات نہیں آئی۔“

”تو اسے کہاں سے معلوم ہوا؟“

”کہہ تو رہا تھا کہ کرنل بیکسٹر کے ایک میمو میں اس کا تذکرہ ہے لیکن مجھے معلوم ہے، وہ جھوٹ بول رہا تھا۔“ تھامسن نے ہیری کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ ”یہ کرسٹوفر ہر معاملے میں ٹانگ اڑانے والا آدمی معلوم ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے، یہ ہمارے لیے دشواریاں کھڑی کرتا رہے گا۔“

”کیسی دشواریاں چیف؟“

”یہی کہ وہ سمجھتا ہے، ورنن تھامسن کو بے وقوف بنایا جا سکتا ہے۔“ تھامسن نے کہا۔ ”جانتے ہو ہیری، ایڈگر ہوور بلڈنگ ہوور کے لیے تمغے کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ مجھے نہیں مل سکتی لیکن ۳۵ ویں ترمیم میرا تمغہ ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ ترمیم جزوِ آئین ہوگی تو میں ہمیشہ اس حوالے سے یاد رکھا جاؤں گا۔“

”بے شک چیف۔“ ہیری نے پرجوش لہجے میں تائید کی۔

”اور اس کے لیے ضروری ہے کہ کرسٹوفر پر نگاہ رکھی جائے۔ صرف یہیں نہیں، کیلی فورنیا میں بھی۔ میں اس سلسلے میں تفصیلی پروگرام طے کرنا چاہتا ہوں۔ غور سے سنو......“

☆☆☆☆☆

ٹی وی مناظرے اور بار ایسوسی ایشن کے سامنے تقریر کے وبال کے باوجود کرسٹوفر کو کیلی فورنیا کے دورے کا آئیڈیا بہت اچھا لگ رہا تھا۔ پروگرام کے مطابق اسے جمعرات کی سہ پہر سان فرانسسکو پہنچنا

تھا...... سان فرانسس ہوٹل میں اس کے لیے سوئیٹ بک تھا۔ وہاں اسے دو سرکاری وکیلوں سے ملاقات کرنا تھی۔ پھر اسے انیس سالہ بیٹے جوش کو برکلے سے اس سے ملنے کے لیے آنا تھا۔ اسے جوش سے ملے ہوئے آٹھ ماہ ہو چکے تھے۔

لیکن اس کا پروگرام دھرا کا دھرا رہ گیا۔ روانگی سے پہلے اس نے پروگرام کنفرم کرنے کے لیے جوش کو فون کیا۔ کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ جوش نے بتایا کہ وہ زیادہ مصروف ہے۔

''جمعرات کو میں سان فرانسسکو آ رہا ہوں۔ تم سے ملاقات ہو سکتی ہے؟'' کرسٹوفر نے کہا۔ پھر اپنے دورے کی غرض و غایت کے متعلق بتایا۔

چند لمحے خاموشی رہی، پھر ریسیور میں جوش کی آواز ابھری۔ ''آپ ۳۵ ویں ترمیم کے حق میں کام کر رہے ہیں؟''

کرسٹوفر ہچکچایا۔ اسے طوفان کی آمد کے آثار نظر آ رہے تھے، بالآخر اس نے جواب دیا۔ ''ہاں، یہی بات ہے۔''

''کیوں؟''

''اس لیے کہ یہ میرا فرض ہے۔ میں انتظامیہ کا ایک پرزہ ہوں۔''

''یہ تو کوئی معقول وجہ نہیں ڈیڈی۔''

''اور وجوہات بھی ہیں۔ ۳۵ ویں ترمیم کے کچھ مثبت پہلو بھی ہیں۔''

''میں پوری دیانت داری سے کہہ رہا ہوں کہ مجھے کوئی مثبت پہلو نظر نہیں آتا۔ میں اس ترمیم کے خلاف جنگ میں شامل ہوں۔ ہم کیلی فورنیا میں بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے اس ترمیم کے خلاف بھرپور جنگ لڑیں گے۔''

''میں تمہیں کامیابی کی دعا ہی دے سکتا ہوں لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم اپنی جنگ ہار جاؤ گے۔ صدر صاحب ترمیم کو منظور کرانے کے لیے اپنے تمام وسائل استعمال کر رہے ہیں۔''

''صدر صاحب!'' جوش کے لہجے میں غصہ تھا۔ ''ان کا سر فٹ بال کی طرح خالی ہے لیکن ہمیں ان کی فکر نہیں۔ ہمیں تو ورنن تھامسن کی فکر ہے، جو اس دور کا ہٹلر ہے۔''

''میرے خیال میں تم مبالغے سے کام لے رہے ہو۔ تھامسن ایک پولیس مین ہے، جس کے فرائض آسان نہیں ہیں۔ اسے ہٹلر سے ملانا زیادتی ہے۔''

''میں ثابت کر سکتا ہوں کہ آپ غلطی پر ہیں۔'' جوش کا لہجہ تند ہو گیا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا؟''

''۳۵ ویں ترمیم کے حامی دلیل دیتے ہیں کہ ۳۵ ویں ترمیم صرف ہنگامی حالات میں استعمال کی جائے گی لیکن تھامسن اور اس کے ساتھیوں کے عزائم اور ہی ہیں۔ ترمیم ایک بار منظور ہو جائے تو وہ اس سے فوری طور پر فائدہ اٹھائیں گے۔''

''کیا مطلب؟''

''میں فون پر تفصیلی گفتگو نہیں کر سکتا، لیکن میں اپنی بات ثابت کر سکتا ہوں۔ میں آپ کو الگ جگہ لے چلوں گا۔ ہم اس سلسلے میں تحقیق کر چکے ہیں اور رائے شماری سے چند روز پہلے اسے لوگوں کے سامنے بے نقاب کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن آپ کی پوزیشن کے پیش نظر میرے ساتھیوں کو اس پر اعتراض نہیں ہوگا۔ ممکن ہے، آپ قائل ہو جائیں۔''

''میں ہر معقول بات سننے کے لیے تیار ہوں لیکن تمہیں اس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔''

''میں آپ کو لے چلوں گا۔ آپ کا وقت ضائع نہیں ہوگا۔ ڈیڈی، میری ایک بات...... بس ایک بات مان لیں۔''

کرسٹوفر بری طرح چونکا۔ جوش نے زندگی میں کبھی اس سے اس طرح کوئی التجا نہیں کی تھی۔

''ٹھیک ہے، میں تمہارے لیے وقت نکال لوں گا۔ تم چاہتے کیا ہو؟'' اس نے پوچھا۔

''جمعرات کی دوپہر مجھے سکرامنٹو میں ملیں۔ وہاں سے ہم کار کے ذریعے نیویل جائیں گے۔''

کرسٹوفر نے پروگرام بدل دیا۔ وہ صرف اٹارنی جنرل ہی نہیں۔ اس بیٹے کا باپ بھی تھا، جس سے اسے بہت محبت تھی۔ اس نے سان فرانسسکو کے بجائے سکرامنٹو کی پرواز پکڑی۔ جوش ائیر پورٹ پر اس کا منتظر تھا۔ وہ کرسٹوفر سے لپٹ گیا۔ محبت کے اس مظاہرے کے بعد وہ دونوں کرائے کی کار میں جا بیٹھے۔ ایجنٹ ہوگن اس کے ساتھ تھا۔

کار کا سفر تھکا دینے والا تھا۔ جوش بار بار بتاتا...... کہ اب وہ منزل کے قریب پہنچ رہے ہیں لیکن اس نے منزل کے سلسلے میں کسی وضاحت سے انکار کر دیا۔ ''آپ خود دیکھ لیجیے گا۔'' کرسٹوفر کے اصرار پر وہ ہر بار یہی جواب دیتا۔ کرسٹوفر کو افسوس ہو رہا تھا کہ اس نے خواہ مخواہ جوش کی باتوں پر کان دھرے۔ نوجوان لڑکے تو یوں ہی بات کا بتنگڑ بنا دیتے ہیں۔ تاہم وہ خوشگوار لہجے میں ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا۔

''ڈیڈی، بنیادی انسانی حقوق کی دستاویز امریکا کے لیے نشان عظمت کی حیثیت رکھتی ہے۔'' جوش نے کہا۔ کرسٹوفر نے تلخی سے سوچا۔ تمام بیٹے نہ جانے کیوں اپنے باپوں کے بارے میں یہ گمان رکھتے ہیں کہ وہ کچھ بھی نہیں جانتے۔ ''اور اب ۳۵ ویں ترمیم امریکا کو اس کی عظمتوں سے محروم کرنے والی ہے۔'' جوش نے مزید کہا۔

''ایمرسن نے دساتیر کے بارے میں کہا تھا۔ ہر دستور انسان کا قد سے بڑا سایہ ہوتا ہے، انسانوں نے خود کو ایک دورے کے مقابلے میں تحفظ دینے کے لیے انہیں وضع کیا ہے اور اگر وہ تحفظ ہی چھن جائے تو پھر انتہائی اقدامات ضروری ہوتے ہیں۔''

''میں نہیں مانتا۔'' جوش نے نفی میں سر ہلا دیا۔ ''کسی چیز کو جانچنے کا ایک ہی موثر طریقہ ہوتا ہے۔

دنیا کو دیکھیں، ہر وہ مملکت جو حقیقی معنوں میں آزاد ہے، اس نے بنیادی حقوق میں کسی ترمیم کسی معطلی کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ جہاں ڈکٹیٹر شپ ہے، وہاں کی اور بات ہے لیکن بنیادی حقوق کا ڈھونگ انہوں نے بھی رچایا ہوا ہے۔ یہ الگ بات کہ اسے اگر، لیکن اور مگر جیسے الفاظ کے ذریعے قطعی غیر مؤثر کر دیا جاتا ہے۔ ہمارے آئین کی سب سے بڑی خوبی وہ دس ترمیمات ہیں جو بنیادی حقوق کی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہیں اور آپ کے صدر صاحب اور ایف بی آئی مل کر اسے پامال کرنا چاہتے ہیں۔ یقین کریں، اگر کیلی فورنیا اسمبلی نے اس ترمیم کو منظور کر لیا تو ہم سب ہمیشہ کے لیے انصاف اور آزادی کے تصور سے محروم ہو جائیں گے۔ اسی لیے میں اسے امریکا کی تاریخ کی اہم ترین جنگ قرار دے رہا ہوں۔''

کرسٹوفر کو یہ سب سنتے ہوئے تھکن کا احساس ہونے لگا۔ وہ بولا تو اس کے لہجے میں بھی تھکن تھی۔ ''جوش، جو کچھ تم کہہ رہے ہو، کبھی نہیں ہوگا۔ ۳۵ ویں ترمیم تمہیں تحفظ فراہم کرے گی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسے استعمال کرنے کی کبھی نوبت ہی نہیں آئے گی۔''

''ابھی چند منٹ بعد آپ جو کچھ دیکھیں گے، وہ آپ کی اسی بات کی تردید کے لیے بہت کافی ہوگا۔ لیجیے، ہم اب وہاں پہنچنے ہی والے ہیں۔''

کرسٹوفر نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔ جس راستے پر وہ سفر کر رہے تھے، وہ امریکا کا حصہ ہرگز نہیں لگتا تھا۔ دیکھنے کو ایک خشک جھیل اور جا بہ جا لگے نمک کے انبار کے سوا کچھ نہیں تھا۔ وہاں زندگی کے آثار بھی نہیں تھے۔

لیکن اب ایک اسٹور اور گیسولین پمپ نظر آیا۔ دونوں جگہ کچھ لوگ جمع تھے۔ ایک موسم زدہ سائن پوسٹ تھی، جس پر ٹیول تحریر تھا۔ جوش ڈرائیور کو ہدایات دیتا رہا۔ بالآخر اس نے اسے گاڑی روکنے کو کہا۔ کرسٹوفر بھونچکا رہ گیا۔ ''یہ کہاں لے آئے ہو تم؟''

''یہ جھیل ہے۔'' جوش نے فاتحانہ لہجے میں گویا اعلان کیا۔

کرسٹوفر ذہن پر زور دیتا رہا۔ نام جانا پہچانا لگ رہا تھا۔

''یہ ۱۹۴۲ء کی بات ہے۔ پرل ہاربر پر حملے کے آٹھ ہفتے...... بعد صدر روزویلٹ کے حکم نمبر ۹۰۶۶ کے ذریعے یہ کیمپ قائم کیا گیا۔'' جوش نے وضاحت کی۔ ''انہوں نے جاپانی نژاد امریکیوں کو قومی سلامتی کے لیے خطرہ قرار دیا۔ چنانچہ ایک لاکھ دس ہزار جاپانیوں کو جن میں دو تہائی امریکا کی قومیت رکھتے تھے، دس مختلف کیمپوں میں نظر بند کر دیا گیا۔ ٹیول جھیل والا کیمپ بھی ان میں شامل تھا۔ اسے امریکا کا بدترین عقوبت خانہ قرار دیا جاتا ہے۔ یہاں اٹھارہ ہزار افراد قید تھے۔''

''تمہاری طرح مجھے بھی امریکا کے دامن پر یہ دھبا اچھا نہیں لگتا۔'' کرسٹوفر نے کہا۔ ''لیکن اس کا حال سے یا ۳۵ ویں ترمیم سے کیا تعلق ہے؟''

''آپ خود دیکھ لیں۔'' جوش نے کہا اور عقبی دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ کرسٹوفر نے اس کی تقلید

کی۔ گرم، خشک ہوا کے تھپیڑے اسے ہلائے دے رہے تھے۔ اس نے کیمپ کا جائزہ لیا۔ خاردار تاروں کی باڑھ کے عقب میں اینٹوں کی بنی ہوئی کچھ عمارتیں تھیں۔ اس نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے جوش سے دریافت کیا۔ ''یہ ٹیول جھیل ہے؟''

''تھی، اب نہیں ہے۔'' جوش نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔ ''یہ ہمارا سخت ترین عقوبتی کیمپ تھا۔ خشک جھیل کے چھبیس ہزار ایکڑ رقبے پر محیط اب یہ کچھ اور ہے۔ اور میں آپ کو یہی دکھانے کے لیے یہاں لایا ہوں۔''

''کام کی بات کرو جوش۔''

''بہت بہتر ڈیڈی، لیکن اس سے پہلے ایک چیز دیکھ لیں تاکہ سب کچھ واضح ہو جائے۔'' جوش نے کہا اور اپنے ہاتھ میں موجود چھ سات تصویریں نکال کر کرسٹوفر کی طرف بڑھائیں۔ ''پہلے یہ تصویریں دیکھ لیں۔ یہ ہمیں جاپانی نژاد امریکیوں کی ایسوسی ایشن سے ملی ہیں۔ یہ اس جگہ موجود پرانے کیمپ کی ایک سال پرانی تصویریں ہیں۔ فرق نظر آ رہا ہے آپ کو؟''

کرسٹوفر نے تصویروں کو بغور دیکھا۔ ان میں خاردار تاروں کا جنگلا جگہ جگہ سے شکستہ نظر آ رہا تھا۔ جنگلے کے پیچھے کچھ شکستہ بیرکوں کی عمارتیں نظر آ رہی تھیں۔ ایک شکستہ مینار بھی تھا جو یقیناً پہرے داروں کے لیے بنایا گیا ہوگا۔

''یہی تو میں بتا رہا ہوں۔'' جوش نے کہا۔ ''ایک سال پہلے یہاں دیکھنے کو کچھ بھی نہیں تھا۔ سوائے ان کھنڈرات کے۔'' اس نے تصویروں کی طرف اشارا کیا۔ ''اب ذرا اس علاقے کو دیکھیے یہ خاردار تاروں کا نیا نویلا جنگلا۔ تاروں میں برقی رو دوڑ رہی ہے۔ بالکل نیا واچ ٹاور۔ ساتھ میں سرچ لائٹس۔ یہ تین نئی عمارتیں۔ کیسا لگ رہا ہے آپ کو؟''

''یہی کہ یہاں تعمیراتی کام ہو رہا ہے اور کیا سمجھا جا سکتا ہے؟'' کرسٹوفر نے بے پروائی سے کہا۔

''کس قسم کا تعمیراتی کام۔ میں اس کی نوعیت بتاؤں۔ یہ ایک خفیہ سرکاری پروجیکٹ ہے۔ یہ نیا عقوبت خانہ ہے۔ مستقبل کا عقوبتی کیمپ۔ ۳۵ ویں ترمیم کی منظوری کے بعد یہاں تھوک کے حساب سے قیدی لائے جائیں گے۔''

کرسٹوفر کو ذہنی جھٹکا لگا۔ پھر اسے غصہ آ گیا۔ اس نے خواہ مخواہ پورا دن ضائع کیا تھا۔ تکلیف دہ سفر کیا اور حاصل کیا ہوا؟ ''دیکھو جوش! تم یہ توقع تو نہیں کر سکتے کہ میں تمہاری بات مان کر اسے عقوبتی کیمپ تسلیم کر لوں گا۔ یہ سب کچھ تو تمہارا وہم ہے اور میں اس وہم کی بنیاد بھی سمجھنے سے قاصر ہوں...... سیکیورٹی کے نقطۂ نظر سے ملک میں ایسے سیکڑوں منصوبے زیرِ تکمیل ہوں گے۔''

''کسی منصوبے کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی۔''

''بہرحال، میں اسے عقوبت خانہ تسلیم نہیں کر سکتا۔ اس ملک میں نہ عقوبتی کیمپوں کی ضرورت ہے،

نہ آئندہ کبھی ہوگی۔ 1971ء میں صدر نکسن اور اٹارنی جنرل مچل کے بارے میں کچھ اخبارات نے یہی خبر چھاپی تھی کہ وہ اپنے مخالفین کی گوشمالی کے لیے پرانے جاپانی کیمپ پھر سے قائم کر رہے ہیں، لیکن یہ بات درست ثابت نہیں ہو سکی تھی۔''

''درست ثابت نہیں ہوئی تو غلط بھی ثابت نہیں کی جا سکی تھی۔'' جوش نے ترکی بہ ترکی کہا۔

کرسٹوفر نے کن انکھیوں سے جنگلے کی اندرونی سمت دو افراد کو داخلی گیٹ کی طرف بڑھتے دیکھا۔

''میں ابھی تمہارے دعوے کو غلط ثابت کر دیتا ہوں۔'' کرسٹوفر نے کہا۔ ''تم یہیں رکو۔'' یہ کہہ کر وہ گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ گیٹ کی طرف آنے والے دونوں افراد میں سے ایک ملٹری یونیفارم میں تھا۔ گیٹ پر انہوں نے ہاتھ ملائے۔ یونیفارم والا گیٹ پر موجود رہا۔ سویلین لباس والا کنسٹرکشن سائٹ کی طرف پلٹ گیا۔ یونیفارم والا کرسٹوفر کو چوکنا نگاہوں سے دیکھتا رہا۔

''تم یہاں گارڈ کی حیثیت سے کام کرتے ہو؟'' کرسٹوفر نے یونیفارم والے سے پوچھا۔

''جی ہاں۔''

''یہ پرائیویٹ پراپرٹی ہے یا فیڈرل؟''

''فیڈرل پراپرٹی ہے جناب۔ فرمایئے، میں کیا کر سکتا ہوں آپ کے لیے؟''

''میں بھی گورنمنٹ کا آدمی ہوں۔ تم مجھے یہ جگہ دکھا سکتے ہو؟''

گارڈ نے کرسٹوفر کو سرتاپا دیکھا اور سر ہلاتے ہوئے بولا۔ ''اگر آپ گورنمنٹ کے آدمی ہیں تو میں یقیناً......'' اس نے پلٹ کر سویلین لباس والے کو پکارا۔ ''اے تم......؟'' سویلین لباس والے نے پلٹ کر دیکھا۔ ''یہ صاحب گورنمنٹ کے آدمی ہیں۔ بہتر ہے، تم ان سے بات کر لو۔'' گارڈ نے کرسٹوفر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

دوسرا شخص پلٹ کر گیٹ تک آ گیا۔ ''میں کنسٹرکشن کمپنی کا فورمین ہوں۔ فرمایئے، میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟'' اس نے کرسٹوفر سے پوچھا۔

''میں اس پروجیکٹ کا جائزہ لینا چاہتا ہوں۔'' کرسٹوفر نے کہا۔ وہ خود کو اٹارنی جنرل کی حیثیت سے متعارف کرانا چاہتا تھا مگر کچھ سوچ کر باز رہا۔ ''میرا تعلق محکمہ انصاف سے ہے۔''

''پینٹاگون یا نیوی کی کلیئرنس کے بغیر یہ ممکن نہیں۔'' فورمین نے جواب دیا۔ ''درحقیقت یہ ممنوعہ علاقہ ہے۔''

''اس کا نیوی سے تعلق ہے؟''

''جی ہاں، اور یہ کوئی راز نہیں ہے۔ یہاں آبدوزوں سے رابطے کے لیے مواصلاتی سسٹم تیار کیا جا رہا ہے۔''

''اوہ، دراصل میں کچھ دن سے اخبارات کا مطالعہ نہیں کر سکا ہوں۔ ویسے بھی میرا خیال ہے، مجھے

غلط جگہ لایا گیا ہے۔ بہرحال زحمت دینے پر معذرت خواہ ہوں۔ شکریہ۔'' یہ کہہ کر کرسٹوفر پلٹا۔ اسے شرمندگی کا احساس بھی ہو رہا تھا اور اپنے احمق ہونے کا بھی۔ جوش کار کے پاس اس کا منتظر تھا۔ اس نے کوشش کی کہ اسکے انداز سے برہمی کا اظہار نہ ہو۔ اس نے بے حد رسان سے جوش کے سامنے صورت حال کی وضاحت کی، پھر بولا۔ ''اب تم ٹونی ہیرس اور اسکے ساتھیوں کو بتا سکتے ہو کہ وہ کتنی بڑی غلط فہمی کا شکار ہیں۔''

جوش اپنی جگہ ڈٹا رہا۔ ''کیا آپ ان سے یہ توقع کر سکتے ہیں کہ وہ اسے عقوبتی کیمپ تسلیم کر لیں گے۔ یہ بیرکیں...... یہ کوٹھیاں، یہ جیل نہیں تو اور کیا ہے؟''

''یہ تو تمہارا کہنا ہے......''

''نیوی والوں کو اس قسم کے سیٹ کی ضرورت نہیں ہوتی۔'' جوش نے اس کی بات کاٹ دی۔ ''یہ واچ ٹاور کس لیے؟ یہ برقی رو والے تاروں کا جنگلا کیوں؟ یہ رازداری کس لیے؟''

''اس کا کہنا ہے کہ یہ پروجیکٹ کوئی راز نہیں، اسکے متعلق اخبارات میں چھپ چکا ہے۔''

''ڈیڈی! میں آپ سے شرط لگا سکتا ہوں۔ ہماری معلومات مصدقہ ہیں۔ آپ اگر صدر امریکا اور ایف بی آئی کے منصوبوں کے متعلق سنیں تو آپ کو یقین نہیں آئے گا، وہ آپ کو استعمال کر رہے ہیں۔''

کرسٹوفر کار کی طرف بڑھ گیا۔ ''میرا خیال ہے کہ تم استعمال کیے جا رہے ہو۔ اب آ جاؤ، ہمیں مہذب لوگوں کی طرف واپس جانا چاہیے۔'' اس نے پلٹ کر بیٹے کو پکارا۔

واپسی کا سفر خاموشی میں کٹا۔ سکرامنٹو ایئرپورٹ سے کرسٹوفر کو لاس اینجلز کے لیے فلائیٹ پکڑنا تھی۔ کرسٹوفر نے مسکراتے ہوئے جوش کے کندھے پر تھپکی دی۔ ''دیکھو بیٹے، مجھے فخر ہے کہ تم باشعور ثابت ہوئے ہو اور ایک مقصد کے لیے جدوجہد کر رہے ہو، لیکن بیٹے تمہیں الزامات عائد کرتے ہوئے محتاط رہنا چاہیے۔ کوئی بات کہنے سے پہلے حقائق جمع کرنا بہت ضروری ہے۔''

''میں نے جو کچھ کہا ہے، پورے وثوق سے کہا ہے۔''

بیٹے کا ضدی پن، پاگل کر دینے والا تھا۔ کرسٹوفر نے بڑی مشکل سے اپنی خوش دلی برقرار رکھی۔

''ٹھیک ہے بیٹے، اگر میں یہ ثابت کر دوں کہ جو کچھ تم نے مجھے دکھایا، وہ ایک باضابطہ پروجیکٹ ہے نیوی کا، تب تو تم قائل ہو جاؤ گے۔ ہو جاؤ گے نا؟''

جوش کے ہونٹوں پر پہلی بار مسکراہٹ نظر آئی۔ ''یہ معقول بات ہے ڈیڈی۔ آپ یہ ثابت کر دیں، میں خود کو غلط تسلیم کر لوں گا۔''

''میرا وعدہ ہے کہ میں یہ ثابت کر دوں گا۔ اب میں چلتا ہوں۔ مجھے ایک ایسے رکن سے ملنا ہے جو تمہارا حلیف ہے لیکن اسے بھی اپنی بات ثابت کرنا ہوگی۔''

☆☆☆☆☆

لاس اینجلز پہنچ کر اسے بمشکل اتنی مہلت ملی کہ اپنے تین کمروں والے بنگلے میں اپنا سامان چھوڑ سکے۔ سامان سے چھٹکارا پاتے ہی اس نے بیورلی ہلز ہوٹل کا رخ کیا، جہاں دس بجے اسمبلی مین اولن کیف سے ان کی ملاقات طے تھی۔ وہ ہوٹل پہنچا تو دس بج کر پانچ منٹ ہو چکے تھے۔

ہوٹل کے آپریٹر نے اس کی فرمائش پر چوتھی منزل پر اولن کیف کے کمرے میں فون کیا۔ اگلے ہی لمحے اولن کیف کرسٹوفر سے مخاطب تھا۔ ''آپ نے کھانا کھالیا ہے؟'' کیف نے پوچھا۔

''پورا دن ہو گیا ہے کچھ کھائے ہوئے، آپ اس سلسلے میں کچھ پیشکش کر رہے ہیں؟'' کرسٹوفر نے بے تکلفی سے کہا۔

''جی ہاں۔ آپ اوپر آ جائیں۔ میں کھانا منگوا رہا ہوں۔'' دوسرے طرف سے جواب ملا۔ ''ہم آپ کے منتظر ہیں۔''

جمع کے صیغے نے کرسٹوفر کو چونکا دیا۔ وہ صرف کیف سے ملنے کے لیے آیا تھا اور اب پتا چل رہا تھا کہ کیف تنہا نہیں ہے۔ پھر کرسٹوفر نے سوچا، ممکن ہے کیف کی بیوی بھی موجود ہو لیکن کمرے میں پہنچ کر پتا چلا کہ کیف کے علاوہ دو افراد اور بھی کمرے میں موجود ہیں۔ کیف کے ہونٹوں پر دوستانہ مسکراہٹ تھی۔ اس نے بڑی گرم جوشی سے کرسٹوفر سے ہاتھ ملایا، پھر اپنے دوستوں سے متعارف کروایا۔ وہ دونوں بھی اسمبلی کے رکن تھے۔ ایک کا نام ٹوبی تھا اور دوسرے کا بارکر۔

رسمی گفتگو مختصر سی ہوئی۔ پھر کیف نے کہا۔ ''مجھے آپ کی تھکن کا اندازہ ہے لہٰذا میں وقت ضائع نہیں کروں گا تاکہ جلد از جلد آپ کی جان چھوٹ جائے۔''

''میں شکر گزار ہوں گا۔ میں نے بہت مصروف دن گزارا ہے۔ واقعی بہت زیادہ تھکن ہو گئی ہے۔''

''میں جو کچھ کہوں گا وہ بہ شمول آپ کے اس کمرے میں موجود تمام افراد کے لیے بہت زیادہ اہم ہے۔'' اولن کیف نے کہا۔ ''سینیٹ پال ہلرڈ نے کسی حد تک آپ کو بتایا ہوگا لیکن میں جو کچھ کہوں گا، میرا خیال ہے، وہ آپ کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہوگا۔''

''ہاں، پال ہلرڈ نے کچھ بتایا تو تھا۔'' کرسٹوفر نے کہا اور یاد کرنے کی کوشش کی لیکن بھوک اور تھکن نے دماغ کی سلیٹ سے سب کچھ مٹا ڈالا تھا۔

''پال نے مجھے یقین دلایا ہے کہ میں آپ سے کھل کر بات کر سکتا ہوں۔'' کیف نے کہا۔ کرسٹوفر کے سر کی تائیدی جنبش کے بعد وہ بولا۔ ''لیکن مسٹر کرسٹوفر کولنس، جو کچھ آپ سنیں گے، وہ خوش گوار نہیں ہو گا۔''

کرسٹوفر کے لیے یہ اضافہ غیر متوقع تھا۔ ''آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟ کھل کر کہیں۔'' اس نے کہا۔

''میں یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ صرف ہم تینوں ہی نہیں......'' اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف اشارہ کیا۔ ''اسمبلی کے بیشتر اراکین لب کشائی کرتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ اس کی وجہ وہ ہتھکنڈے ہیں جو

آپ اور آپ کا محکمہ کیلی فورنیا میں ۳۵ ویں ترمیم منظور کرانے کے لیے اختیار کر رہے ہیں۔''

''کیسے ہتھکنڈے؟'' کرسٹوفر کا منہ بن گیا۔ ''میں نے اب تک اسمبلی کے اراکین پر کوئی دباؤ نہیں ڈالا ہے۔ آپ کو میری بات پر یقین کرنا چاہیے۔''

''ممکن ہے، آپ کے علم میں نہ ہو۔'' ٹوبی نے مداخلت کی۔ ''لیکن آپ کے محکمے کا کوئی فرد اسمبلی کے اراکین کو دہشت زدہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔''

''میں نے کہا نا، میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں۔ ویسے بھی مبہم الزامات کا کیا فائدہ۔ آپ کو جو کچھ کہنا ہے، کھل کر کہیں۔'' کرسٹوفر کا لہجہ خراب ہو گیا۔

کیف نے اپنے ساتھیوں کو تائید طلب نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ''ٹھیک ہے، اب ہم کھل کر بات کریں گے۔ ابتدا کرتے ہیں آپ کی جرائم کے اعداد و شمار والی رپورٹ سے۔ ایف بی آئی حقیقی اعداد و شمار کو بڑھا چڑھا کر پیش کر رہی ہے تاکہ کیلیفورنیا کے لوگ اور اراکین اسمبلی جرائم کے بڑھتے ہوئے رجحان سے خائف ہو کر ۳۵ ویں ترمیم کو قبول کر لیں۔ میں اب تک اس سلسلے میں چودہ مقامی پولیس چیفس سے بات کر چکا ہوں۔ وہ حیران ہیں کہ ایف بی آئی ان کے اعداد و شمار کو مسخ کر کے ان کی ساکھ خراب کرنے کی کوشش کیوں کر رہی ہے۔''

کرسٹوفر کو کیف کے لہجے نے دہلا دیا۔ ''یہ بہت سنگین الزام ہے۔'' اس نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ ''آپ کے پاس ان پولیس چیفس کا تحریری بیان ہے؟''

''نہیں ہے۔ وہ اس حد تک آگے جانے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ وہ ایف بی آئی کی مخالفت مول لینا نہیں چاہتے۔ انہوں نے مجھ سے بات کی تو صرف اس لیے کہ انہیں اپنا نااہل ثابت کیا جانا اچھا نہیں لگا لیکن وہ ایف بی آئی کے خلاف نہیں جا سکتے۔ نہیں مسٹر کولنس، تحریری ثبوت نہیں مل سکتا۔ آپ کو ہم پر اعتبار کرنا پڑے گا، جیسے ہم نے آپ پر اعتبار کیا ہے۔''

''میں اس کے لیے تیار ہوں۔ لیکن ڈائریکٹر تھامسن اسے قبول نہیں کرے گا۔ آپ میری پوزیشن سمجھنے کی کوشش کریں۔ بغیر کسی ثبوت کے میں تھامسن کو......اس کے پورے محکمے کو چیلنج نہیں کر سکتا۔''

''میں تحریری بیان لینے کی ناکام کوشش کر چکا ہوں۔'' کیف بولا۔ ''یہ ناممکن ہے۔''

''ممکن ہے میری کوشش کارگر ثابت ہو۔ میں بہر حال اٹارنی جنرل ہوں۔ آپ مجھے ان کے نام بتا دیں، میں خود ان سے بات کروں گا۔'' کرسٹوفر نے کہا۔

''ابھی لیجیے۔'' کیف نے اپنا بریف کیس کھولا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔ ویٹر کرسٹوفر کے لیے کھانا لے آیا تھا۔ کرسٹوفر کی بھوک اڑ گئی تھی لیکن جانتا تھا کہ زہر مار کرنا بھی ضروری ہے ورنہ بہت زیادہ بے وقت بھوک لگے گی۔ کیف نے بریف کیس میں سے اپنی نوٹ بک نکالی اور اس کے تین صفحے پھاڑ کر کرسٹوفر کی طرف بڑھا دیئے۔ ''یہ ان کے نام، فون نمبر اور پتے ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے، تحریری

بیان وہ آپ کو بھی نہیں دیں گے، ویسے میری دعا ہے کہ آپ کامیاب رہیں۔''

''میں کوشش کروں گا۔'' کرسٹوفر نے لقمہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

''مسئلہ یہ ہے کہ آپ کے محکمے کے کچھ لوگ کیلی فورنیا میں دہشت پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہوں نے طے کرلیا ہے کہ ۳۵ ویں ترمیم کو ہر قیمت پر ہمارے حلق سے اتار کر رہیں گے، خواہ اس کے لیے شرافت اور دیانت کا خون کرنا پڑے۔'' کرسٹوفر بری طرح چونکا مگر کیف نے اپنی بات جاری رکھی۔ ''اب میں جو کچھ بتانے والا ہوں وہ بے حد مکروہ حقائق ہیں۔ بات صرف اعداد و شمار میں گڑبڑ کی حد تک نہیں، وہ ہماری زندگیوں تک میں گڑبڑ کر رہے ہیں۔ وہ بحران پیدا کر رہے ہیں ہمارے لیے۔''

کرسٹوفر سنبھل کر بیٹھ گیا۔ ''کیا مطلب ہے آپ کا؟''

''ایف بی آئی والے ہمیں بلیک میل کرنے سے بھی گریز نہیں کر رہے ہیں......''

لفظ بلیک میل نے کرسٹوفر کو دہلا دیا۔ اسے فادر ڈوسکی سے اپنی ملاقات یاد آگئی۔ فادر نے بھی یہی شکایت کی تھی۔ اب کیلی فورنیا اسمبلی کے اراکین بھی یہی کر رہے تھے۔

''وہ بہت ہوشیاری اور چالاکی سے بلیک میلنگ کر رہے ہیں۔ اس کی زد میں اسمبلی کے وہ اراکین آ رہے ہیں، جو ۳۵ ویں ترمیم کے بارے میں متذبذب ہیں، جو ابھی تک فیصلہ نہیں کر سکے ہیں اور جو آسان ہدف ہیں۔''

''آسان ہدف؟''

''جی ہاں۔ ایسے ممبرز جن کی زندگی کھلی کتاب نہیں ہے اور جو اسے کھلی کتاب بنانا بھی نہیں چاہتے۔ وہ بے چارے نہ احتجاج کر سکتے ہیں، نہ فریاد۔ اب بارکر اور ٹوبی ہی کو لیجیے۔ یہ ایف بی آئی پر کوئی الزام بھی نہیں......''

''صرف اس لیے کہ بلیک میلنگ واضح نہیں ہے۔ ہم اس سلسلے میں شکایت کریں تو وہ ثابت ہی نہیں ہو سکتی۔'' ٹوبی نے کہا۔

''جی ہاں! میرے یہ دونوں ساتھی سرکاری طور پر احتجاج کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں، اسی لیے ذاتی طور پر آپ سے احتجاج کر رہے ہیں۔ اول تو یہ خوف زدہ تھے۔ ان کے خیال میں آپ بھی اس کھیل میں شریک ہو سکتے تھے لیکن سینیٹر پال ہلرڈ نے مجھے آپ کے بارے میں یقین دلا دیا تھا۔ میری یقین دہانی پر ان کو اتنی جرأت ہوئی۔''

کرسٹوفر نے پیکٹ سے سگریٹ نکالی تو اس کے ہاتھ لرز رہے تھے۔ اسے اس بات پر کوئی حیرت بھی نہیں ہوئی۔ اس روز اسے پے در پے ذہنی جھٹکوں سے واسطہ پڑا تھا۔ اس نے سگریٹ سلگائی اور بولا۔ ''میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ میری بے خبری میں میرے محکمے میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔''

اس بار، بارکر نے جواب دیا۔ ''میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں مسٹر کولنس۔ ایک زمانے میں میں

شراب نوشی کا عادی رہا تھا۔ آٹھ سال پہلے کی بات ہے۔ اس لت سے پیچھا چھڑانے کے لیے میں ایک سینی ٹوریم میں داخل ہوا تھا۔ میں وہاں سے ٹھیک ہو کر نکلا اور آج تک اس لت سے محفوظ ہوں۔ یہ بات میرے گھر والوں کے علاوہ کسی کے علم میں نہیں۔ ایک ہفتہ پہلے نیوٹن اور پارک ہل نامی دو ایف بی آئی ایجنٹ سکرامنٹو میں میرے دفتر میں آئے۔ وہ ایک انکوائری کے سلسلے میں مجھ سے مدد چاہتے تھے۔ انہوں نے وضاحت کی کہ یہ ایک مشکل کیس ہے۔ ۳۵ ویں ترمیم کی منظوری کے بعد اس قسم کی تفتیش ان کے لیے آسان ہو جائے گی مگر فی الوقت انہیں پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑ رہا ہے۔ انہوں نے سینی ٹوریم کا حوالہ دے کر بتایا کہ وہ کیلی فورنیا اسمبلی کے ایک ممبر کے بارے میں تفتیش کر رہے ہیں جو کبھی عادی شرابی ہوا کرتا تھا۔ انہوں نے مجھ سے سینی ٹوریم کے پروپرائٹر کے بارے میں سوالات کیے۔'' بارکر بے یقینی سے نفی میں سر ہلاتا رہا۔ پھر بولا۔ ''وہ مجھے صرف یہ بتانا چاہتے تھے کہ اسمبلی میں میری نشست اب صرف ان کے رحم و کرم پر ہے۔ میرا راز ان کے ہاتھوں میں تھا۔ سچ پوچھیے...... میری تو طبیعت بگڑنے لگی۔''

طبیعت تو کرسٹوفر کی بھی بگڑ رہی تھی۔ ''آپ نے کیا جواب دیا انہیں؟''

''میں کیا کہہ سکتا تھا؟ میں نے اعتراف کیا کہ میں مذکورہ سینی ٹوریم میں رہ چکا ہوں۔ میں ان کے فرضی کیس میں حتی المقدور ان کا ہاتھ بٹاتا رہا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا وہ اپنی معلومات کو راز رکھیں گے۔ انہوں نے کہا، اس سلسلے میں ہمارے ڈائریکٹر سے بات کیجیے کیونکہ آپ کو شہادت کے لیے عدالت میں بھی طلب کیا جا سکتا ہے، پھر وہ چلے گئے۔ میں نے ڈائریکٹر تھامسن سے فون پر بات کی۔ اس نے صرف اتنا کہا کہ ۳۵ ویں ترمیم ملک و قوم کے حق میں بہتر ہے۔ یوں پیغام مکمل ہو گیا۔ اب ایسے میں کہاں جا کر فریاد کروں؟''

''تو اب آپ کیا کریں گے؟''

''میں بڑی جدوجہد کے بعد اس مقام تک پہنچا ہوں۔ میں جس حلقے سے منتخب ہوا ہوں وہاں شرابی نمائندوں کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ ۳۵ ویں ترمیم کے حق میں ووٹ دوں گا۔''

''آپ کو یقین ہے کہ وہ انکوائری نام نہاد تھی۔ اصل مقصد صرف آپ کو دھمکانا تھا؟''

''میری جگہ خود کو رکھ کر خود ہی فیصلہ کر لیجیے۔ میں کوئی خطرہ مول لینے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔''

''میرا بھی یہی حال ہے۔'' ٹوبی نے کہا۔

''یعنی آپ کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا ہے؟'' کرسٹوفر نے پوچھا۔

''اس سے ملتا جلتا کہیے۔'' ٹوبی نے جواب دیا۔ ''فرق صرف اتنا ہے کہ میرے پاس نہیں آئے بلکہ میری گرل فرینڈ سے ملے۔ میں بال بچے والا ہوں اور بظاہر پرسکون ازدواجی زندگی گزار رہا ہوں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بیوی سے میرے اختلافات بہت پرانے ہیں۔ محض بچوں کی وجہ سے ہم نے علیحدگی سے گریز کیا۔ اس کے فوائد بھی تھے۔ میری وجہ سے میری بیوی کو سوشل لائف مل رہی تھی اور اسکینڈل نہ

بننے کی وجہ سے میرا کیریئر محفوظ تھا۔ اس تمام عرصے میں میرے ایک خاتون سے تعلقات رہے۔ اسے میں نے الگ فلیٹ لے دیا تھا۔ گزشتہ ہفتے ایف بی آئی کے دو ایجنٹ اس فلیٹ پر میری گرل فرینڈ سے ملنے پہنچ گئے۔ وہ خوفزدہ ہوگئی مگر ان کا رویہ اس کے ساتھ بے حد شریفانہ تھا۔ کچھ دیر وہ ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ انہوں نے ۳۵ ویں ترمیم کے سلسلے میں بھی اس سے تبادلہ خیال کیا۔ پھر آہستہ آہستہ انہوں نے رخ بدلا۔ یہاں یہ بتادوں کہ میں کچھ عرصہ پہلے سرکاری ٹھیکوں سے متعلق ایک کمیٹی میں تھا۔ ایف بی آئی والوں نے میری گرل فرینڈ سے کہا کہ وہ کمیٹی کے ایک رکن کے خلاف تفتیش کر رہے ہیں۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ کیا میں سرکاری ٹھیکوں کے متعلق اس سے گفتگو کرتا رہا ہوں۔ اس کا جواب نفی میں تھا۔ بلکہ میری گرل فرینڈ نے کہا وہ مجھے ٹھیک طرح سے جانتی بھی نہیں ہے لیکن وہ ہمارے تعلقات کی تفصیل سے پوری طرح واقف تھے۔ انہوں نے جاتے جاتے دھمکی دی کہ میری گرل فرینڈ کو بیان حلفی کے سلسلے میں عدالت میں طلب کیا جاسکتا ہے۔''

کرسٹوفر نے طویل سانس لے کر کہا۔ ''مجھے یقین نہیں آتا۔''

''مجھے تو یقین ہے۔'' ٹوبی نے کہا۔ ''لیکن میں یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ یہ سب کچھ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مجھے جھکانے کے لیے کیا گیا ہے لیکن اپنی بیوی اور گرل فرینڈ دونوں کو تحفظ دینا میری ذمے داری ہے۔ مجھے اپنے کیریئر کا بھی خیال رکھنا ہے، اسی لیے میں نے ترمیم کے حق میں ووٹ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ مجھے اس ترمیم سے نفرت ہے مگر میں ایوان میں بہ آوازِ بلند اس کی حمایت کا اعلان کروں گا۔ آپ میری بات سمجھ رہے ہیں نا مسٹر کولنس؟''

کرسٹوفر کولنس ششدر بیٹھا تھا۔ اسے اپنی طبیعت خراب ہوتی محسوس ہورہی تھی۔ ''کیا اسمبلی کے اور اراکین کے ساتھ بھی یہی ہوا ہے؟'' اس نے پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ نجی نوعیت کے معاملے پر کون ایک دوسرے سے گفتگو کرتا ہے۔'' ٹوبی نے جواب دیا۔

کرسٹوفر، اولن کیف کی طرف متوجہ ہوا۔ ''اور آپ کی کیا پوزیشن ہے؟''

''میرے پاس کوئی نہیں آیا'' اولن کیف نے کہا۔ ''وہ جانتے ہیں کہ میں کوئی دباؤ قبول نہیں کروں گا۔ وہ مجھے بلیک میل نہیں کرسکتے۔''

''اور یہ لوگ جن کا آپ تذکرہ کر رہے ہیں، کون ہیں؟''

''مجھے نہیں معلوم۔''

''میں بھی لاعلم ہوں۔ بس اتنا کہہ سکتا ہوں کہ میرا آفس اس میں ملوث نہیں۔'' کرسٹوفر نے کہا۔ ''اگر یہ مہم اتنے بڑے پیمانے پر چلائی جارہی ہے تو اس کے پیچھے صدرِ امریکا سے لے کر ڈائریکٹر ایف بی آئی تک کوئی بھی ہوسکتا ہے۔''

''آپ اس سلسلے میں کچھ کرسکتے ہیں؟'' اولن کیف نے پوچھا۔

کرسٹوفر اٹھ کھڑا ہوا۔ ''یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ دراصل ہمارے پاس بلیک میلنگ کا کوئی ثبوت ہے نہ اعداد و شمار میں گڑبڑ کا۔ ممکن ہے، متعلقہ انکوائریز حقیقی ہوں۔''

''آپ اس کا فیصلہ کیسے کریں گے؟''

''تفتیش کے ذریعے۔'' کرسٹوفر نے جواب دیا۔

☆☆☆☆☆

کرسٹوفر نیچے پہنچا تو جوش کا پیغام اس کا منتظر تھا۔ جوش نے لکھا تھا کہ ہم نے گزشتہ ایک سال کے اخبارات چیک کیے ہیں۔ ٹیول جھیل کے پروجیکٹ کے بارے میں آج تک کوئی خبر نہیں چھپی ہے۔ اب آپ کا کیا خیال ہے۔ وہ رقعہ پڑھ کر کرسٹوفر کو یاد آیا کہ اس نے بیٹے سے پروجیکٹ کے متعلق حتمی تصدیق کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن یہاں تو مسائل ہی مسائل تھے۔ ٹیول جھیل پروجیکٹ، جرائم کے جھوٹے اعداد و شمار اور اب ایف بی آئی کی بلیک میلنگ، آر دستاویز اس پر مستزاد تھی، اسے ہر کام ترتیب سے کرنا تھا۔

اس نے قریب ترین فون بوتھ سے ڈپٹی اٹارنی جنرل جنرل ایڈ شیرووڈ کا نمبر ملایا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ ایڈ کی نیند خراب کر رہا ہے۔ ورجینیا میں اس وقت صبح کے تین بج رہے ہوں گے۔

دوسری طرف سے نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔ ''کون ہے بھائی! اب سوری، رانگ نمبر کہہ کر فون رکھ نہ دینا۔'' لہجے میں جھنجھلاہٹ تھی۔

''رانگ نمبر نہیں۔ ایڈ، میں کرس بول رہا ہوں۔ مجھے کچھ معلومات درکار ہیں۔ صبح سب سے پہلے تمہیں یہی کام کرنا ہے۔ پینسل سنبھال لو۔'' اس نے ایڈ کو ٹیول کے ٹیول پروجیکٹ کے بارے میں تفصیل بتائی، جو شمالی کیلی فورنیا میں قریب از تکمیل تھا۔ اسکے بارے میں جو معلوم کرسکتے ہو، کرو۔'' اس نے آخر میں کہا۔ ''میں سوا بارہ بجے تک انتظار کروں گا۔ اب سو جاؤ۔''

بوتھ سے باہر آکر وہ باڈی گارڈ کے ساتھ اپنے بنگلے تک آیا۔ باڈی گارڈ کو رخصت کرنے کے بعد وہ اندر داخل ہوا۔ تھکن کے مارے برا حال ہورہا تھا۔ اسمبلی کے تینوں ارکان سے ملاقات اس کے ذہن پر الگ بوجھ بن گئی تھی۔ وہ ان کی باتوں پر غور کرتا رہا۔ یہ تو ممکن نہیں تھا کہ انہوں نے کہانیاں گھڑ کر سنائی ہوں۔ اس سے انہوں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تھا لیکن ثبوت بہرحال کوئی نہیں تھا۔

اس نے کپڑے اتارے اور کمرے میں روشنی کیے بغیر باتھ روم میں گھس گیا۔ لائٹ آن کر کے وہ نہایا۔ آئینے میں اپنے ستے ہوئے چہرے کا عکس دیکھ کر اسے کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ وہ کپڑے پہننے کے لیے پلٹا تو وہ حیران رہ گیا۔ کھونٹی سے اس کے رات کے کپڑے غائب تھے۔ اس نے سوچا، شاید خادمہ نے رات کا لباس بستر پر رکھ دیا ہوگا۔ باتھ روم کی لائٹ آف کر کے وہ باہر نکلا اور ٹٹولتا ہوا بستر کی طرف

بڑھا۔ نشست گاہ کے بند دروازے کی درز سے روشنی کی ایک لکیر خواب گاہ میں آ رہی تھی۔ اس ہلکی سی روشنی میں اسے اپنے کپڑے بستر پر پڑے نظر آئے۔ اس نے بے تابی سے ہاتھ بڑھایا۔ وہ کپڑے پہن کر جلد از جلد سونا چاہتا تھا۔ اچانک ایک گرم اور گداز ہاتھ اس کے جسم سے مس ہوا۔ اس کے حلق سے چیخ سی نکل گئی۔ دل گویا حلق میں دھڑکنے لگا۔

''کک...... کیا...... کک...... کون ہے؟'' اس نے گڑبڑا کر پوچھا۔

''یہ میں ہوں ڈارلنگ۔'' ایک نسوانی آواز نے کہا۔ ''بستر پر آ جاؤ نا۔''

اس نے بھٹکتے ہوئے نسوانی ہاتھ کو جھٹکا اور بے تابی سے سوئچ تلاش کرنے لگا، بالآخر لیمپ روشن ہو گیا۔ مدھم روشنی میں سچ مچ اس لڑکی کو دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔

''میرا نام کٹی ہے۔ میں تو سمجھی تھی، شاید تم واپس ہی نہیں آؤ گے۔'' لڑکی نے اٹھلا کر کہا۔

''میں تمہیں نہیں جانتا۔ تمہیں یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے۔'' کرسٹوفر نے سخت لہجے میں کہا۔

''بنگلا نمبر تو درست ہے۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ یہاں مجھے مسٹر کولنس ملیں گے۔''

کرسٹوفر چکرا گیا۔ گویا بات غلط فہمی کی نہیں تھی۔ پھر یہ کس قسم کا مذاق ہے۔ ''تمہیں کس نے کہا تھا یہاں آنے کو؟'' وہ غرایا۔

''میں تمہارے دوست کا ایک تحفہ ہوں۔'' لڑکی پھر اٹھلائی۔

''کون دوست؟''

''یہ تو تم ہی بتاؤ گے مجھے اس نے اپنا نام نہیں بتایا تھا۔ ادائیگی نقد ہوئی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ وہ تمہیں سرپرائز دینا چاہتا ہے۔ اب آ جاؤ نا۔''

''تم ابھی...... اسی وقت یہاں سے نکل جاؤ۔ میں اس طرح کے بے ہودہ مذاق کا عادی نہیں ہوں۔'' کرسٹوفر نے چیخ کر کہا اور لڑکی کو دروازے کی طرف دھکیلنے لگا۔

''میرے ساتھ کبھی کسی نے ایسا برتاؤ نہیں کیا۔'' لڑکی روہانسی ہو گئی۔

''میں کر رہا ہوں۔ تمہاری عافیت اسی میں ہے کہ شرافت سے یہاں سے کھسک لو۔''

لڑکی مزاحمت نہیں کر رہی تھی۔ تاہم وہ ہونٹوں پر جبریہ مسکراہٹ لاتے ہوئے بولی۔ ''تمہارے دوست نے کہا تھا کہ تمہارا ردعمل یہی ہوگا، لیکن کچھ دیر بعد رام ہو جاؤ گے۔''

کرسٹوفر بھنا گیا۔ ''ہرگز نہیں ہوگا۔ تم نکلو یہاں سے۔'' وہ لڑکی کو دھکیلتا ہوا نشست گاہ تک لایا۔ مرکزی دروازے پر پہنچ کر اس نے معذرت کی۔ ''یہ غلط فہمی تھی۔ مجھے افسوس ہے۔''

''میرا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ ویسے میرا خیال ہے، تم بس نام ہی کے آدمی ہو۔'' لڑکی نے اسے تاؤ دلانے کی کوشش کی۔

کرسٹوفر نے خاموشی سے دروازہ کھولا۔ لڑکی باہر نکلی۔ کرسٹوفر کو اچانک ہی باڑھ کے قریب ایک

متحرک سا سایہ نظر آیا۔ اگلے ہی لمحے اس نے سائے کے ہاتھ میں کیمرا دیکھا۔ کرسٹوفر تیزی سے زمین پر بیٹھا۔ اسی لمحے فلیش گن کا دھماکا ہوا لیکن کرسٹوفر کیمرے کی رینج سے باہر تھا۔ پھر اس نے دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا دی۔ وہ بیڈ روم میں واپس آیا تو اس کے ہاتھ لرز رہے تھے۔

وہ حیران پریشان سوچتا رہا۔ کیسا عجیب دن تھا اور اس دن کا کیسا عجیب تر اختتام تھا۔ اسے احساس ہو گیا کہ چند لمحے پہلے جو کچھ ہوا وہ کوئی دوستانہ مذاق نہیں تھا۔ وہ تو سوچا سمجھا منصوبہ تھا۔ اسے خلافِ مزاج باتوں پر سمجھوتے کے لئے مجبور کرنے کی کوشش تھی۔ سوال یہ تھا کہ کوشش کرنے والا کون ہے؟ ترمیم کے خالق؟ لیکن وہ ایسا کیوں کرنے لگے، جبکہ وہ ان کا حلیف تھا۔ ترمیم کے مخالفین نہ یہ حرکت کر سکتے تھے اور نہ انہیں اس سے کوئی فائدہ ہو سکتا تھا۔ پھر چکر کیا تھا؟

اسی ذہنی انتشار کے باوجود وہ بستر پر گرتے ہی بے سدھ ہو گیا۔ دن بھر کی تھکن رنگ لا رہی تھی۔

☆☆☆☆☆

صبح وہ دیر سے اٹھا۔ نیند بھی اچھی نہیں آئی تھی۔ ناشتے کے بعد اس نے کچھ ملاقاتیوں اور انٹرویو کی خواہش مند ایک خاتون صحافی کو نمٹایا۔ انٹرویو کے دوران وہ ۳۵ ویں ترمیم کی کھل کر حمایت کرنے سے گریز کرتا رہا۔ اس کے بعد وہ مقامی پولیس چیفس کے فون نمبر لے کر بیٹھا۔ مگر تین کالز کے بعد مزید فون کرنے کی ہمت ہی نہیں ہوئی۔ پولیس چیفس کو جیسے ہی معلوم ہوا کہ اٹارنی جنرل ان سے مخاطب ہے تو وہ بے حد محتاط ہو گئے۔ تین میں سے صرف ایک نے اعتراف کیا کہ اعداد و شمار میں 'معمولی سا' رد و بدل ہو رہا ہے۔ مگر اس نے یہ بھی کہا کہ شاید یہ کمپیوٹر کی غلطی ہو۔ تینوں کو ایف بی آئی سے کوئی شکایت نہیں تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ اولن کیف سے سننے میں غلطی ہوئی ہوگی۔

اب اس کے پاس ایک سراغ اور تھا، یعنی ایف بی آئی کے ان ایجنٹوں کے نام جنہوں نے انکوائری کے بہانے اسمبلی کے اراکین کو بلیک میل کرنے کی ممکنہ کوشش کی تھی۔ کرسٹوفر نے سوچا ہیری ایڈورڈ یا ورنن تھامسن سے بات کی جائے لیکن صورت حال کے پیش نظر یہ مناسب نہیں تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی سیکرٹری ماریان کو فون کیا۔

''ماریان، تین نام نوٹ کرو، نیوٹن، پارک ہل اور ہاورڈ۔ یہ تینوں ایف بی آئی کے اسپیشل ایجنٹ ہیں۔ معلوم کرو کہ ان دنوں یہ تینوں کیلی فورنیا میں دو کیسوں کے سلسلے میں تفتیش کر رہے ہیں یا نہیں۔ یہ معلوم کر کے مجھے فون پر بتاؤ۔''

ریسیور رکھ کر وہ کمرے میں ٹہلتا اور اپنی اس تقریر کا تنقیدی جائزہ لیتا رہا جو اسے بار ایسوسی ایشن کے کنونشن میں کرنا تھی۔ پندرہ منٹ کے بعد فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف ماریان تھی۔ ''مسٹر کولنس! عجیب بات ہے۔ ایف بی آئی میں آپ کے دیئے ہوئے ناموں کے ایجنٹ ہیں ہی نہیں۔ پورے ملک میں کہیں نہیں ہیں۔''

کرسٹوفر اور چکرا گیا۔ ناموں میں غلطی کا کوئی احتمال نہ تھا۔ دوسری طرف اسمبلی کے اراکین نے بغیر شناختی کاغذات کے تینوں افراد کو ایف بی آئی سے متعلق تسلیم بھی نہیں کیا ہوگا۔ اس سے صرف ایک بات ثابت ہوتی تھی اور وہ یہ کہ ایف بی آئی میں کچھ ایسے لوگ بھی کام کر رہے تھے، جن کے نام ریکارڈ میں موجود نہیں تھے اور ایسے ایجنٹ اسمبلی کے اراکین کو خوف زدہ کر رہے تھے۔

شک کا سایہ کچھ اور گہرا ہو گیا...... فادر ڈوسکی کا بلیک میلنگ کیس پہلے ہی موجود تھا۔ وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ ۳۵ ویں ترمیم کی منظوری سے پہلے ایف بی آئی کا یہ حال ہے تو ترمیم کی منظوری کے بعد کیا ہوگا۔ اسے اس بات پر بھی غصہ تھا کہ اٹارنی جنرل ہونے کے باوجود اسے معاملات سے بے خبر رکھا جا رہا ہے۔

اب اسے ٹی وی پروگرام کے لیے تیاری کرنا تھی۔ وہ کپڑے بدل کر فارغ ہوا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔ اس بار ڈپٹی اٹارنی جنرل ایڈ شیروڈ ایک اور کہانی سنا رہا تھا۔ ''کرس...... میں نے پنٹاگون والوں سے بات کی ہے...... تمہارے بتائے ہوئے پروجیکٹ کا نیوی سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ ایسا کوئی پروجیکٹ زیرِ تکمیل بھی نہیں ہے۔''

کرسٹوفر کو اپنی سماعت پر یقین نہیں آیا۔ ''کیا کہہ رہے ہو! تعمیراتی کمپنی کے فورمین نے خود مجھے...... خیر لعنت بھیجو۔ میں نے خود دیکھا ہے وہاں کچھ نہ کچھ بہر حال بن رہا ہے۔ شکریہ ایڈ۔''

ریسیور رکھنے کے بعد پہلی بار اس نے دل ہی دل میں اعتراف کیا کہ اس کے بیٹے کا دعویٰ درست ہو سکتا ہے۔ صرف یہی نہیں، اولن کیف، ٹوبی اور بار کر بھی ٹھیک ہی کہہ رہے ہوں گے۔

اسٹوڈیو میں جاتے ہوئے وہ انہی بھول بھلیوں میں کھویا رہا۔ آر دستاویز، جسے اس کے پیش رو نے مرتے وقت خطرناک بڑک قرار دیا تھا اور اسے بے نقاب کرنے کی استدعا کی تھی۔ کیلی فورنیا میں ہونے والے جرائم کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جا رہا تھا۔ ٹیول جھیل کے علاقے میں ایک عقوبتی کیمپ زیرِ تعمیر تھا۔ گزشتہ رات ایک فوٹوگرافر نے ایک ادا فروش عورت کے ساتھ اس کی تصویر کھینچنے کی کوشش کی تھی اور یہ بات سنی سنائی نہیں تھی۔ یہ تو اس پر گزری تھی...... آپ بیتی تھی اس کی۔

اب وہ اپنے گرد و پیش سے، گرد و پیش کے لوگوں سے، ۳۵ ویں ترمیم کے حامیوں سے اور خود ترمیم سے خوف محسوس کر رہا تھا...... خوف اور بے اعتباری۔ ایسے میں وہ ٹی وی پر قوم کے سامنے ۳۵ ویں ترمیم کی حمایت کیسے کر سکتا تھا۔ یہ تصور ہی اس کے لیے روح فرسا تھا۔ مگر اب واپسی کی گنجائش بھی تو نہیں تھی۔ وہ اسٹوڈیو پہنچ چکا تھا۔

☆☆☆☆☆

میک اپ کے مرحلے سے گزر کر وہ اسٹیج پر پہنچا جہاں اس کا مد مقابل ٹونی ہیرس پہلے ہی سے موجود تھا۔ وہ اب بھی سوچوں میں گھرا ہوا تھا۔ وہ یہاں اس بم کی حمایت کرنے آیا تھا جو بنیادی انسانی حقوق کے چیتھڑے اڑانے والا تھا۔ وہ صدر گلبرٹ اور ورنن تھامسن جیسے آزادی کے دشمنوں کا حلیف تھا۔

کیوں؟ کیسے؟ وہ اس مقام تک کیسے پہنچا؟ کیسے؟ لعنت ہو! ہر سوال کا جواب تو موجود تھا۔ وہ آگے ہی آگے جانے کی ہوس میں اس حال کو پہنچا تھا۔ کامیابی، کامرانی کی ہوس اس کی انگلی تھام کر اسے اس ذلت تک لے آئی تھی۔

اس نے ٹونی ہیرس کو دیکھ۔ وہ ٹونی سے پہلے کبھی نہیں ملا تھا لیکن تصویروں کے حوالے سے اسے پہچاننے میں دشواری نہیں ہوئی۔ ٹونی سے مل کر اسے اور مایوسی ہوئی۔ کاش وہ ولن ہوتا، لیکن وہ ولن نہیں تھا۔ اس کی شخصیت دل موہ لینے والی تھی۔ وہ خوش لباس، خوش گفتار اور خوش اطوار تھا، وہ تو ہیرو تھا۔

کرسٹوفر کا دل ڈوبنے لگا۔ اسے ولن کی ضرورت تھی، ایسے شخص کی ضرورت تھی جسے پہلی نظر میں دشمن سمجھا جا سکے۔ لیکن یہاں اگر کوئی دشمن، کوئی ولن تھا تو وہ خود تھا۔

''بالآخر آپ سے ملاقات ہو گئی مسٹر کولنس۔ اور مجھے خوشی ہوئی ہے آپ سے مل کر۔'' ٹونی ہیرس نے گرم جوشی سے کہا۔ ''آپ کا بیٹا جوش بہت اچھا لڑکا ہے۔ وہ آپ کے متعلق ہمیں بتاتا رہتا ہے۔''

''مجھے بھی خوشی ہوئی مسٹر ہیرس۔ جوش آپ کا تذکرہ بڑے احترام سے کرتا ہے۔'' کرسٹوفر نے مرے مرے لہجے میں کہا۔

''جنٹلمین۔'' کمپیئر نے مداخلت کی۔ ''وقت بہت کم ہے۔ دو منٹ بعد ہم آن ائیر ہوں گے۔ میں آپ کو تفصیل سمجھا دوں، کمرشلز کے لیے دو وقفے ہوں گے۔ میں سوال اٹھاؤں گا کہ کیا کیلی فورنیا اسمبلی کو ۳۵ ویں ترمیم منظور کر لینی چاہیے۔ یوں پروگرام کا آغاز ہوگا۔ میں ترمیم کا تعارف کراؤں گا۔ پھر مسٹر کولنس، کیمرا آپ کی طرف آئے گا۔ ہم ناظرین سے آپ کا مختصر تعارف کرائیں گے، پھر کیمرا مسٹر ہیرس کو فوکس کرے گا۔ ایف بی آئی کے سابق ایجنٹ، موجودہ وکیل اور بنیادی انسانی حقوق کے حوالے سے ان کا تعارف کرایا جائے گا۔ پھر میں آپ کو پکاروں گا مسٹر کولنس۔ ابتدائی بیان کے لیے آپ کے پاس دو منٹ ہوں گے، آپ کو یہ بتانا ہوگا کہ آپ ۳۵ ویں ترمیم کی حمایت کیوں کر رہے ہیں۔ پھر مسٹر ہیرس کو دو منٹ ملیں گے۔ اس کے بعد آپ کا مناظرہ شروع ہوگا۔ اب تیار رہیں۔ کیمرے کے اوپر سرخ بلب روشن ہوتے ہی سمجھ لیجیے گا کہ پروگرام شروع ہو چکا ہے۔ گڈ لک، جنٹلمین۔''

چند لمحے کے بعد کیمرے کے اوپر سرخ بلب روشن ہو گیا۔ کرسٹوفر کی طبیعت بگڑنے لگی۔ اس نے کمپیئر کا ابتدائی تعارف بھی پوری طرح نہیں سنا پھر اسے اپنا نام سنائی دیا۔ گویا اس کا تعارف کرایا جا رہا تھا۔ وہ سنبھل کر بیٹھ گیا۔ بڑی مشکل سے اس کے ہونٹوں پر مری مری سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر ہیرس کا نام پکارا گیا۔ تعارف کے دوران ٹونی ہیرس کے لبوں پر بڑی خوب صورت مسکراہٹ تھی۔

اس نے دوسری بار اپنا نام سنا۔ دشوار مرحلہ شروع ہو چکا تھا۔ اس نے مشینی انداز میں اسٹارٹ لیا۔ ''سول وار کے بعد سے اب تک ہمارے جمہوری اداروں کو ایسا خطرہ کبھی لاحق نہیں ہوا، جیسا ان دنوں ہے۔ ۱۹۷۵ء میں ہر ایک لاکھ امریکیوں میں سے دس قتل ہوئے تھے۔ آج یہ تعداد بائیس تک پہنچ گئی

ہے، ۳۵ ویں ترمیم کی گنجائش کا سبب جرائم کا اتنی تیزی سے بڑھتا ہوا رجحان ہے۔'' وہ دس سال پہلے کی صورت حال سے موازنہ کرتے ہوئے اعداد و شمار اگلتا رہا۔ یہاں تک کہ پندرہ سیکنڈ باقی ہیں، کا کارڈ اس کے سامنے آ گیا۔ اس نے سکون کا سانس لیتے ہوئے ابتدائی بیان مکمل کیا۔

اب ٹونی ہیرس بول رہا تھا۔ اس کا ہر جملہ ایک تازیانہ تھا، جو کرسٹوفر کو اندر ہی اندر سمٹنے پر مجبور کر رہا تھا۔ وہ کوشش کر رہا تھا کہ سماعت کے دروازے بند کر لے۔ اب صرف دو منٹ باقی تھے اور اس کے بعد دشوار ترین مرحلہ...... یعنی مباحثہ۔

''انسان گزشتہ اڑھائی ہزار سال سے آزادی کے لیے جدوجہد کر رہا ہے۔ ۳۵ ویں ترمیم منظور ہو جانے کی صورت میں امریکا میں راتوں رات اس جدوجہد کا خاتمہ ہو جائے گا۔ بنیادی حقوق غیر معینہ مدت کے لیے معطل ہو سکتے ہیں۔ ایف بی آئی کے ڈائریکٹر اور اس کی قومی سلامتی کمیٹی کا اس ملک پر راج......''

''غیر معینہ مدت نہیں، ہنگامی صورت حال میں صرف مختصر عرصے کے لیے۔'' کرسٹوفر نے مداخلت کی۔ ''زیادہ سے زیادہ چند ماہ کے لیے۔''

''۱۹۶۲ء میں انڈیا میں بھی یہی کہا گیا تھا۔'' ٹونی ہیرس نے جواب دیا۔ ''انہوں نے ایمرجنسی نافذ کی اور بنیادی حقوق معطل کر دیئے جو چھ سال معطل رہے۔ پھر ۱۹۷۵ء میں وہاں دوبارہ بنیادی حقوق معطل کیے گئے۔ کون گارنٹی دے سکتا ہے کہ یہاں بھی ایسا نہیں ہوگا۔ اور ہوگا تو شخصی آزادی سلب ہو کر رہ جائے گی۔ ہمارے پاس ثبوت ہے اس دعوے کا۔ امریکا میں پہلے بھی ایسا ہو چکا ہے اور نتائج تباہ کن......''

''کیا کہہ رہے ہیں مسٹر ہیرس۔'' کمپیئر نے ٹونی ہیرس کو ٹوکا۔ ''آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ امریکا کی تاریخ میں اس سے پہلے بھی بنیادی حقوق معطل ہو چکے ہیں؟''

''جی ہاں...... مگر غیر سرکاری طور پر۔ آپ اسے معطل کیا جانا کہیں یا نظر انداز کیا جانا، بات ایک ہی ہے۔ ایسا کئی بار ہو چکا ہے اور ہر بار قومی سطح پر نقصان دہ ثابت ہوا ہے۔''

''ایسا کب ہوا ہے؟ وضاحت کریں گے آپ؟'' کمپیئر نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ ۱۷۹۸ء میں انقلاب فرانس پر امریکا کو خدشہ لاحق ہوا تھا کہ فرانسیسی انتہا پسند یہاں گھس آئیں گے اور حکومت کا تختہ الٹ دیں گے۔ ہسٹریا کی اس کیفیت میں کانگریس نے بنیادی حقوق کو نظر انداز کرتے ہوئے کچھ قانون پاس کیے۔ ان قوانین کے تحت سیکڑوں افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ جن ایڈیٹروں نے اس کے خلاف اداریئے لکھے، انہیں جیل میں ٹھونس دیا گیا۔ صدر جون آدم کے خلاف بولنے والے عام لوگوں کا بھی یہی حشر ہوا۔ تھامس جیفرسن نے اس دیوانگی کے خلاف مہم چلائی اور لوگوں نے صرف اسی بنیاد پر جیفرسن کو ملک کا آئندہ صدر منتخب کیا۔''

''اس کے علاوہ سول وار کے دوران لوگوں کو کھلی عدالت میں مقدمے کے حق سے محروم کر کے فوجی عدالتوں میں ان پر مقدمے چلائے گئے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد اٹارنی جنرل نے سرخ خطرے، کے نام پر بغیر وارنٹ کے گرفتاریوں کا سلسلہ عام کیا۔ ساڑھے تین ہزار افراد گرفتار کیے گئے اور سات سو افراد کو ملک بدر کر دیا گیا۔ چیف جسٹس چارلس ہیوز نے اس طرزِ عمل کو بدترین اور آمرانہ قرار دیا تھا، دوسری جنگِ عظیم میں ان امریکی شہریوں کو جن کے آباؤ اجداد جاپانی تھے، نہ صرف جائیدادوں سے محروم کیا گیا بلکہ عقوبتی کیمپوں میں سڑایا گیا۔ پھر ۱۹۵۴ء میں سینیٹر جوزف میکارتھی نے اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے ۲۰۵ ملازمین کو کمیونسٹ پارٹی کا ممبر قرار دے کر 'سرخ خطرے' کا پرچار کیا۔ میکارتھی وہ بدبخت شخص تھا، جس نے اختلاف کرنے والے معصوم امریکیوں کو غدار قرار دیا۔ آخر میں وہ خود فوجی عدالت ہی کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچا۔''

''تازہ مثال ۱۹۶۹ء کی ہے، جب صدر نکسن اور اٹارنی جنرل جان مچل نے کرائم کنٹرول ایکٹ کے ذریعے بنیادی حقوق کو معطل کیا۔ اس ایکٹ کے تحت شخصی آزادی کو دھچکا پہنچا۔ ملزمان کو بغیر وارنٹ کے ان کے گھروں میں گھس کر گرفتار کیا گیا۔ سیاسی مخالفین اور عوام کی نجی گفتگو ٹیپ کی گئی......''

''لیکن جمہوریت پھر بھی زندہ رہی۔'' کرسٹوفر نے کہا۔

''جی ہاں مسٹر کولنس، لیکن جمہوریت ایسے مزید حملے نہیں جھیل سکے گی۔ ایک مفکر نے کہا تھا...... پابندی آزادی سے زیادہ منظم ہوتی ہے۔ میں نے جو خوفناک مثالیں دی ہیں، ان میں بنیادی حقوق کی قرارداد مکمل طور پر غیر مؤثر نہیں ہوئی تھی۔ جبکہ ۳۵ ویں ترمیم کے نتیجے میں قرارداد پوری طرح معطل ہو جائے گی۔ مسٹر کولنس، ہمارا آئین اور بنیادی حقوق کی قرارداد دنیا میں طویل ترین عرصے تک زندہ رہنے والی دستاویز ہیں۔ ہمیں انہیں اپنے ہاتھوں سے تباہ نہیں کرنا چاہیے۔''

''مسٹر ہیرس، آپ آئین کا تذکرہ ایسے کر رہے ہیں، جیسے وہ پتھر پر نقش ہو...... غیر لچک دار ہو۔ مسٹر ہیرس، آئین کوئی آسمانی دستاویز نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ آئین کی ہیئت تبدیل ہوتی رہی ہے......''

''بات یہ نہیں ہے......''

اس بار کمپیئر وان برگ نے مداخلت کی۔ ''حضرات...... ایک سیکنڈ، میں چاہتا ہوں کہ مسٹر اٹارنی جنرل اپنی بات پوری کر لیں۔''

''میں یہ کہہ رہا تھا کہ آئین اور بنیادی حقوق کی قرارداد کے کئی پہلو ہیں۔ میں یہ ثابت کر رہا ہوں کہ آئین میں ترمیم کا مطلب یہ نہیں کہ آئین تبدیل کیا جا رہا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ آئین میں ترمیمات ہوتی رہی ہیں لیکن آئین آج بھی موجود ہے۔ ترمیم کا لفظ لاطینی زبان سے مستعار لیا گیا ہے، جس کا مطلب ہے درستی۔ آئین میں ترمیم کا مطلب ہے اسے بہتر کرنا۔ امریکا کا تحریری دستور ۱۷۸۷ء

میں لکھا گیا، جس کے تحت تیرہ ریاستیں ایک پرچم تلے متحد ہوئیں۔ یہ بھی سن لیں کہ جس صدارت کو آپ اس قدر مقدس سمجھتے ہیں، اجلاس کے شرکاء کی اس کے بارے میں کیا کیا آراء تھیں۔ ہملٹن تاحیات صدر منتخب کرنے کے حق میں تھا۔ ایڈمنڈ اور جارج مین کا خیال تھا کہ تین ارکان پر مشتمل صدارتی کونسل تشکیل دی جائے جبکہ بنجامن فرینکلن حکمران کونسل کے حق میں تھے۔ اس نکتے پر کہ صدر کے انتخاب کا حق کانگریس کو ملنا چاہیے، پانچ بار رائے شماری ہوئی۔ ورجینیا کے وفد نے ایک سربراہ کا تصور پیش کیا۔ ایڈمنڈ نے اسے آمریت کا آغاز قرار دیا تھا۔'' کرسٹوفر نے کمپیئر کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

''میں مزید بول سکتا ہوں؟'' اس نے کمپیئر سے پوچھا۔ کمپیئر کے سر کی تائیدی جنبش کے بعد اس نے اپنی بات جاری رکھی۔ ''بہت سے لوگ سینٹ کو بھی مقدس ادارہ سمجھتے ہیں، حالانکہ پہلے کنونشن میں اس پر بھی خوب بحث ہوئی تھی۔ کچھ اراکین اس بات کے حق میں تھے کہ سینیٹرز کو دستور ساز اسمبلی کے ممبر منتخب کریں۔ ہملٹن، سینیٹرز کی تاحیات رکنیت کے حق میں تھا۔ میڈیسن نے سینیٹرز کی رکنیت کے لیے نو سالہ مدت تجویز کی تھی۔ جب یہ طے پایا کہ سینیٹر کا انتخاب عوام کریں گے تو کچھ شرکاء کا کہنا تھا کہ یہ حق صرف مضبوط مالی اور اقتصادی پوزیشن رکھنے والوں کو دیا جائے۔ جون جے نے کہا تھا...... جو لوگ ملک کے مالک ہیں، ملک پر حکومت بھی انہی کو کرنا چاہیے۔ ان مباحث کے بعد سینیٹ کی موجودہ ہیئت تسلیم کی گئی۔ یہ طے پایا کہ سینیٹر کے عہدے کے لیے مدت چھ سال ہوگی۔ ۱۹۱۳ء میں ۱۷ویں ترمیم کے ذریعے یہ مدت تبدیل کی گئی۔ جہاں تک بنیادی حقوق کی قرارداد کا تعلق ہے، دستور کے ضبطِ تحریر میں آنے کے بعد تک اس کا تصور بھی نہیں تھا۔ دستور تخلیق کرنے والوں کے نزدیک دستور خود بنیادی انسانی حقوق کی ضمانت تھا۔ میں ان لوگوں کو امریکا کے ذہین ترین لوگوں میں شمار کرتا ہوں اور میں دہراؤں گا کہ ان لوگوں کے نزدیک بنیادی انسانی حقوق کی قرارداد غیر ضروری تھی، اسی لیے انہوں نے اسے جزوِ آئین نہیں کیا۔ اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ۳۵ ویں ترمیم کو آئین شکن کیوں قرار دیا جا رہا ہے جبکہ اس کا مقصد ملک کو بڑھتی ہوئی لاقانونیت سے بچانا ہے۔ بنیادی حقوق محض وقتی طور پر معطل ہوں گے۔''

''مسٹر ہیرس...... اب آپ کی باری ہے۔'' کمپیئر نے ٹونی ہیرس سے کہا۔

''مسٹر کولنس، آپ خواہ کچھ بھی کہیں، اب بنیادی حقوق کی قرارداد آئین کا حصہ ہے۔'' ٹونی ہیرس نے کہا۔ ''یہ قرارداد اس قوم کو ملی کیسے؟ یہ آپ نے دانستہ نہیں بتایا۔ لوگوں کی خواہش کی بناء پر یہ قرارداد تشکیل دی گئی۔ ریاستیں چاہتی تھیں کہ افراد کے حقوق اور ریاستوں کے حقوق الگ الگ وضاحت سے بیان کیے جائیں۔ اس سلسلے میں بیس ترامیم تجویز کی گئی تھیں۔ ان میں سے پہلی دس منظور کر لی گئیں۔ یہ ۱۷۹۱ء کی بات ہے۔''

''آپ یہ کیوں نہیں بتاتے کہ ان ترامیم پر تمام ریاستیں متفق نہیں تھیں۔'' کرسٹوفر نے اعتراض کیا۔ ''تیرہ میں سے تین ریاستوں نے انہیں مسترد کر دیا تھا۔ درحقیقت انہوں نے ۱۹۳۹ء سے پہلے انہیں قبول نہیں کیا۔ یعنی ڈیڑھ سو سال بعد قبول کیا۔''

''اہم تر بات یہ ہے کہ بنیادی حقوق کی قرارداد ابتداء ہی سے آئین میں شامل تھی۔ اس کے تحت لوگوں کو تین بنیادی آزادیوں کی ضمانت دی گئی تھی۔ مذہب کی آزادی، تقریر کی آزادی اور الزام عائد ہونے پر عدالت میں مقدمے کا حق۔ تھامس جیفرسن نے اسے دنیا بھر میں کسی بھی حکومت کے مقابلے میں عوام کا واحد دفاع قرار دیا تھا۔ آج تھامس جیفرسن موجود ہوتا تو یقیناً ۳۵ ویں ترمیم کی مخالفت کرتا، جیسے میں کر رہا ہوں...... اور اس لیے کر رہا ہوں کہ یہ ترمیم تہذیب کو، بنیادی انسانی حقوق کو نگل جائے گی۔''

اب کرسٹوفر خود کو گھبرایا ہوا اور بے بس سمجھ رہا تھا۔ تاہم اُس نے مدافعت جاری رکھنے کی کوشش کی۔

''مسٹر ہیرس، میں جمہوریت کے تحفظ کے لیے ۳۵ ویں ترمیم کی حمایت کر رہا ہوں۔'' اُس نے تپیدہ لہجے میں کہا۔ ''ہمارے ملک میں جُرم اور انارکی کا طاعون جس رفتار سے پھیل رہا ہے، وہ جمہوریت کو نگلنے میں بلکہ ملک کو ختم کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگائے گا۔ یہی حال رہا تو چند برس میں جمہوریت تو کُجا، ملک ہی نہیں رہے گا۔ تب آپ بنیادی حقوق دیں گے کسے؟''

''مجھے اس ملک کی بہ نسبت جس میں آزادی نہ ہو، ملک سے یکسر محروم ہونا قبول ہوگا۔'' ٹونی ہیرس کا لہجہ سرد تھا۔ ''لیکن آپ کا مفروضہ غلط ہے۔ ہر وہ جگہ ملک کہلاتی ہے، جہاں آزاد لوگ رہتے ہوں، جہاں غلامی نہ ہو، جرائم پر قابو پانے کے لیے بہتر طریقے موجود ہیں۔ یہ کوئی بات نہیں کہ اس کے لیے ملک کو آمریّت کے حوالے کر دیا جائے۔ اس کے لیے ہمیں عوام کی زندگی کی تمام ضرریات بشمول انصاف اور مساوات فراہم کرنا چاہئیں۔''

''مسٹر ہیرس، میں بھی ان تمام باتوں پر یقین رکھتا ہوں۔ لیکن ہمیں پہلے خون ریزی کو روکنا ہوگا۔ اس کے بعد حالتِ امن میں ہم دیگر امور کی طرف توجہ دے سکیں گے۔''

ٹونی ہیرس نے نفی میں سر ہلایا۔ ''بنیادی حقوق چھن جانے کے بعد کوئی کچھ نہیں کر سکے گا۔ پھر جبری بھرتی کو کوئی نہیں روک سکے گا۔ طلباء کو تعلیم سے فارغ ہوتے ہی کسی بھی انڈسٹری میں ٹھونسا جا سکے گا۔ کسی بھی شخص کو بغیر کسی وجہ سے قید کیا جا سکے گا......''

ٹونی ہیرس کہتا جا رہا تھا اور کرسٹوفر اپنی کُرسی میں دھنستا، اپنے آپ میں سمٹتا جا رہا تھا۔ اُس نے جس جنگ کے لیے خود کو تیار کیا تھا، اب اُس میں اس کی قوت نہیں رہی تھی۔ اب تو وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اُسے یہاں موجود نہیں ہونا چاہیے۔ اُس کا یہاں کوئی کام نہیں تھا۔ وہ ظلم اور زیادتی کا حلیف کیسے ہو سکتا تھا۔ لیکن اُس کے آگے ہی آگے ہی بڑھنے کی ہوس اُسے یہاں تک لے آئی تھی۔

وہ خاموشی سے سنتا رہا۔ دو ایک بار اُس نے نیم دلی سے ترمیم کے دفاع کے لیے مداخلت کی۔ اب وہ محض اپنا فرض نبھا رہا تھا۔ وقت رینگ رینگ کر بڑھتا رہا۔ بالآخر تیس منٹ پورے ہوئے۔ عرصۂ عذاب ختم ہوا۔ اُس نے سکون کا سانس لیا۔ اب خوش گپیوں کا وقت تھا۔ لیکن اُس کے پاس مہلت نہیں

تھی۔ اُس نے ہیرس اور وان برک سے معذرت کی اور ٹوائلٹ کی طرف لپکا۔

مُنہ ہاتھ دھو کر اس نے خود کو آئینے میں دیکھا۔ پہلی بار اُسے احساس ہوا کہ وہ تو بنیادی حقوق کی بقاء کے حق میں ہے۔

☆☆☆☆☆

ایک گھنٹے بعد وہ اپنا لائحہِ عمل طے کر چکا تھا۔ وہ جو کچھ کرنا چاہتا تھا، سبھی کچھ اُس کے بس میں نہیں تھا۔ تاہم وہ اپنی مرضی سے آغاز تو کر ہی سکتا تھا۔

اپنے باڈی گارڈز کے جلو میں اخباری نمائندوں اور فوٹو گرافروں سے بچتا بچاتا وہ پلازا ہوٹل کی لابی میں داخل ہوا، جہاں امریکن بار ایسوسی ایشن کا کنونشن ہو رہا تھا۔ شرکاء کی بہت بڑی تعداد دیکھ کر وہ دہل کر رہ گیا۔ اپنی تقریر کی فائل بائیں ہاتھ میں لیے وہ جگمگاتے ہوئے اسٹیج پر پہنچا۔ ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ یہ بات حیران کُن تھی۔ کیونکہ ابھی وہ عوامی سطح پر مقبولیت کے اس درجے تک نہیں پہنچا تھا۔ اُس نے مہمان خصوصی چیف جسٹس ہاورڈ سے ہاتھ ملایا۔ ہاورڈ لڑکپن ہی سے اُس کا آئیڈیل رہا تھا۔ سفید بالوں، مضبوط جبڑوں اور چمک دار آنکھوں والا وہ شخص دیانت اور انصاف کی علامت کی حیثیت رکھتا تھا۔ اُس کی عمر ۷۰ سے تجاوز کر چکی تھی۔ مگر اُس کی شخصیت بے حد پُر وقار تھی۔

کرسٹوفر کے لیے اگلا مرحلہ دشوار تھا۔ اس کی ہاورڈ سے گہری شناسائی نہیں تھی۔ وہ ایسی ہی تقریبات میں صرف دو تین بار چیف جسٹس سے ملا تھا۔ ان کے درمیان کبھی زیادہ گفتگو نہیں ہوئی تھی۔ امریکن بار ایسوسی ایشن کا صدر اسٹیج پر آ چکا تھا۔ گویا تقریب شروع ہونے والی تھی۔ کرسٹوفر کو جو کچھ کرنا تھا، سرعت سے کرنا تھا۔ اس نے جسٹس ہاورڈ کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

''مسٹر چیف جسٹس، میں آپ سے تنہائی میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے پانچ منٹ دے سکیں گے آپ؟'' اُس نے کہا۔

''ضرور مسٹر کولنس، تیسری منزل پر ہمارا کمرہ ہے۔ میری بیوی کو شاپنگ کے لیے جانا ہے۔ یُوں ہمیں تنہائی میسّر ہوگی۔'' ہاورڈ نے جواب دیا۔

کرسٹوفر کچھ مطمئن ہو گیا۔ ایسوسی ایشن کا صدر اُس کا تعارف کرا رہا تھا۔ وہ بے دھیانی سے سنتا رہا۔ وہ ۳۵ ویں ترمیم کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ سوچتے سوچتے وہ پھر ڈپریشن کا شکار ہونے لگا۔ اُس نے اپنی تقریر نکالی اور اُس کی کانٹ چھانٹ میں مصروف ہو گیا۔ وہ ۳۵ ویں ترمیم کی حمایت کے تُند جملے کاٹ رہا تھا۔ اب وہ تقریر خود اُس کے لیے قابلِ قبول نہیں رہی تھی۔ اُس نے تقریر کو بڑی بے دردی سے کاٹا۔ اس سے زیادہ وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

بالآخر تقریر کیلئے اس کا نام پکارا گیا۔ تالیوں کی گونج میں وہ اُٹھا اور پوڈیم کی طرف بڑھ گیا......

دو گھنٹے بعد وہ چیف جسٹس ہاورڈ کے سوئٹ میں بیٹھا تھا۔ ہاورڈ کی شاندار تقریر اب بھی اس کی سماعت میں گونج رہی تھی۔

''میں تمہید میں وقت ضائع نہیں کروں گا مسٹر چیف جسٹس۔'' اُس نے اسٹارٹ لیا۔ ''میں ۳۵ ویں ترمیم کے متعلق آپ کا زاویۂ نظر جاننا چاہتا ہوں۔ آپ کی کیا رائے ہے، اس سلسلے میں؟''

ہاورڈ پاؤچ میں تمبا کو بھرتا رہا۔ پھر اُس نے پوچھا۔ ''یہ سوال تم ذاتی طور پر کر رہے ہو یا اٹارنی جنرل کی حیثیت سے؟''

''یہ میرا ذاتی تجسس ہے۔ اس سلسلے میں کسی نے مجھے ہدایت نہیں دی ہے۔''

''اوہ......''

''آپ کا نکتۂ نظر میرے لیے بے حد اہم ہے۔ آپ میرے لیے بے حد محترم ہیں اور یہ متنازعہ ترمیم بے حد دُور رس نتائج کی حامل ثابت ہو سکتی ہے۔''

ہاورڈ نے اپنا پائپ سُلگایا اور گہری سانس لے کر بولا۔ ''تم اندازہ لگا سکتے ہو۔ میں اس ترمیم کا مخالف ہوں۔ میں اسے تباہ کُن سمجھتا ہوں۔ یہ ترمیم ہماری جمہوریت کا خاتمہ کر کے اسے آمریّت میں بدل سکتی ہے۔ جرائم کا بڑھتا ہوا رجحان اپنی جگہ...... لیکن آزادی سلب کر لینا اس مسئلے کا حل نہیں ہے۔ اس سے امن و امان بحال ہو سکتا ہے لیکن امن و امان تو قوت کے ذریعے بھی بحال ہو سکتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ غربت جرم کی ماں ہے۔ غربت کا خاتمہ کر دو، جرم خود بخود ختم ہو جائے گا۔ میں بین فرینکلن کی اس بات سے متفق ہوں کہ آزادی کے بدلے تحفظ خریدنے والوں کو نہ تحفظ ملتا ہے، نہ آزادی۔ وہ دونوں میں سے کسی چیز کے مستحق نہیں ہوتے۔ ۳۵ ویں ترمیم تحفظ فراہم کر سکتی ہے لیکن شخصی آزادی کے عوض میرے نزدیک یہ مہنگا سودا ہے۔ میں اس کا مخالف ہوں۔

''تو آپ کھل کر یہ سب کچھ کیوں نہیں کہتے؟ عوام کو یہ سب کچھ کیوں نہیں بتاتے؟''

ہاورڈ نے پائپ کا طویل کش لیا اور کرسٹوفر کو بغور دیکھا۔ ''تم اٹارنی جنرل ہو۔ تم اس ترمیم کی مخالفت کیوں نہیں کرتے۔'' اُس نے جوابی سوال کیا۔

''اس لیے کہ اس کے بعد میں اٹارنی جنرل نہیں رہوں گا۔ کرسٹوفر نے سادگی سے کہا۔

''تو تمہارے لیے اس بات کی بہت اہمیت ہے کہ تمہارا عہدہ برقرار رہے؟''

جی ہاں، کیوں کہ میں اس عہدے پر رہتے ہوئے بہت سے مثبت کام کر سکتا ہوں۔'' کرسٹوفر کے لہجے میں سچائی تھی۔ ''اور پھر میری بات میں اتنا اثر نہیں آ سکتا جتنا آپ کی بات میں ہوگا۔ میرے عہدے سے ہٹ کر میری کوئی حیثیت نہیں، جبکہ مقبولیت کے تازہ ترین سروے میں آپ کو ۸۷ فی صد ووٹ ملے تھے۔ لوگ اور اسمبلی کے اراکین آپ کی بات نظر انداز نہیں کر سکتے۔''

''ایک منٹ، مسٹر کولنس، تم نے مجھے اُلجھا دیا۔'' ہاورڈ نے کہا۔ ''میں نے تمہارے سوال کے جواب میں سوال کیا تھا اور میرا خیال تھا، تم کہو گے کہ تم ترمیم کو اچھا سمجھتے ہو۔ لیکن تمہارا جواب ثابت کرتا ہے کہ تم میرے ہم خیال ہو۔ میرے لیے یہ بات حیران کُن ہے۔''

'' جو تقریر میں نے آج کی، پہلے کی لکھی ہوئی تھی۔'' کرسٹوفر نے وضاحت کی۔ '' لیکن بعد میں مَیں ترمیم کی طرف سے مشکوک ہوتا گیا۔ ترمیم کا غلط استعمال بھی ہو سکتا ہے۔ اب مَیں ترمیم کا مزید دفاع کرنے پر مستعفی ہونے کو ترجیح دوں گا۔ لیکن میں اپنا عہدہ برقرار رکھنا چاہتا ہوں۔ اٹارنی جنرل کی حیثیت سے میرے کچھ کام تشنۂ تکمیل ہیں۔ میں ترمیم کی کھل کر مخالفت کرنے سے پہلے انہیں نمٹانا چاہتا ہوں۔ اِدھر وقت بہت کم ہے۔ اسی لیے میں آپ سے درخواست کر رہا ہوں۔ آپ اس ترمیم کو فنا کر سکتے ہیں۔''

'' ترمیم میری مداخلت کے بغیر بھی فنا ہو سکتی ہے۔''

'' مجھے اس میں شک ہے۔ رائے عامہ کا تجزیہ کچھ اور ہی کہہ رہا ہے۔''

'' ٹھیک ہے۔ اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں اس ترمیم کی کھل کر مخالفت کیوں نہیں کر سکتا۔ شاید تمہیں علم نہیں کہ ڈیڑھ سال پہلے عدالتوں نے ججوں نے ایک اخلاقی ضابطے پر اتفاق کیا تھا۔ اُس کے تحت ہم کسی بھی ایسے معاملے پر زبانی یا تحریری طور پر اظہارِ خیال نہیں کر سکتے، جو کسی دِن عدالت میں بھی پیش ہو سکتا ہے۔ ترمیم ایسا ہی معاملہ ہے۔ لہٰذا میں چیف جسٹس ہوتے ہوئے اس پر کھل کر رائے نہیں دے سکتا۔ مَیں اس اخلاقی ضابطے کا پابند ہوں۔''

'' اوہ...... تو یہ بات ہے۔'' کرسٹوفر کے لہجے میں مایوسی تھی۔ '' تو آپ لوگوں تک کسی بھی طرح اپنی رائے نہیں پہنچا سکتے؟''

'' ہاں، لیکن ایک صورت ہے۔ میں استعفا دے کر ترمیم کی مخالفت کر سکتا ہوں۔ لیکن موجودہ حالات میں یہ انتہائی قدم اُٹھانا میرے لیے ناممکن ہے۔''

'' لیکن آپ یہ تو سوچیں کہ مستقبل میں کیا حالات ہوں گے۔''

ہاورڈ کچھ دیر سوچتا رہا۔ '' تم ٹھیک کہتے ہو۔'' بالآخر اُس نے کہا۔ '' لیکن پہلے یہ تسلیم کرنے کی ٹھوس وجوہات تو ہوں کہ ۳۵ ویں ترمیم ملک و قوم کے تباہ کُن ثابت ہو سکتی ہے۔ اس صورت میں مَیں عہدہ چھوڑ کر ترمیم کے خلاف جنگ میں شامل ہو جاؤں گا لیکن محض خدشوں کی بنیاد پر تو......''

کرسٹوفر کو اچانک ہی آر دستاویز یاد آ گئی...... اور اس کے ساتھ ہی کرنل بیکسٹر کی وارننگ۔

'' جناب...... آپ نے کبھی آر دستاویز کے متعلق سُنا ہے؟'' اس نے پوچھا۔

'' نہیں...... کبھی نہیں سُنا۔ یہ کیا چیز ہے؟''

'' یہ تو مجھے علم نہیں۔'' کرسٹوفر نے کہا اور کرنل بیکسٹر کی موت سے پادری کے تعاون تک ہر بات دُہرا دی۔ '' کرنل نے اُسے خطرناک قرار دیا تھا۔ عین ممکن ہے، یہ دستاویز ۳۵ ویں ترمیم کا اصل روپ سامنے لاتی ہو، جو عام نظروں سے اوجھل ہے۔''

'' ممکن ہے۔''

'' اگر میں نے آر دستاویز ڈھونڈ لی اور اُس سے ملک و قوم کو درپیش خطرے کی نشان دہی ہوئی، تب

تو آپ خاموش تماشائی نہیں رہیں گے نا؟''

'' ہاں۔ لیکن دلیل معقول ہونا چاہیے، ثبوت کے ساتھ۔'' چیف جسٹس نے محتاط لہجے میں کہا۔

'' معقول بات ہے۔'' کرسٹوفر اٹھ کھڑا ہوا۔ '' اب میں آر دستاویز کی جستجو کروں گا اور جیسے ہی کوئی اہم بات سامنے آئی، سب سے پہلے آپ کو مطلع کروں گا۔''

جسٹس ہاورڈ بھی اُٹھ کھڑا ہوا۔ '' میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا۔ تم ٹھوس ثبوت فراہم کرنے میں کامیاب ہو گئے تو میں فوری طور پر فیصلہ اور عمل کر سکوں گا۔''

کرسٹوفر چیف جسٹس کے سوئٹ سے نکلا تو اس کا ذہن پہلے کی نسبت صاف ہو چکا تھا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اب ۳۵ ویں ترمیم کے متعلق اپنی کیفیات اور محسوسات کو پوری طرح سمجھ چکا تھا۔ اب اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ترمیم کو شکست دینے کے لیے اُس کا ایک حلیف بھی موجود ہے۔ بات صرف آر دستاویز کے مل جانے کی تھی۔ اسے وہ گمشدہ کڑی تلاش کرنا تھی۔

اب اُسے واشنگٹن جانا تھا۔ اگلے ہفتے اُسے لوئس برگ جیل میں کسی سے ملنے جانا تھا۔

☆☆☆☆☆

اگلی صبح ایڈگر ہوور بلڈنگ میں مقفل دروازے کے پیچھے ورنن تھامسن اور ہیری ایڈورڈ ٹیپ ریکارڈر سامنے رکھے ریکارڈ ڈ گفتگو سن رہے تھے۔ پندرہ منٹ تک وہ خاموش بیٹھے صرف سنتے رہے۔ آر دستاویز کے تذکرے پر تھامسن کے چہرے پر رنگ سا لہرا گیا۔ پھر اُنہوں نے جسٹس ہاورڈ کو کرسٹوفر سے وعدہ کرتے سُنا......

'' ذلیل، خبیث، ملعون......!'' تھامسن غرایا۔ '' ہیری، ٹیپ آف کر دو۔''

ہیری نے ٹیپ ریکارڈر آف کر دیا۔ پھر وہ اپنے باس کو بے چینی سے چہل قدمی کرتے دیکھتا رہا۔ تھامسن نے اپنی ہتھیلی پر گھونسا مارتے ہوئے کہا۔ '' خبیث، مردود، تھڑدِلا، غدار۔ ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن ہم اُسے بہت تیزی سے راستے سے ہٹا دیں گے۔ البتہ مجھے اس ہاورڈ کی طرف سے فکر ہے۔ وہ کمیونسٹ اگر کیلی فورنیا میں ۳۵ ویں ترمیم کے خلاف بولنے پر اُتر آیا تو ہمارے لیے بڑی مشکلات پیدا ہوں گی۔''

'' چیف، بغیر کسی ٹھوس ثبوت کے وہ ایسا نہیں کرے گا۔ اس نے خود بھی یہی بات کی ہے۔'' ہیری نے اُسے دلاسا دیا۔

'' مجھے اس پر اعتبار نہیں۔ میں کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ میں ان دونوں کو میدان میں اُترنے سے پہلے شکست دینا چاہتا ہوں۔''

'' کرسٹوفر آسان ہدف ہے۔ آپ یہ ٹیپ صدر صاحب کے پاس لے جائیں۔ وہ ایک منٹ میں اٹارنی جنرل صاحب کی چھٹی کر دیں گے۔'' ہیری نے کہا۔

تھامسن نے ہاتھ اُٹھاتے ہوئے کہا۔ ''نہیں ہیری، تمہارے آدمیوں نے لاس اینجلز میں شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ ٹیپ بے حد قیمتی ہے۔ لیکن میں یہ طریقِ کار صدر صاحب کے سامنے لانا نہیں چاہتا۔ صدر کو ہم پر اعتماد ہے۔ انہوں نے ہمیں اختیارات بھی دے رکھے ہیں۔ لیکن وہ خود کو بہت زیادہ ملوث نہیں کرنا چاہتے۔ ہمیں اٹارنی جنرل اور چیف جسٹس سے اپنے طور پر نمٹنا ہوگا۔''

''اس سلسلے میں کوئی آئیڈیا چیف؟'' ہیری نے پوچھا۔

تھامسن نے اثبات میں سر ہلایا۔ ''ہاں...... ہیں تو سہی کچھ آئیڈیے۔ کرسٹوفر کا طرزِ عمل بتاتا ہے کہ وہ اَب رُکے گا نہیں۔ لیکن مجھے اُمید ہے کہ وہ حاصل کچھ بھی نہیں کر سکے گا۔ بہرطور کرسٹوفر اور ہاورڈ دونوں ہی ملک کے لیے خطرناک ہیں۔ یہ اچھا ہے کہ ہم اُن کے عزائم سے قبل از وقت آگاہ ہو گئے ہیں۔ ہم تیاری کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم ہتھیار صرف اُس وقت اٹھائیں گے، جب ایسا کرنا ناگزیر ہو جائے۔''

''میں متفق ہوں چیف۔''

''ہمیں اٹارنی جنرل کرسٹوفر کولنس سے آغاز کرنا چاہیے۔ اُس کا ماضی کھود ڈالو۔''

''لیکن جناب، ہم اس کی تقرری کے وقت پوری طرح چھان بین کر چکے ہیں۔''

تھامسن نے ہاتھ لہراتے ہوئے کہا۔ ''وہ تو سرسری تفتیش تھی۔ میں تفصیلی چھان بین کی بات کر رہا ہوں۔ اس کام پر اپنے بہترین آدمی لگا دو۔ کرسٹوفر کی زندگی کا کوئی پہلو اوجھل نہیں رہنا چاہیے۔ تفتیش صرف اُس کی ذات تک محدود نہ رہے۔ اُس کے شناساؤں تک کے بارے میں چھان بین کراؤ۔ اس کی بیوی......اور بیوی کے رشتے داروں کو بھی چیک کرو۔ کہیں نہ کہیں، کچھ نہ کچھ ملے گا ضرور۔''

ہیری اب اٹین شن کھڑا تھا۔ ''آپ سمجھیں چیف، کہ یہ کام ہو چکا۔''

''میں یہ کام ایک ہفتے کے اندر اندر مکمل دیکھنا چاہتا ہوں۔''

''ایک ہفتے میں ہو جائے گا جناب۔''

''اس کے بعد ہاورڈ پر توجہ دینا چیکنگ تو اُس کی بھی ہو چکی ہوگی۔ لیکن تفصیلی چیکنگ ضروری ہے۔

''جی ہاں، پچھلی چیکنگ تو پندرہ برس پہلے ہوئی تھی۔''

''اور یاد رکھنا، کیلی فورنیا میں کرسٹوفر ہمیں تھوڑا بہت نقصان پہنچا سکتا ہے لیکن ہاورڈ زیادہ خطرناک ہے۔ وہ ہمیں مکمل طور پر تباہ و برباد کر سکتا ہے۔ میں اس کے لیے تیار رہنا چاہتا ہوں۔''

ہیری آگے کو جُھک آیا۔ ''چیف، ایک بات مَیں بھی بتانا چاہتا ہوں۔ ہمیں ہاورڈ کے خلاف کچھ مواد مل گیا تو بھی ہم اُسے ۳۵ ویں ترمیم کی کھلم کھلا مخالفت سے نہیں روک سکیں گے۔''

''لیکن اِس طرح لوگوں میں اُس کا اعتبار تو کم ہو سکتا ہے۔''

''ممکن ہے۔ لیکن آپ رائے عامہ کے نتائج بھی سامنے رکھیں۔ لوگ اس کی پرستش کرتے ہیں۔''

''میں جانتا ہوں، بہرحال تم اُس کے بارے میں سب کچھ معلوم کر کے رکھو۔'' تھامسن نے کہا اور چند لمحے کسی گہری سوچ میں ڈوبا رہا۔ ''تم ٹھیک کہہ رہے ہو ہیری۔ کرسٹوفر کو آسانی سے مجروح کیا جا سکتا ہے، لیکن ہاورڈ کا معاملہ مختلف ہے۔ ہم اُسے اُس کی کسی بھی کمزوری کے حوالے سے نہیں روک سکتے۔ اگر اُس نے استعفا دے دیا اور ترمیم کی مخالفت پر اُتر آیا تو ہمیں آخری حد تک جانے پر مجبور ہونا ہوگا۔ پھر یا تو وہ رہے گا یا ہم۔ ایک خیال آیا ہے اس سلسلے میں...... لیکن بہت سوچ بچار کی ضرورت ہے اور اس کے لیے تگڑی رقم کی ضرورت بھی پڑے گی......''

''رقم تو صدارتی فنڈ سے بھی......'' ہیری نے کہنا چاہا۔

''نہیں۔'' تھامسن نے اُس کی بات کاٹ دی۔ ''میں نے کہا نا، مَیں صدر کو ان معاملات میں ملوّث نہیں کرنا چاہتا۔ یہ ہمارا کام ہے، بیج ہم بوئیں گے، فصل صدر صاحب کاٹ سکتے ہیں۔ ہمیں رقم اس طرح حاصل کرنا ہوگی کہ اس سلسلے میں کھوج کرنے والے ہم تک کسی بھی طرح نہ پہنچ سکیں۔'' پھر اچانک اُس نے اپنی ہتھیلی پر گھونسا مارا۔ ''خدا کی قسم...... یہ بنی ہے نا بات۔'' اُس نے فوراً انٹرکام اٹھایا اور سیکریٹری سے بولا۔ ''ڈونالڈ گرینڈن کی فائل نکالو اور فٹافٹ میری میز پر پہنچا دو۔'' پھر وہ مسکراتے ہوئے ہیری کو دیکھتا رہا۔

ہیری کے چہرے پر اُلجھن کا تاثر تھا۔ ''یہ گرینڈن وہی ہے نا، جو لوئس برگ جیل میں قید کاٹ رہا ہے؟''

''ہاں......وہی ہے۔''

''اور آپ ابھی بہت بڑی رقم کے حصول کی بات کر رہے تھے؟''

تھامسن کے دانت نکل پڑے۔ ''اور مجھے یاد بھی آ گیا کہ رقم کہاں سے مل سکتی ہے۔ سب تم تماشا دیکھتے رہو ہیری۔ اپنے چیف پر بھروسا رکھو۔''

دو منٹ بعد ہیتھ مطلوبہ فائل لے آئی۔ تھامسن نے اُس کا شکریہ ادا کیا۔ اور اُس کی واپسی کے بعد فائل کی ورق گردانی کرنے لگا۔ کہیں کہیں رُک کر وہ بغور پڑھتا۔ بالآخر اُس نے فائل بند کر دی۔ اُس کے چہرے پر طمانیت تھی۔ ''میں واقعی جینئیس آدمی ہوں۔ اب ہاورڈ گڑبڑ کرے گا تو ہمیں اپنے لیے تیار پائے گا۔''

''بات میری سمجھ میں نہیں آئی چیف۔''

''آ جائے گی۔ فی الوقت میرے کہنے پر عمل کرتے رہو۔ کرسٹوفر کے سلسلے میں بعد میں کام کرنا۔ پہلے لوئس برگ جیل کے وارڈن برُوس سے بات کرو۔ اُس سے کہنا، معاملہ بے حد خفیہ ہے...... برُوس قابلِ اعتماد آدمی ہے اور میرا ممنون بھی ہے۔ اُس سے کہو، آج رات دو بجے وہ ڈونالڈ گرینڈن کو جیل سے باہر نکال لائے۔ میں اُس سے تنہائی میں ملنا چاہتا ہوں۔ یہ بہت اہم ہے ہیری......''

☆☆☆☆☆

سوا دو بجے تھے۔ چاند غائب تھا۔ لہٰذا رات بہت اندھیری تھی۔ ہیری بہت سُست رفتاری سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ تھامسن اس کے ساتھ اگلی نشست پر بیٹھا تھا۔ اُس نے پُر تشویش لہجے میں پوچھا۔

''ہیری...... کسی کو یہ علم تو نہیں کہ ہم شہر سے باہر ہیں؟''

''آپ بے فکر رہیں۔ ریکارڈ کے مطابق ہم اس وقت واشنگٹن میں ہیں۔''

''بہت خوب ہیری۔'' تھامسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''لیکن مجھے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا ہے۔ تمہیں یقین ہے کہ ہم صحیح راستے پر جا رہے ہیں؟''

''چیف! میں وارڈن بُروس کی ہدایات پر پوری طرح عمل کر رہا ہوں۔ بس اب ہم منزل پر پہنچنے ہی والے ہیں۔''

وہ واشنگٹن سے ایک ایسے پرائیویٹ طیارے کے ذریعے پنسلوانیا پہنچے تھے، جس میں اُن دونوں کے سوا کوئی نہیں تھا۔ ائیر پورٹ پر کار اُن کی منتظر تھی۔ یوں یہ سفر شروع ہوا تھا۔ تھامسن راستے بھر بہت بے چین رہا تھا۔ پچاس میل کا فاصلہ طے ہو چکا تھا۔ لوئس برگ رات کی چادر اوڑھے گہری نیند سو رہا تھا۔ سٹی اسکول کے قریب سے گزرتے ہوئے ہیری نے کار کی رفتار بہت کم کر دی۔ اب کار تقریباً رینگ رہی تھی۔ ہیڈ لائٹس کی روشنی میں سامنے گھنا جنگل نظر آ رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ یہ سڑک کا اختتام ہے۔ پھر کار درختوں کے درمیان ایک مسطح قطعۂ زمین تک پہنچ گئی۔

''لیجیے...... ہم پہنچ گئے۔'' ہیری نے بریک لگاتے ہوئے کہا۔ پھر اُس نے ہیڈ لائٹس بُجھا دیں۔

''یہاں امریکہ کے سخت جان مجرم رہتے ہیں۔'' اُس نے جیل کے عقبی حصے کی طرف اشارہ کیا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ لیکن ڈونالڈ گرینڈن سخت جان مجرم نہیں۔ وہ تو سیاسی قیدی ہے۔''

''اوہ...... مجھے یہ بات معلوم نہیں تھی۔'' ہیری کے لہجے میں حیرت تھی۔

''تکنیکی طور پر وہ سیاسی قیدی نہیں۔ لیکن درحقیقت سیاسی ہی ہے۔'' تھامسن نے جواب دیا۔ ''وہ اندر کی باتیں جانتا تھا...... اور اندر کی باتیں جاننا بھی جرم ہی ہوتا ہے۔''

چند منٹ بعد انہیں مخالف سمت سے ایک کار آتی دکھائی دی۔ تھامسن کار سے اترا اور عقبی نشست پر جا بیٹھا۔ ''میں اُس سے بات کروں گا۔'' اُس نے ہیری کو بتایا۔ ''تم صرف خاموشی سے سنتے رہنا۔ اُسے ہینڈل کرنا میرا کام ہے۔''

ہیری نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔ دوسری کار اُن کی کار سے چند گز دُور رُکی۔ دروازہ کھلا...... اور بند ہوا۔ قدموں کی آہٹ ابھری اور پھر وارڈن بُروس کا چہرہ نظر آیا۔ اُس نے عقبی کھڑکی سے کار میں جھانکا تھا۔ تھامسن کھڑکی کے قریب کھسک آیا۔ ''ہیلو بُروس، کیسے ہو؟'' تھامسن نے پوچھا۔

''آپ سے مل کر خوشی ہوئی ڈائریکٹر۔ آپ کا فرمائشی تحفہ میری کار میں موجود ہے۔'' بروس نے کہا۔ ''لیکن وہ آپ سے ملنا نہیں چاہتا تھا۔''

''پھر بھی تجسس کی وجہ سے انکار نہیں کر سکا۔''

''جی ہاں۔''

''اب اسے یہاں چھوڑ جاؤ۔ اور جب وہ میری کار سے اُترے تو اسے اپنی کار میں پہنچا کر میری کار میں واپس آنا مجھے تم سے ایک کام اور لینا ہے۔''

''میں حاضر ہوں جناب۔''

''اور یاد رکھنا کہ یہ وہ ملاقات ہے، جو ہوئی ہی نہیں۔''

''کیسی ملاقات؟ کس کی ملاقات؟'' بُروس نے بھویں اچکا کر کہا۔

''گڈ...... بس اب اسے بھیج دو۔''

چند لمحے بعد عقبی نشست کا دوسرا دروازہ کُھلا۔ ڈونالڈ گرینڈن کے ہاتھوں میں ہتھکڑی تھی۔

''ہتھکڑی کھول دو بُروس۔ یہ نجی نوعیت کی ملاقات ہے۔'' تھامسن نے کہا۔

بُروس نے ہتھکڑی کھول دی۔ ڈونالڈ گرینڈن عقبی نشست پر تھامسن کے برابر آ بیٹھا۔ وہ پہلے کے مقابلے میں دُبلا اور کمزور لگ رہا تھا۔ آنکھوں کے گرد حلقے تھے۔

''سگریٹ پیو گے؟'' تھامسن نے ڈونالڈ سے پوچھا۔ پھر جواب کا انتظار کیے بغیر ہیری سے بولا۔ ''اسے سگریٹ دو اور لائٹر بھی۔'' ڈونالڈ نے سگریٹ کے دو گہرے کش لگائے اور بڑی طمانیت سے مسکرایا۔ ''کیا حال ہے ڈونالڈ؟'' تھامسن نے پوچھا۔

''بہت ذلیل سوال ہے یہ۔''

''اوہ...... تو تم تکلیف میں ہو۔ میرا خیال تھا، تمہاری ڈیوٹی جیل کی لائبریری میں لگائی گئی ہے۔''

''اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ یہ کیا کم ہے کہ میں بے قصور ہونے کے باوجود جیل میں ہوں اور جانوروں کی طرح رہتا ہوں۔'' ڈونالڈ نے کہا۔

''ہاں...... میں اندازہ لگا سکتا ہوں۔ جیل کبھی کسی کو راس نہیں آتی۔''

ڈونالڈ برہمی کی کیفیت میں سگریٹ کے کش پر کش لیتا رہا۔

''مجھے افسوس ہے۔'' تھامسن نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔ ''بیکسٹر کی موت تمہارے لیے دھچکا رہی ہوگی۔ وہ دنیا میں دوسرا آدمی تھا، جو تمہیں وقت سے پہلے رہائی دلا سکتا تھا۔''

ڈونالڈ نے چونک کر تھامسن کو دیکھا۔ ''دوسرا؟'' اُس کے لہجے میں حیرت تھی۔

''ہاں...... پہلا میں ہوں۔'' تھامسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''میں تمہارے لیے ایک آفر لے کر آیا ہوں۔ یہ بزنس ہے۔ میں تمہیں آزادی دلا سکتا ہوں اور تم مجھے رقم فراہم کر سکتے ہو۔ میں مختصر بات کروں گا۔ تم نے فلوریڈا میں کہیں دس لاکھ ڈالر چھپائے ہوئے ہیں۔ تردید کی ضرورت نہیں۔ میں ریکارڈ سے تصدیق کر چکا ہوں۔ تمہیں وہ رقم میامی کسی کو پہنچانا تھی...... لیکن نہیں پہنچائی۔ رقم تمہارے

پاس سے برآمد بھی نہیں ہوئی۔ پھر اس سلسلے میں تم نے ہونٹ سی لیے۔ بارہ سال بعد وہ رقم تمہارے لیے اتنی اہم نہیں رہے گی۔ میں تمہیں فوری طور پر رہائی دلا سکتا ہوں۔ اس کے عوض میں تم سے پوری نہیں، اس کا صرف ایک حصہ طلب کروں گا۔ تمہیں رہا ہوتے ہی میامی جانا ہوگا اور دس لاکھ میں سے ساڑھے سات لاکھ میرے آدمی کو دینا ہوں گے۔ تم ڈھائی لاکھ کی مدد سے از سرِ نو زندگی کا آغاز کر سکتے ہو۔ بولو...... کیا کہتے ہو؟''

ڈونالڈ نے سگریٹ کا ٹوٹا کھڑکی سے باہر اُچھال دیا۔ وہ ہچکچاتا معلوم ہو رہا تھا۔

تھامسن نے اس کی ہچکچاہٹ بھانپ لی۔ ''میں سمجھ گیا۔ تم جزئیات جاننا چاہتے ہو۔ دیکھو، تمہاری سزا معاف کرانا یا تمہیں پیرول پر رہا کرانا میرے اختیار سے باہر ہے۔ لیکن میں تمہیں رہائی دلوا سکتا ہوں۔ ہمیں چالاکی سے کام لینا ہوگا۔ جیل سے نکلتے ہی تمہیں ایک دوسری شخصیت اختیار کرنا ہوگی۔ تمہارے لیے نئے کاغذات میں تیار کرا دوں گا۔ ہمیں سب سے پہلے ڈونالڈ گرینڈن سے چھٹکارا پانا ہو گا۔ وارڈن بُروس تمہاری موت کا سرکاری اعلان کرے گا۔ پھر ہم تمہیں آزاد کر دیں گے۔ تمہیں تمہارے فنگر پرنٹ سے نجات دلائی جائے گی۔ پلاسٹک سرجری کے ذریعے تمہاری شخصیت بدلی جائے گی۔ تم زندہ اور آزاد ہو گے لیکن...... ڈونالڈ گرینڈن مر چکا ہوگا۔'' تھامسن نے ڈونالڈ کا ردِعمل کا اندازہ لگانے کے لیے اس کے چہرے پر نظر ڈالی۔ لیکن کوئی ردِعمل سامنے نہیں آیا۔ چنانچہ تھامسن نے اپنی بات جاری رکھی۔ ''ہمیں معلوم ہے کہ تمہاری صرف ایک بیٹی ہے۔ وہ ڈونالڈ گرینڈن کی موت کا سوگ منائے گی۔ دشوار مرحلہ یہ ہوگا کہ تم اپنی بیٹی سے کبھی نہیں مل سکو گے۔ انہیں حقیقت کا پتہ نہیں چلنا چاہیے۔ تو یہ ہے صورتِ حال۔ ہمارے پاس وقت بالکل نہیں ہے۔ میری یہ پیشکش حتمی ہے۔ مجھے ہاں یا نہیں میں جواب چاہیے۔ نہیں کی صورت میں تمہیں مزید بارہ سال جیل میں گزارنا ہوں گے اور وہ بھی بہ شرطِ زندگی۔ جیل میں کوئی تمہارے چاقو بھی گھونپ سکتا ہے۔'' اُس کے لہجے میں اچانک دھمکی در آئی۔ ''اگر تم بارہ سال جھیل گئے تو دس لاکھ ڈالر بھی تمہارے ہوں گے اور تمہارا اصل نام بھی برقرار رہے گا۔ ہاں کہنے کی صورت میں تمہیں ڈھائی لاکھ ڈالر سمیت آزادی میسّر آئے گی۔ لیکن تم اپنے نام سے اپنی بیٹی اور اپنے دوستوں سے محروم ہو جاؤ گے۔ فیصلہ تمہارے ہاتھ ہے۔''

ڈونالڈ گرینڈن کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔ اس کی آنکھوں سے کشمکش کا اظہار ہو رہا تھا۔

☆☆☆☆☆

لاس اینجلز سے واپس آتے ہی کرسٹوفر نے واشنگٹن میں صدر گلبرٹ کو اپنے دورے کی رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ مختصر تھی کیوں کہ کرسٹوفر صدر کو اپنے کیلی فورنیا میں قیام کے دوران اپنی تمام سرگرمیوں کے متعلق تو نہیں بتا سکتا تھا۔ ابھی تو وہ یہ بھی یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس سیٹ اَپ میں...... صدر کا کردار ہیرو کا ہے یا ولن کا۔ اُس نے ٹی وی مناظرے اور بار ایسوسی ایشن کے کنونشن میں

اپنی تقریر کا تذکرہ یوں کیا، جیسے وہ اُس کی فتوحات رہی ہوں۔ لیکن صدر صاحب شاید تمام معلومات سے مسلح تھے۔ انہوں نے اس کی کارکردگی کو کھل کر مایوس کُن قرار دیا۔

''تم نے ۳۵ ویں ترمیم کے لیے کھل کر بات نہیں کی۔'' صدر نے کہا۔ ''بہرحال صورتِ حال قابو میں ہے، کچھ اچھی خبریں بھی ہیں۔''

اُن میں پہلی خبر صدر کے پولنگ ایجنٹ رونالڈ نے فراہم کی۔ تازہ ترین سروے کے مطابق اسمبلی کے ۶۵ فی صد اراکین ترمیم کے حق میں ہموار ہو چکے ہیں۔ کرسٹوفر نے اپنی مایوسی کو بڑی مشکل سے چھپایا۔ اس کا مطلب ہے کہ اُسے بہت تیزی سے کام کرنا ہے۔

بالآخر پانچ دن بعد کرسٹوفر کو لوئس برگ جیل جانے کا موقع ملا۔ وہ جانتا تھا کہ بلا جواز جیل کا دورہ نامناسب ہوگا۔ چنانچہ پہلے اُس نے ایک جواز گھڑا۔ وہ ان دنوں جیل خانوں کی اصلاح کے ایک ایکٹ کے سلسلے میں تجاویز جمع کر رہا تھا۔ اس لحاظ سے اس کا لوئس برگ جیل کا دورہ غیر معمولی نہیں تھا۔

وارڈن بُروس کے ساتھ اُس نے جیل کا رسمی معائنہ کیا۔ اور جیل کے مختلف حصوں کا جائزہ لیا۔ اس نے کوٹھڑیوں میں موجود قیدیوں سے بھی بات چیت کی۔ اب وہ اہم ترین معاملے کے لیے خود کو تیار کر رہا تھا۔ چنانچہ اُس نے بے حد سرسری لہجے میں وارڈن سے کہا۔ ''ارے ہاں...... خوب یاد آیا۔ ان دنوں ٹیکس کے سلسلے میں ایک کیس چل رہا ہے۔ اس پر مجھے آپ کے ایک قیدی کا خیال آتا ہے۔ مجھے پانچ دس منٹ کے لیے اُس سے تنہائی میں ملنے کا موقع مل سکتا ہے؟''

''ضرور جناب۔ آپ بس مجھے اُس کا نام بتا دیں۔''

''میں ڈونالڈ گرینڈن سے ملنا چاہتا ہوں۔''

وارڈن بُروس اپنی حیرت نہ چھپا سکا۔ ''اس کا مطلب ہے، صبح کے اخبارات آپ کی نظر سے نہیں گزرے۔ نہ آپ نے ٹی وی دیکھا؟''

''واقعی...... ان نعمتوں سے تو آج میں محروم ہی رہا ہوں۔''

''مجھے افسوس ہے، تین دن قبل ڈونالڈ گرینڈن کا انتقال ہو گیا تھا۔ دل کا دورہ موت کا باعث ہوا۔ اس کے لواحقین کا پتا چلانے تک ہم نے اُس کی موت کی خبر جاری نہیں کی۔''

''ڈونالڈ گرینڈن مر چکا ہے!'' کرسٹوفر نے کھوئے لہجے میں کہا۔ گویا آر دستاویز کے سلسلے میں اُس کی آخری امید بھی دم توڑ چکی تھی۔

''آپ تین دن پہلے آ جاتے تو اس سے مل لیتے۔ بیڈ لک۔''

کرسٹوفر واپسی کے لیے پلٹ ہی رہا تھا کہ اُسے ایک خیال نے چونکا دیا۔ اُس نے وارڈن سے پوچھا۔ ''آپ کو اُس کے لواحقین کا پتا چل گیا؟''

''جی ہاں۔ اس کی بیٹی فلاڈلفیا میں رہتی ہے۔ وہ شہر سے باہر گئی ہوئی تھی۔ اُس کی اجازت سے ہم نے ڈونالڈ کی تدفین یہیں کر دی۔''

"لڑکی کا ردِعمل کیا تھا؟"

"قدرتی بات ہے۔ اس کے لیے باپ کی موت کی خبر بہت بڑا دھچکا تھی۔ سابق اٹارنی جنرل بیکسٹر کے بعد وہ واحد ہستی تھی، جو ڈونالڈ کو خط لکھتی تھی۔"

"اُس کا پتا مجھے دے سکتے ہیں آپ؟"

"جی ہاں۔ پوسٹ بکس نمبر کے توسط سے ہم نے وہ خبر اس تک پہنچائی تھی۔" وارڈن بُروس نے کہا اور پتا لکھ کر کرسٹوفر کو دے دیا۔

کرسٹوفر واپس چل دیا۔ اب بس یہ موہوم سا امکان رہ گیا تھا کہ شاید ڈونالڈ نے اپنی بیٹی سے آر دستاویز کے سلسلے میں کوئی بات کی ہو۔

☆☆☆☆☆

سب کچھ بغیر کسی دشواری کے ہوا تھا۔ موٹر بوٹ کے کیبن میں بیٹھا وہ گزشتہ ہفتے کے واقعات ذہن میں تازہ کر رہا تھا۔ اب سے چھ دن پہلے اُس نے ایف بی آئی کے ڈائریکٹر ورنن تھامسن کی پیشکش قبول کی تھی، جو درحقیقت اُسے احمقانہ اور ناقابلِ عمل لگی تھی۔ دو رات پہلے وہ بڑی خاموشی سے وارڈن کی کار کے عقبی حصے میں بیٹھا تھا۔ اس لمحے کے بعد سے اب تک وہ ڈونالڈ گرینڈن نہیں، ہربرٹ مِلر تھا۔ ایک عام شہری...... ایک آزاد آدمی۔

تھامسن سے ملاقات کے بعد اُسے ایک کوٹھری میں تنہا بند کر دیا گیا تھا۔ وہاں اُس کی ملاقات تھامسن کے ڈپٹی ہیری ایڈورڈ سے ہوئی تھی۔ ہیری کے ساتھ تین افراد اور تھے، جن کے نام اُسے معلوم نہیں ہو سکے تھے۔ اُن کے ساتھ ایک لنگڑا اُدھیڑ عمر شخص بھی تھا، جس نے فنگر پرنٹس تبدیل کرنے کے لیے اس کی انگلیوں اور انگوٹھوں پر کوئی مخصوص تیزاب استعمال کیا تھا۔ وہ مرحلہ خاصا تکلیف دہ تھا۔ پھر عینک کے بجائے اس کی آنکھوں میں کنٹیکٹ لینس فِٹ کیے گئے تھے۔ پھر حجام نے اُس کی مونچھیں صاف کر کے اس کے سنہرے بالوں کو سیاہ رنگ ڈالا تھا۔ آخری مرحلہ کاغذات کا تھا۔ ہیری نے اسے برتھ سرٹیفکیٹ، ڈرائیونگ لائسنس اور سوشل سیکورٹی کارڈ فراہم کیا تھا، جن کی رُو سے اب وہ ہربرٹ مِلر تھا۔ اس کی عمر ۵۹ سال تھی۔ پھر اسے پہننے کے لیے پرانے فیشن کا براؤن سوٹ دیا گیا تھا۔

ہیری کی ہدایت کے مطابق اُسے میامی جانا تھا جہاں بیا موہوٹل میں ہربرٹ مِلر کے لیے کمرا مخصوص تھا۔ اگلی شام اُسے اپنے چھپائے ہوئے دس لاکھ ڈالر نکالنا تھے۔ پھر اسے مسز ریموس نامی خاتون سے مل کر پلاسٹک سرجری کے سلسلے میں سرجن سے رابطے کی صورت معلوم کرنا تھی۔ اس کے بعد اسے فشرز آئی لینڈ میں ایک مخصوص مقام پر اُس شخص کو ساڑھے سات لاکھ ڈالر دینا تھے، جو اُسے مِلر کے نام سے پکارے، کوڈ ورڈ تھا...... لِنڈا، لِنڈا۔ رقم دینے کے بعد اُسے دوبارہ کشتی میں بیٹھنا تھا۔ اس کے بعد وہ مکمل طور پر آزاد تھا۔

سب کچھ پروگرام کے مطابق ہوا۔ اُس نے بینک لاکر سے دس لاکھ ڈالر نکال کر سوٹ کیس میں رکھے اور بیا موہوٹل چلا آیا۔ اپنے کمرے میں پہنچ کر اس نے ڈھائی لاکھ ڈالر نکال کر دوسرے سوٹ کیس میں رکھ لیے۔ رات ہوتے ہی وہ ڈھائی لاکھ ڈالر والا سوٹ کیس لے کر نکلا اور اُس نے وہ سوٹ کیس میامی ائیرپورٹ کے ایک لاکر میں رکھ دیا۔ پھر اُس نے اخبار خرید کر اپنی یعنی ڈونالڈ گرینڈن کی موت کی خبر پڑھی۔ پہلی بار اُسے اپنی کم مائیگی کا شدت سے احساس ہوا۔ اُس نے زندگی میں کچھ بھی تو نہیں کیا تھا۔ دامن پر ناکردہ جُرم کا داغ اس پر مستزاد تھا۔ اس ناانصافی پر اُسے شدید غصہ آیا۔ پھر اپنی بیٹی سوزی کے لیے اُس کا دل دُکھنے لگا۔ اُس بے چاری کو ورثے میں باپ کے مُجرم ماضی کے سوا کچھ نہیں ملا تھا۔ کاش وہ اس سے مل کر اسے بتا سکتا کہ وہ بے قصور تھا۔ لیکن اس میں اتنی جرأت نہیں تھی۔ جو لوگ ایک جیتے جاگتے آدمی کو مار کر ایک جیتا جاگتا آدمی تخلیق کر سکتے ہیں، ان سے معاہدے کی خلاف ورزی خطرناک ہی ثابت ہوتی ہے۔

مسز ریموس سے ملاقات بھی تسلی بخش رہی۔ "آپ خوش قسمت ہیں مسٹر مِلر۔" مسز ریموس نے کہا تھا۔ "ہم اپنے پرانے پلاسٹک سرجن سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ ابھی دو دن پہلے ہی ہمیں اُس کا متبادل ملا ہے۔ اس کا نام گریشیا ہے۔ وہ کیوبا سے غیر قانونی طور پر یہاں آیا ہے۔ جب تک اس کے شناختی کاغذات نہیں بن جاتے، وہ ہمارا ہر کام کرنے پر مجبور ہے۔ بہرحال، پروگرام طے کر لیتے ہیں۔ رات ساڑھے دس بجے سرجن گریشیا آپ کے ہوٹل کے کمرے میں آپ کا منتظر ہو گا۔ آپ اپنے کمرے کی چابی دے دیں۔ ٹھیک ہے نا؟"

رات کو مقررہ وقت پر وہ فشرز آئی لینڈ پہنچا۔ اس نے کشتی والے کو رُکنے کی ہدایت دی اور جزیرے کی طرف چل دیا۔ ساڑھے سات لاکھ ڈالر والا سوٹ کیس اس کے ہاتھ میں تھا۔ وہ کوئی آدھے میل چلا ہو گا کہ عقب سے کسی نے پکارا۔ "مسٹر مِلر۔" آواز بلند آہنگ تھی اور لہجہ ہسپانوی تھا۔

"لِنڈا...... لِنڈا۔" ڈونالڈ نے جواب دیا۔

"جو آپ کے پاس ہے یہیں چھوڑ دیں اور کشتی کی طرف واپس چلے جائیں۔"

ڈونالڈ نے سوٹ کیس زمین پر رکھا اور واپس چل دیا۔ لیکن تاریکی کی وجہ سے راستے کا صحیح اندازہ نہیں ہو رہا تھا۔ چند منٹ بعد وہ سانسیں درست کرنے کے لیے رُکا۔ اُسی وقت اسے درختوں کے عقب سے دو افراد کی گفتگو سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی اس کا تجسس جاگ اُٹھا۔ شاید اس لیے کہ اب وہ آزاد آدمی تھا۔ اُس نے پہلی بار اس زاویے سے سوچا کہ آخر تھامسن کو اتنی بڑی رقم کی ضرورت کیوں پڑی۔ اُس نے اپنے سرکاری وسائل استعمال کیوں نہیں کیے؟ نہ وہ تہی دست ہے نہ بے اختیار۔ وہ دبے قدموں آگے بڑھا۔ اُس نے درخت کی اوٹ سے جھانکا۔ وہ دونوں بمشکل اُس سے تیس فٹ دور تھے۔

لالٹین کی روشنی میں وہ کُھلے ہوئے سوٹ کیس پر جُھکے ہوئے تھے۔ لالٹین نسبتاً دراز قامت کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے کہا "سینور رامن...... اب تو تم بہت امیر آدمی ہو؟" اس کا لہجہ صاف تھا۔

اُس کے ساتھی نے ہسپانوی زدہ انگریزی میں کہا۔ ''شٹ اپ فرنانڈس'' پھر اُس نے سر اٹھایا اور ہسپانوی زبان میں کچھ کہا۔ لالٹین کی روشنی میں اُس کے چہرے کا ایک ایک نقش ڈونالڈ کو صاف نظر آیا۔
اب وہ ہسپانوی میں گفتگو کر رہے تھے۔ ڈونالڈ کے لیے مزید رکنا بے سود تھا۔ اگرچہ اُس کے تجسّس کی تشفی نہیں ہوئی تھی۔ یہ اُلجھن الگ تھی کہ وہ ان ہسپانوی نژاد لفنگوں کو ایف بی آئی کا ایجنٹ کسی بھی طرح تسلیم نہیں کر سکتا تھا۔ اس صورت میں یہ سوال سر اٹھاتا تھا کہ ایف بی آئی کے ڈائریکٹر تھامسن سے ان کا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔

کچھ دیر بھٹکنے کے بعد اُسے راستہ مل گیا اور وہ ساحل کی طرف چل دیا۔ جو کچھ دیکھا تھا، اُسے بھول کر اب وہ صرف اپنے مستقبل کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ کشتی میں بیٹھ کر میامی کے ساحل پر اُترنے کے بعد اُس نے خود کو ہواؤں کی طرح آزاد محسوس کیا، لیکن فوراً ہی اسے خیال آ گیا کہ ابھی ایک مرحلہ اور باقی ہے۔ اُسے اپنے ہوٹل کے کمرے میں ڈاکٹر گریشیا سے مل کر اپنا چہرہ تبدیل کرانا تھا۔ اس ملاقات کے لیے سوا دس بجے کا وقت طے تھا۔ لیکن دوسری طرف اُسے شدید بھوک بھی لگ رہی تھی۔ کھانا کھانے کی صورت میں وہ کچھ لیٹ ہو جاتا۔ لیکن اس میں کوئی مضائقہ بھی نہیں تھا۔ ڈاکٹر اُس کے کمرے میں کچھ دیر اس کا انتظار بھی کر سکتا تھا۔ فرق ہی کتنا پڑھے گا...... زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ کا۔ چنانچہ اس نے ایک اچھے ریسٹورنٹ کا رُخ کیا۔ تین سال جیل کے کھانے کے بعد اچھے کھانے کا تصور بھی اسے بہت بڑی عیاشی محسوس ہو رہا تھا۔

لیکن کھانے کے سلسلے میں اُس کا اندازہ پِٹ گیا۔ بجائے پندرہ منٹ کے وہ پون گھنٹا لیٹ ہوا۔
گیارہ بجے ٹیکسی بیامو ہوٹل والی سڑک پر مڑی تو وہاں مجمع لگا ہوا تھا۔ اس نے ٹیکسی پیچھے ہی رکوالی اور پیدل ہی ہوٹل کی طرف چل دیا۔ اُس کا دل بُری طرح دھڑک رہا تھا۔ مجمع کے قریب پہنچ کر اندازہ ہوا کہ سب کی توجہ بیامو ہوٹل ہی کی طرف ہے۔ فائر مین ہوز پائپ گھسیٹتے پھر رہے تھے۔ اُس نے آگے بڑھ کر دیکھا تو تیسری منزل کی کھڑکیوں کے شعلے مُنہ چڑاتے نظر آئے۔ اُسے یہ سوچ کر جھٹکا لگا کہ اُس کا اپنا کمرا بھی تیسری منزل پر تھا۔ اُس نے اپنے قریب کھڑے ایک تماشائی سے پوچھا۔ ''کیا چکّر ہے؟ کیا ہوا ہے یہ؟''
''آدھا گھنٹا پہلے تیسری منزل پر دھماکا ہوا اور آگ لگ گئی۔ چار پانچ کمرے تباہ ہو گئے۔ کوئی بتا رہا تھا کہ ایک آدمی مرا ہے اور کچھ زخمی بھی ہوئے ہیں۔'' جواب ملا۔
کچھ دور چند صحافی اور فوٹو گرافر کھڑے چیف فائر مین سے گفتگو کر رہے تھے۔ ڈونالڈ ہجوم میں جگہ بناتا اُن کی طرف بڑھا۔ ''ایک آدمی مرا ہے؟'' ایک صحافی نے چیف فائر مین سے پوچھا۔
''جی ہاں۔ جس کمرے میں دھماکا ہوا ہے، اس میں لاش ملی ہے۔ جل کر مسخ ہو چکی ہے۔ شناخت کا کوئی سوال ہی نہیں، تاہم ہوٹل کے رجسٹر کے مطابق متوفی کا نام ہربرٹ ملر تھا۔''

ڈونالڈ کو اپنے پیروں تلے سے زمین نکلتی محسوس ہوئی۔ دوسرے صحافی نے سوال کیا۔ ''دھماکے کا سبب کیا تھا؟ گیس لیک ہونا یا بم رکھا گیا تھا؟''
''فی الوقت یقین سے کچھ کہنا مشکل ہے۔ کل صبح صورت حال سامنے آ سکے گی۔''
ڈونالڈ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ وہ تیزی سے ہجوم سے نکلا۔ اُس کے لیے تو سوچنا دوبھر ہو رہا تھا۔ ایک ہفتے میں اپنی موت کی دو خبریں پڑھنا کوئی خوش گوار کام تو نہیں ہوتا۔ تھامسن نے ڈونالڈ گرینڈن کو مار کر ہربرٹ ملر تخلیق کیا تھا...... اور ساڑھے سات لاکھ ڈالر ملنے کے بعد ہربرٹ ملر کو بھی ٹھکانے لگانے کی کوشش کی تھی۔ کوشش کیا تھی، سرکاری طور پر تو مار ہی دیا تھا۔ ڈونالڈ دل ہی دل میں اسے گالیاں دیتا رہا۔ لیکن وہ اس سلسلے میں عملاً کچھ نہیں کر سکتا تھا...... نہ آج، نہ آئندہ کبھی۔ اب وہ زندہ تھا لیکن نام اور شخصیت سے محروم۔ پہلی بار اسے احساس ہو رہا تھا کہ صرف وجود اثباتِ وجود کبھی نہیں ہوتا۔ پھر اسے خیال آیا کہ اگر اسے ڈونالڈ گرینڈن اور ہربرٹ ملر کی حیثیت سے نہ پہچانا جائے تو وہ محفوظ رہے گا۔ اُسے صرف اس سلسلے میں احتیاطی تدابیر کرنا تھیں۔ اور اس کے لیے ایک پلاسٹک سرجن کی ضرورت تھی۔ بے چارہ ڈاکٹر گریشیا تو اس کے حصے کی موت قبول کر کے ناقابلِ شناخت ہو چکا تھا۔ امریکا میں اُس بے چارے کی ویسے بھی کوئی پہچان نہیں تھی۔
فی الوقت اُسے چھپنے کے لیے ایک جگہ درکار تھی۔ اور کوئی ایسا شخص، جس پر وہ پوری طرح اعتبار کر سکے، لیکن ایسا کون...... بالآخر اُسے یاد آ گیا۔ وہ میامی ایئر پورٹ کی طرف چل دیا۔ ڈھائی لاکھ ڈالر والے سوٹ کیس کی اہمیت اور بڑھ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆

اگلی صبح کرسٹوفر کولنس نے بے حد خوش امیدی کے ساتھ اپنے ڈپٹی ایڈ کی کال ریسیو کرتے ہوئے پوچھا۔ ''کیا خبر ہے ایڈ؟''
''پوسٹ باکس نمبر ۱۵۳ مس سوزن گرینڈن کے نام ہے۔'' دوسری طرف سے جواب ملا۔ ''اور پتا ہے...... ۴۱۹، ساؤتھ اسٹریٹ۔ سنوکرس، یہ چکر کیا ہے؟''
''پہلے میں تو سمجھ لوں، پھر تمہیں سمجھاؤں گا۔'' کرسٹوفر نے پتا نوٹ کرنے کے بعد ریسیور رکھا اور خود کو سمجھایا کہ صورتِ حال مایوس کن نہیں ہے۔ ڈونالڈ گرینڈن تین دن بعد مرا ہوتا تو یہ مسئلہ بھی حل ہو چکا ہوتا۔ پھر بھی اس کی بیٹی کے روپ میں ایک سراغ موجود ہے۔ ڈونالڈ بیٹی سے ذہنی طور پر بہت قریب تھا۔ ممکن ہے، اُس نے آر دستاویز کے سلسلے میں سوزن کو کچھ بتایا ہو۔ امکان کم ہی سہی، بہر حال امکان تو تھا۔
وہ اُٹھا اور اُس نے اپنی سیکریٹری کے کمرے میں جھانکتے ہوئے کہا۔ ''ماریان...... میرا آج کا شیڈول کیا ہے؟''

‘‘ہفتے تک مصروفیت ہی مصروفیت ہے۔’’

‘‘کوئی ایسا اپائنٹمنٹ...... جسے ملتوی یا منسوخ کیا جا سکے؟’’

‘‘نہیں جناب۔ آئی ایم سوری۔’’

‘‘اور کل......؟’’

‘‘دیکھتی ہوں سر...... جی ہاں، صبح کو فرصت میسر آ سکتی ہے۔’’

‘‘ٹھیک ہے۔ تمہیں ہر اپائنٹمنٹ کینسل کرنے کا اختیار ہے۔ کل صبح فلاڈلفیا کی فلائٹ پر میری سیٹ ریزرو کرا دو۔ یہ معاملہ بہت اہم ہے۔ کم از کم مجھے توقع تو یہی ہے۔’’

☆☆☆☆☆

کرسٹوفر نے روانگی سے پہلے سوزن گرینڈن کے متعلق تمام ممکنہ معلومات حاصل کر لی تھیں۔ وہ ڈونالڈ گرینڈن کی اکلوتی بیٹی تھی۔ عمر ۲۶ سال۔ وہ فلاڈلفیا ٹائمز میں فیچر رائٹر کی حیثیت سے کام کر رہی تھی۔ اُس نے اخبار کے دفتر فون کر کے سوزن سے ملاقات کا وقت طے کرنا چاہا تھا مگر اُسے بتایا گیا کہ سوزن بیمار ہے اور چھٹی پر ہے۔

کرسٹوفر نے اپنی کار اور باڈی گارڈ کو سوزن کے مکان سے آدھا بلاک پیچھے چھوڑا اور خود مکان کی طرف بڑھ گیا۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ سوزن سے بات کیا کرے گا۔ بہر حال بات کچھ بھی ہو، سوزن اس کی آخری امید تھی۔ اُس نے ہر خیال ذہن سے جھٹک کر اطلاعی گھنٹی کا بٹن دبایا۔ چند لمحے کا انتظار...... لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ اُس نے دوبارہ گھنٹی بجائی۔ اس بار بھی بے سود۔ وہ واپسی کے لیے پلٹنے ہی والا تھا کہ دروازہ تھوڑا سا کھلا اور جھری سے ایک نوجوان لڑکی نے جھانکا۔ اس کے سنہرے بال کندھوں پر جھول رہے تھے۔ ‘‘آپ مس سوزن گرینڈن ہیں؟’’ کرسٹوفر نے پوچھا۔ لڑکی کی آنکھوں سے فکرمندی جھلکنے لگی۔ تاہم اُس نے سر کو اثباتی جنبش دی۔ ‘‘میں واشنگٹن سے آیا ہوں...... صرف آپ سے ملاقات کی غرض سے۔’’ کرسٹوفر نے بتایا۔

‘‘بات کیا ہے۔’’

‘‘مجھے آپ کے والد کی موت کا افسوس ہے۔ میں آپ سے ان کے متعلق کچھ گفتگو......’’

‘‘میں اس وقت کسی سے نہیں مل سکتی۔’’ لڑکی نے تُرش لہجے میں کہا۔

‘‘آپ مجھے وضاحت کا موقع تو دیں۔’’

‘‘آپ ہیں کون آخر؟’’

‘‘میرا نام کرسٹوفر کولنس ہے۔ میں امریکا کا اٹارنی جنرل ہوں۔ کرنل بیکسٹر میرے قریبی دوست تھے۔ مجھے آپ سے کچھ ضروری باتیں کرنا ہیں۔’’

‘‘آپ...... کرنل بیکسٹر کو جانتے......؟’’

‘‘جی ہاں، پلیز آپ مجھے اندر آنے دیں۔ میں صرف چند منٹ لوں گا۔’’

لڑکی ہچکچائی مگر پھر اُس نے دروازہ کھول دیا۔ ‘‘ٹھیک ہے، آ جائیں۔’’ وہ بولی۔ ‘‘مگر میں زیادہ وقت نہیں دے سکوں گی۔’’

کرسٹوفر نشست گاہ میں داخل ہوا۔ وہ کمرے کی آرائش کو سراہے بغیر نہ رہ سکا۔ سامنے ایک دروازہ تھا، جو بیڈ روم میں کھلتا تھا۔ لڑکی کے اشارہ کرنے پر وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ لڑکی کھڑی رہی۔ وہ کچھ نروس معلوم ہو رہی تھی۔ وہ بار بار اپنے ہاتھ سے پیشانی پر آئے ہوئے بالوں کو پیچھے ہٹاتی۔

‘‘مجھے آپ کے والد کی موت کا سُن کر بہت افسوس ہوا ہے۔’’ کرسٹوفر نے کہا۔

‘‘جی...... جی...... آپ سچ مچ اٹارنی جنرل ہیں؟’’

‘‘جی ہاں۔’’

‘‘اور آپ کو ایف بی آئی والوں نے تو نہیں بھیجا ہے نا؟’’

کرسٹوفر مسکرایا۔ ‘‘وہ مجھے نہیں بھیجتے، میں انہیں بھیجتا ہوں۔ میں یہاں اپنی مرضی سے آیا ہوں...... ذاتی کام سے آیا ہوں۔’’

‘‘آپ نے کہا تھا...... آپ کرنل بیکسٹر کے دوست رہے ہیں۔’’

‘‘اسی لیے میں یہاں آیا ہوں۔’’ کرسٹوفر نے زور دے کر کہا۔ ‘‘کرنل بیکسٹر نے مرتے وقت میرے لیے ایک پیغام چھوڑا تھا۔ میں اس پیغام کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ میرا خیال تھا، آپ کے والد اس سلسلے میں میری مدد کر سکیں گے۔ ممکن ہے، کرنل نے اس سلسلے میں اُن سے بات کی ہو۔ میں نے سُنا ہے، وہ آپ کے والد پر بہت اعتماد کرتے تھے۔’’

‘‘جی ہاں، یہ درست ہے۔ لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا؟’’

‘‘حنا بیکسٹر سے۔’’ کرسٹوفر نے جواب دیا۔ ‘‘انہوں نے ہی مجھے بتایا تھا کہ آپ کے والد لوئس برگ جیل میں ہیں۔ میں دو دن پہلے لوئس برگ گیا۔ وہاں آپ کے والد کی افسوس ناک موت کی اطلاع ملی۔ میں نے سوچا، ممکن ہے آپ کے والد نے آپ سے اس سلسلے میں کوئی تذکرہ کیا ہو، اسی لیے میں آپ سے ملنے آیا ہوں۔’’

‘‘آپ کیا جاننا چاہتے ہیں؟’’

کرسٹوفر نے گہری سانس لی۔ بات کس طرح شروع کی جائے۔ یہ بھی ایک مسئلہ تھا۔ بالآخر اس نے کہا۔ ‘‘میں آر دستاویز کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔’’

لڑکی حیران نظر آنے لگی۔ ‘‘یہ کیا چیز ہے؟’’

کرسٹوفر بجھ کر رہ گیا۔ ‘‘یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم۔ میں سمجھا تھا آپ کو معلوم ہو گا۔’’

‘‘نہیں۔ میں نے کبھی اس کا تذکرہ نہیں سُنا۔’’

''مجھے مایوسی ہوئی ہے یہ سُن کر۔ خیر چھوڑیں۔ میں نے اپنی کوشش کر کے دیکھ لی۔'' کرسٹوفر نے کہا اور اُٹھ کھڑا ہوا۔ ''میں آپ کو مزید زحمت نہیں دوں گا۔'' اُس نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔ ''مگر میں اتنا ضرور کہوں گا کہ کرنل بیکسٹر کو آپ کے والد کی بے گناہی کا یقین تھا۔ وہ آپ کے والد کو پیرول پر رہا کرانے کے سلسلے میں کام کر رہے تھے۔ میں نے خود اُن کے تیار کردہ کیس کا مطالعہ کیا اور اُن سے متفق ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ آپ کے والد کو پھانسا گیا تھا۔ میں نے مسز بیکسٹر سے وعدہ کیا تھا کہ کرنل کا کام میں پورا کروں گا اور مسٹر کرینڈن کو پیرول پر رہائی دلواؤں گا۔ مسز بیکسٹر نے وعدہ کیا تھا کہ وہ مسٹر کرینڈن کو خط کے ذریعے میری آمد سے مطلع کریں گی اور مجھ سے تعاون کی اپیل بھی کریں گی۔ مگر افسوس...... میں تاخیر سے پہنچا۔ نہ جانے کیوں...... مجھے ہمیشہ ہی تاخیر ہو جاتی ہے۔'' وہ ٹھٹکا...... کیوں کہ اس نے لڑکی کی حالت میں تغیر رونما ہوتے دیکھا۔ لڑکی کی آنکھیں پھیلیں، اس کا ہاتھ بے اختیار اپنے مُنہ پر جم گیا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اُس کے عقب میں دیکھ رہی تھی۔

اچانک کمرے میں تیسری آواز اُبھری۔ ''اس بار تمہیں تاخیر نہیں ہوئی دوست۔''

آواز کرسٹوفر کے عقب سے آئی تھی۔ کرسٹوفر نے گھوم کر دیکھا۔ بیڈ روم کی طرف کھلنے والے دروازے میں ایک اجنبی کھڑا تھا۔ اس کا چہرہ جانا پہچانا لگ رہا تھا...... لیکن تھا وہ اجنبی ہی۔

وہ کرسٹوفر کی طرف بڑھا اور اُس کے قریب پہنچ کر رُک گیا۔ ''میں ڈونالڈ کرینڈن ہوں۔'' اُس نے کہا۔ ''آر دستاویز...... ؟ آر دستاویز کے بارے میں تم کیا جاننا چاہتے ہو؟''

☆☆☆☆☆

لیکن آر دستاویز کے بارے میں بامعنی گفتگو آدھے گھنٹے بعد ہی ممکن ہو سکی۔ پہلا مسئلہ تو یہ تھا کہ کرسٹوفر کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔ بڑی مشکل سے ڈونالڈ نے اُسے قائل کیا۔ ''میں زندہ ہوں۔ بس میرا نام مر چکا ہے۔ خیر، پہلے تم مجھے اپنے بارے میں یقین دلاؤ۔ اپنی پوری تفصیل میں بعد میں سناؤں گا۔ یہ بتاؤ، تم مجھ تک کیسے پہنچے؟'' مگر پھر کرسٹوفر کی وضاحت سے پہلے اسے اپنی بیٹی...... سوزن کو مطمئن کرنا پڑا، جو حیران و پریشان کھڑی تھی۔ ''ڈیئر...... مجھے کسی کی مدد درکار ہے۔ اور میرا خیال ہے، میں مسٹر کولنس پر اعتماد کر سکتا ہوں۔ انہیں میرے زندہ ہونے کا علم نہیں تھا۔ پھر بھی ان کا لہجہ ہمدردانہ تھا۔''

کرسٹوفر نے کرنل بیکسٹر کی موت کے بعد سے اب تک کے واقعات بلاکم و کاست بیان کر دیے۔ اُس نے حنا بیکسٹر سے اپنی ملاقات کی تفصیل بھی بتائی۔

''ہاں، حنا نے مجھے خط لکھا تھا اور اس میں تمہارے جیل آ کر مجھ سے ملنے کے متعلق بھی بتایا تھا۔''

''میں گیا بھی تھا۔ اب یہ کہنا عجیب سا لگتا ہے کہ وہاں مجھے آپ کی موت کے بارے میں بتایا گیا۔ بہرحال اس طرح میں یہاں تک پہنچا۔'' کرسٹوفر نے کہا۔

''تم بتا چکے۔ اب میں بتا دوں کہ میں یہاں تک کیسے پہنچا؟'' ڈونالڈ نے کہا۔ ''یہ میری خوش بختی کی

کہانی ہے۔ اس پر معمولی سا شک بھی نہ کرنا۔'' یہ کہہ کر ڈونالڈ نے اپنی الف لیلہ شروع کر دی۔ کرسٹوفر کا منہ کھلا ہوا تھا اور آنکھوں سے بے یقینی جھانک رہی تھی۔ اس کے علاوہ کچھ سوالات بھی تنگ کر رہے تھے۔ ایسی کون سی ضرورت آ پڑی تھی، جس کی وجہ سے تھامسن کو حصولِ رقم کے لیے اتنا خطرناک اور پیچیدہ طریقہ اختیار کرنا پڑ گیا۔ تاہم وہ خاموشی سے سنتا رہا۔ اُس نے ڈونالڈ کے بیان میں مداخلت نہیں کی۔

ڈونالڈ کی کہانی سننے کے بعد کرسٹوفر کی تمام خوش فہمیاں دور ہو گئیں۔ اسے اس میں کوئی شبہ نہ رہا کہ کیلی فورنیا خیر و شر کے لیے میدانِ جنگ بن چکا ہے۔

''ہر اسکیم کے پیچھے تھامسن ہے۔'' ڈونالڈ نے آخر میں کہا۔ ''اور اس کی معقول وجہ بھی ہے۔ ۳۵ ویں ترمیم اُسے امریکا کا طاقت ور ترین آدمی بنا دے گی۔ صدر سے بھی زیادہ طاقت ور۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ہم اس کے خلاف ایک...... محض ایک ٹھوس ثبوت بھی فراہم نہیں کر سکتے۔''

کرسٹوفر بھی انہی خطوط پر سوچ رہا تھا۔ ''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ البتہ آر دستاویز کا معما حل ہو جائے تو کوئی ٹھوس ثبوت حاصل ہو سکتا ہے۔ اب آپ آر دستاویز کے بارے میں بات کریں۔''

''اس پر بات کرنے سے پہلے تمہیں میری تین باتیں ماننا ہوں گی۔'' ڈونالڈ نے کہا۔ ''پہلی یہ کہ پلاسٹک سرجری کے ذریعے میرا چہرہ بدلوا دو۔''

''ہو جائے گا۔ نیواڈا میں ہمارا سرجن ہے، جس کے متعلق ایف بی آئی کو بھی کچھ معلوم نہیں۔ یہ کام کل ہی ہو جائے گا۔'' کرسٹوفر نے یقین دہانی کرائی۔

''دوسری بات یہ کہ مجھے اپنی نئی شناخت چاہیے۔ ڈونالڈ کرینڈن لوئس برگ جیل میں مر چکا۔ ہربرٹ کلر یامو ہوٹل کے دھاکے میں چل بسا۔ اب میں ایک بے نام آدمی ہوں۔ مجھے نیا نام مع ضروری کاغذات درکار ہے۔''

''کاغذات آپ کو پانچ دن بعد مل جائیں گے اور کچھ۔''

''اور ایک وعدہ چاہتا ہوں میں تم سے۔ تھامسن کو بے نقاب کرنے کے بعد تم میرے دامن پر لگا ہوا داغ مٹاؤ گے۔ میرا نام اور میری شخصیت بحال کراؤ گے۔''

''میں نہیں جانتا، یہ ممکن ہے یا نہیں۔''

''میرا مطلب ہے، تم حتی الامکان اس امر کی کوشش کرو گے۔''

''اس بات کا میں آپ سے حلفیہ وعدہ کرتا ہوں۔'' کرسٹوفر نے پوری سچائی کے ساتھ کہا۔

''اب میں تمہیں آر دستاویز کے بارے میں بتاتا ہوں۔'' ڈونالڈ نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ ''میری معلومات مکمل نہیں۔ لیکن میں کچھ نہ کچھ بہرحال جانتا ہوں۔ آر دستاویز ۳۵ ویں ترمیم کا غیر تحریری جز ہے۔ اس کے بارے میں کسی کو علم نہیں۔ اس کے تانے بانے اس وقت بنے گئے تھے، جب مجھے سزا نہیں ہوئی تھی۔ بیکسٹر اس کی وجہ سے بہت پریشان تھا۔ وہ قدامت پسند ضرور تھا لیکن بے حد

شریف اور معقول بھی تھا۔ آئین کی محبت اور احترام اُس کی شخصیت میں رچا بسا تھا۔ دستور کے ساتھ مذاق کرنا اُسے سخت ناپسند تھا۔ لیکن ملک میں جرائم کی شرح بڑھتی ہی جارہی تھی۔ اس اعتبار سے دباؤ بڑھ رہا تھا۔ ملک میں امن وامان قائم رکھنا اُس کی ذمے داری تھی اور یہ نوبت آ گئی تھی کہ ۳۵ ویں ترمیم کے بغیر اس کا امکان نہیں تھا۔ چنانچہ نہ چاہتے ہوئے بھی وہ ترمیم کی حمایت کر بیٹھا۔ اس پر وہ ہمیشہ پچھتاتا بھی رہا۔ لیکن شاید آخر وقت تک، وہ یوں دھنس چکا تھا کہ پیچھے ہٹنا اُس کے بس میں نہیں تھا۔''

''یہ بات درست ہے۔ کرنل کے آخری الفاظ بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ وہ خوف زدہ کس سے تھا؟''

''مجھے نہیں معلوم۔'' ڈونالڈ نے کہا۔ ''میں بس اتنا جانتا ہوں کہ نہ چاہتے ہوئے بھی وہ بہت دور چلا گیا تھا۔ وہ پریشان بھی تھا اور سوائے میرے کسی پر اعتماد بھی نہیں کر سکتا تھا۔ جب دل پر بوجھ بڑھتا، وہ مجھ سے بات کر لیتا۔ ایسے ہی ایک موقع پر اُس نے آر دستاویز کا تذکرہ نکالا۔ اس کے بعد کئی بار اس کا ذکر ہوا۔ وہ کہتا...... کاش تھامسن نے مجھے ۳۵ ویں ترمیم اور آر دستاویز کے چکر میں نہ پھنسایا ہوتا۔ اب سنو...... آر مخفف ہے ری کنسٹرکشن کا۔ یعنی ترمیم کے سلسلے میں تعمیرِ نو کی دستاویز...... امریکا کی تعمیر نو کی دستاویز۔ یہ دستاویز ۳۵ ویں ترمیم کا خفیہ جزو ہے۔ اس کے ذریعے امریکا کو جرائم سے پاک ملک بنایا جا سکتا ہے۔ اس دستاویز کے دو حصے ہیں۔ کرنل بیکسٹر کے علم میں صرف ایک حصہ تھا۔ اُس نے مجھے بتایا کہ دوسرے حصے پر تھامسن اب بھی کام کر رہا ہے۔ پہلے حصہ ایک طرح کا پائلٹ پروگرام تھا۔''

کرسٹوفر الجھ کر رہ گیا۔ ''پائلٹ پروگرام؟ کیا مطلب؟''

''میں خود وضاحت کرنے والا تھا۔ ۳۵ ویں ترمیم تھامسن نے سوچی تھی۔ کیسے سوچی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صدرِ امریکا اور کانگریس جرائم پر قابو پانے کی تدبیریں سوچ رہے تھے۔ ایسے میں تھامسن کو ایک انوکھی مثال نظر آ گئی۔ سوچو، اگر کسی شہر میں جرائم کی شرح پورے ملک کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہو تو اس کی وجوہات کا تجزیہ کیا جا سکتا ہے نا؟ تھامسن نے تمام شہروں کا ڈیٹا فراہم کر کے کمپیوٹر سے مدد لی تھی۔ کمپیوٹر نے چند علاقے علیحدہ کر دیے، جو جرائم سے پاک تھے۔ اتفاق کی بات یہ کہ ایسے تمام علاقے کمپنی ٹاؤن تھے۔''

''کمپنی ٹاؤن؟''

''ہاں۔ امریکا میں کمپنی ٹاؤن بھرے پڑے ہیں۔ کہیں کوئی انڈسٹری قائم ہوتی ہے دور دراز علاقے میں۔ تو وہاں کام کرنے والوں کے لیے شہر بسا دیا جاتا ہے۔ وہ کمپنی ٹاؤن کہلاتا ہے۔ وہاں حکومت کمپنی کی ہوتی ہے۔ اگرچہ ایسا نہیں ہے کہ ہر کمپنی ٹاؤن جرائم سے پاک ہو، لیکن چند ایک ایسے بھی ہیں جہاں جرائم کی شرح نہ ہونے کے برابر ہے۔ وہ چھوٹے ٹاؤن ہیں، جہاں کسی ایک فرد یا کمپنی کی حکمرانی ہے۔''

''یعنی ڈکٹیٹرشپ؟''

''یہی کہہ لو۔ وہاں معاش اور معاشرے پر کنٹرول سخت ہوتا ہے۔ ایسے ہی شہروں میں سے ایک شہر تھامسن کو پسند آ گیا۔ اس کا جرائم کا ریکارڈ طویل عرصے سے صاف تھا۔ اسکا نام آرگوسٹی ہے اور وہ ایریزونا کی آرگو کمپنی کے زیرِ انتظام ہے۔ تھامسن نے اس کے متعلق تحقیق مکمل کی۔ پتا یہ چلا کہ بنیادی حقوق کی دستاویز کے بیشتر نکات پر وہاں عمل درآمد نہیں ہوتا۔ شہریوں کو اس پر اعتراض بھی نہیں تھا۔ کیوں کہ ان کے جان و مال کو مکمل تحفظ حاصل تھا۔ یہیں سے تھامسن کو ۳۵ ویں ترمیم کا آئیڈیا سوجھا۔ اُس نے سوچا، جو کچھ آرگوسٹی میں ممکن ہے، پورے امریکا میں بھی ممکن ہو سکتا ہے لیکن آرگوسٹی کے شہریوں کو کچھ حقوق اُس وقت بھی حاصل تھے۔ تھامسن نے اپنے ایجنٹوں اور دوسرے حربوں کے ذریعے انتظامیہ پر دباؤ ڈلوایا کہ بنیادی حقوق کو تجرباتی طور پر یکسر معطل کرا دیا۔ یوں آرگوسٹی ۳۵ ویں ترمیم کے سلسلے میں بطور تجربہ گاہ استعمال ہو رہا ہے۔ یہ سمجھ لو، اس شہر میں ۳۵ ویں ترمیم کا نفاذ ہو چکا ہے۔ اس شہر کے ذریعے ڈائریکٹر تھامسن عملی طور پر ۳۵ ویں ترمیم کی اثر انگیزی ثابت کر رہا ہے۔''

''میرے خدا...... یہ سب کچھ تو ناقابلِ یقین ہے۔'' کرسٹوفر نے کراہ کر کہا۔ ''اس کا مطلب ہے کہ امریکا میں اس وقت بھی ایک ایسا شہر موجود ہے، جس کے شہری بنیادی انسانی حقوق سے محروم ہیں۔''

''میری معلومات کی حد تک ایسا ایک شہر واقعتاً موجود ہے۔''

''لیکن یہ روحِ جمہوریت کے خلاف ہے۔ غیر قانونی ہے۔ ایک جمہوری ملک میں ایسا نہیں ہو سکتا۔'' اٹارنی جنرل کے لہجے میں احتجاج تھا۔

''یہ مت بھولو کہ کیلی فورنیا میں ۳۵ ویں ترمیم کی توثیق ہوتے ہی یہ سب کچھ قانونی ہو جائے گا۔'' ڈونالڈ نے کہا۔ ''بہرحال...... ڈائریکٹر تھامسن کا یہ تجربہ آر دستاویز کا پہلا حصہ ہے۔''

''اور دوسرا حصہ؟''

ڈونالڈ نے کندھے جھٹک دیے۔ ''مجھے معلوم نہیں۔''

''مجھے یقین نہیں آتا۔'' کرسٹوفر نے کہا۔ ''اور ہاں...... نتائج کے بارے میں بھی تو بتاؤ۔ آرگوسٹی میں اس تجربے کے نتائج کیسے ہیں؟''

''یہ تو تمہیں خود دیکھنا چاہیے۔'' ڈونالڈ نے اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ ''تم یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھنا پسند نہیں کرو گے؟''

''بالکل پسند کروں گا۔ یہ ضروری ہے۔ میں ڈائریکٹر تھامسن کے منصوبے کی تہ تک پہنچنا چاہتا ہوں۔ ملک کی سالمیت تک داؤ پر لگی ہوئی ہے۔ ویسے کیا یہ ممکن ہے کہ میں وہ شہر دیکھ سکوں؟''

''جہاں تک میں نے سُنا ہے، باہر کے لوگ وہاں نہیں جاتے۔ لیکن صرف دو افراد اتنے نمایاں اور اَن میل بھی نہیں معلوم ہوں گے۔''

'' دو نہیں، تین کہو۔''

'' تین؟'' ڈونالڈ چونکا۔'' یہ خطرناک بھی ثابت ہوسکتا ہے۔''

'' یہ ایسا خطرہ ہے...... جو مول لیا جاسکتا ہے۔ تیسرا آدمی اتنا اہم ہے کہ تنِ تنہا ۳۵ ویں ترمیم کو تہس نہس کرسکتا ہے۔''

☆☆☆☆☆

اٹارنی جنرل کرسٹوفر نے واپس آتے ہی کمپنی ٹاؤنز کے سلسلے میں طوفانی ریسرچ شروع کرادی تھی۔ ایری زونا کے آرگو سٹی پر وہ بالخصوص زور دے رہا تھا۔ ریسرچ خاموشی اور برق رفتاری سے بڑھتی رہی۔ چار دن بعد اس سلسلے میں پہلی تفصیلی رپورٹ اُس کی میز پر موجود تھی۔

اس رپورٹ کا جائزہ لینے کے بعد پہلی بار کمپنی ٹاؤن کی اہمیت اس پر روشن ہوئی۔ دور دراز علاقوں میں کان کنی کی کمپنیوں کو کان کنوں کی ضرورت پڑتی تھی۔ انہیں اس کام کی طرف ملتفت کرنے کے لیے کمپنی کو پورا شہر آباد کرنا پڑتا تھا۔ وہ وہاں مکانات تعمیر کرتے، دیگر کاروباری اسکیمیں شروع کرتے، غذائی اجناس کی دکانیں، جنرل اسٹورز اور ہوٹل قائم کرتے، تاکہ اُن کے کارکنوں کو ہر سہولت میسّر رہے۔ ایسے شہروں میں عموماً مکان، دکانیں غرض ہر چیز کمپنی کی ملکیت ہوتی تھی۔ وہاں مزدوروں کی تنظیم کا بھی کوئی سوال نہیں تھا۔ شاید اس کی وجہ یہ بھی ہو کہ مزدوروں کے نزدیک وہ اُن کا مستقل شہر نہیں بلکہ محض وقتی ٹھکانا ہوتا تھا۔ وہ وہاں کمپنی کے رحم وکرم پر ہوتے تھے۔ زبان کھولتے ہوئے ہر شخص گھبراتا تھا۔ وہاں کسی کی رائے کی کوئی اہمیت بھی نہیں تھی۔

جنرل رپورٹ پڑھنے کے بعد کرسٹوفر نے آرگو سٹی والی تحقیقی فائل کھولی۔ آرگو سٹی کے متعلق موجود معلومات بہت کم تھیں۔ لیکن دوسرے کمپنی ٹاؤنز سے اُس کا مختلف ہونا بالکل واضح تھا۔ آرگو سٹی میں ہر چیز کمپنی کی ملکیت تھی۔ وہاں صرف کمپنی کے ضابطے چلتے تھے......اور صرف کمپنی کے ملازمین رہتے تھے۔ گزشتہ پانچ برس کے دوران وہاں کبھی معمولی سا کوئی جُرم بھی نہیں ہوا تھا۔ یہ بہت بڑی خوبی تھی...... بہت اچھی بات تھی...... خوف ناک حد تک...... خوف زدہ کردینے کی حد تک اچھی!

کرسٹوفر نے فائل بند کردی۔ حقیقت جاننے کا ایک ہی طریقہ تھا اور وہ یہ کہ خود جاکر اس شہر کو دیکھا جائے۔ اس صورت میں اسے اندازہ ہوسکتا تھا کہ ۳۵ ویں ترمیم کے زیرِ سایہ ریاست ہائے متحدہ امریکا کا کیا حال ہوگا۔ اور اس سلسلے میں صرف وہ اور ڈونالڈ ہی کافی نہیں تھے، چیف جسٹس ہاورڈ کو یہ سب کچھ دکھانا بہت ضروری تھا۔ فیصلہ کرنے میں اُسے کوئی دشواری نہیں ہوئی۔

اس نے ریسیور اُٹھا کر اپنی سیکریٹری سے پوچھا۔'' ماریان! ٹیلی فون ٹیپ کرنے کا سسٹم غیر مؤثر ہے نا؟''

'' اب اس کی ضرورت نہیں رہی جناب۔'' ماریان نے جواب دیا۔'' آپ کے منگوائے ہوئے جدید ترین آلات نصب ہوچکے ہیں۔ اب کسی بھی انسٹرومنٹ پر نہ گفتگو سُنی جاسکتی ہے، نہ ٹیپ کی جاسکتی ہے۔''

کرسٹوفر مطمئن ہوگیا۔ آلات نصب کرنے والوں نے بہت تیزی دکھائی تھی۔ اس نے چیف جسٹس ہاورڈ کا نمبر ڈائل کرنا شروع کیا۔

☆☆☆☆☆

وہ اوائل جون کی صبح تھی۔ جمعے کا دن تھا۔ تینوں مختلف مقامات اور مختلف پروازوں سے فونیکس، ایری زونا پہنچے تھے۔ کرسٹوفر سب سے پہلے پہنچا۔ وہ بالٹی مور سے آیا تھا۔ ریزرویشن کی رُو سے اُس کا نام برنارڈ تھا۔ اُس کے بعد ڈونالڈ آیا، جو ڈوور کے نام سے سفر کررہا تھا۔ وہ کارسن سٹی سے آیا تھا۔ آخر میں چیف جسٹس ہاورڈ پہنچا۔ اُس نے جوزف کے نام سے سفر کیا تھا۔

یہ پہلے سے طے تھا کہ کرسٹوفر اور ڈونالڈ، ہاورڈ کا انتظار نہیں کریں گے۔ ان تینوں کا ایک ساتھ آرگو سٹی میں داخلہ شکوک پیدا کرسکتا تھا۔

کرسٹوفر، ڈونالڈ کو اُس وقت تک نہ پہچان سکا، جب تک وہ اس کے بہت قریب نہ پہنچ گیا۔ نیواڈا کے پلاسٹک سرجن نے کمال کردکھایا تھا۔'' مسٹر برنارڈ؟'' ڈونالڈ نے محظوظ ہوتے ہوئے کہا۔

'' مسٹر ڈوور۔'' کرسٹوفر نے جواباً کہا اور ڈونالڈ کی طرف ایک لفافہ بڑھادیا۔'' اس میں آپ کی نئی شخصیت تمام جزئیات اور ضروری معلومات سمیت موجود ہے۔''

'' میں تو تمہارا شکریہ بھی ادا نہیں کرسکتا۔ تم نے بہت بڑا کام کیا ہے۔'' ڈونالڈ نے احسان مندی سے کہا۔

'' نہیں۔ کام تو آپ نے زیادہ بڑا کیا ہے، جو کچھ آپ نے بتایا ہے، ثابت ہوگیا...... تو چیف جسٹس ہاورڈ ۳۵ ویں ترمیم کو اُلٹ کر رکھ دے گا۔ آؤ، اب چلیں۔ بیس منٹ بعد ہاورڈ کو پہنچنا ہے۔''

کرسٹوفر پہلے ہی سے ایک فورڈ کرائے پر لے چکا تھا۔ وہ فورڈ میں بیٹھے اور جنوب مغرب کی طرف چل دیے۔ ہرے بھرے کھیتوں کے بعد صحرائی علاقہ شروع ہوگیا۔ وہ میکسیکن سرحد کی طرف بڑھ رہے تھے۔ بالآخر انہیں سائن بورڈ نظر آیا۔'' آرگو سٹی، آبادی ۱۴ ہزار، قائم کنندہ آرگو ریفائننگ کمپنی۔''

کچھ ہی دیر بعد وہ آرگو سٹی کے قلب میں تھے۔ راستے میں انہیں پوسٹ آفس اور متعدد جنرل اسٹور نظر آئے۔ پھر ایک سینما، لائبریری اور ایک پارک بھی نظر آیا۔ شہر بے حد صاف ستھرا تھا۔ نیشنل ہوٹل کی چار منزلہ عمارت ہسپانوی طرزِ تعمیر کا نمونہ تھی۔ انہوں نے کار پارک کی اور ہوٹل کی لابی میں داخل ہوئے۔'' یہ تو ایڈگر ہوور بلڈنگ کا چربہ لگتا ہے۔'' کرسٹوفر نے تبصرہ کیا۔'' تھامسن نے بنوائی ہوگی یہ......''

ڈونالڈ نے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے اُسے چُپ رہنے کا اشارہ کیا۔ ''مسٹر برنارڈ...... زیادہ باتیں کرنے کی نہیں ہوگی۔'' اس نے کہا۔

انہوں نے ہوٹل کے رجسٹر میں اپنے فرضی ناموں کا اندراج کیا۔ روانگی کا وقت رات کا لکھا تھا۔ پورٹر نے اُن کا سامان تیسری منزل پر اُن کے کمرے تک پہنچایا۔ دونوں کے کمرے ملحق تھے۔ پورٹر نے رمیانی دروازہ کھولا۔ ائیر کنڈیشنر چیک کیا اور ٹپ لے کر رُخصت ہوگیا۔

اب وہ دونوں کرسٹوفر کے کمرے میں تنہا تھے۔ یہ پہلے ہی طے پاچکا تھا کہ ہاورڈ کی آمد کے بعد ہی باہر نکلا جائے گا۔ ہاورڈ کو ٹیکسی میں آنا تھا اور واپسی کا سفر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ فورڈ میں ہی کرنا تھا۔

''ویسے مجھے تو یہ شہر نارمل ہی لگ رہا ہے۔'' کرسٹوفر نے کہا۔

''باہر نکل کر دیکھو گے تو پتا چلے گا۔'' ڈونالڈ نے کہا اور اپنا بریف کیس کھول کر اُس میں سے ایک فہرست نکالی۔ میں نے بیکسٹر کی فراہم کردہ معلومات کی بنیاد پر اپنی یادداشت کے سہارے کل رات یہ فہرست مرتّب کی ہے۔''

''ایک فہرست میرے پاس بھی ہے، جو میرے ماتحتوں نے مرتّب کی ہے۔ ہمیں اس فہرست میں موجود مقامات کی پڑتال کرنا ہوگی۔ آؤ...... ہاورڈ کی آمد سے پہلے ہی لائحہِ عمل طے کرلیں۔''

دونوں فہرستوں کا موازنہ کر کے ایک ماسٹر لِسٹ تیار کر لی گئی۔ اُن کے پاس صرف چار گھنٹے تھے، جو کچھ کرنا تھا، اُن چار گھنٹوں ہی میں کرنا تھا۔

''دیکھنا یہ ہے کہ یہاں کے لوگ ہمارے گور کے بارے میں مشکوک تو نہیں ہوتے۔'' ڈونالڈ نے کہا۔ ''لیٹر ہے نا، تمہارے پاس۔''

کرسٹوفر نے کوٹ کی جیب تھپتھپائی۔ ''اس کی فکر مت کرو۔ فلپس انڈسٹریز کا لیٹر ہیڈ رات کو ہی مل گیا تھا۔ میرے اسٹاف نے اُسے مستند بنانے میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہوگی۔''

کچھ دیر بعد وہ اپنی فرضی حیثیتوں کے بارے میں جزئیات پر گفتگو کر کے خود کو پختہ کرتے رہے۔ وہ یہاں فلپس انڈسٹری کے نمائندوں کی حیثیت سے آئے تھے اور انہیں کچھ شہری سہولیات کو دیکھنا تھا کہ فلپس انڈسٹری اپنے ٹاؤن میں اُن سے استفادہ کرنے کا فیصلہ کرسکے۔

''ہاورڈ کا گور کیا ہوگا؟'' ڈونالڈ نے پوچھا۔

''اس کا معاملہ مختلف ہے۔'' کرسٹوفر نے بتایا۔ ''وہ ہوٹل میں رات کے قیام کی بکنگ کرائے گا۔ حالاں کہ اُس کی روانگی ہمارے ساتھ ہی ہوگی۔ وہ ایک ریٹائرڈ وکیل کی حیثیت سے آئے گا، جو اپنی بیٹی سے ملنے ٹسکن جا رہا ہے اور طویل سفر کی وجہ سے ایک رات یہاں رُکنے پر مجبور ہوگیا ہے۔ وہ یہاں ایک مکان خریدنے کے امکانات کا جائزہ لینے کی غرض سے نکلے گا کیوں کہ یہ پُرسکون علاقہ اُسے پسند آیا ہے۔''

''مجھے تو ڈر ہی لگ رہا ہے۔'' ڈونالڈ بولا۔

''ارے...... صرف چار گھنٹے کی تو بات ہے۔ اور پھر یہاں مکان خریدنے کے ارادے کے نتیجے میں بہت قیمتی معلومات حاصل ہوں گی۔'' کرسٹوفر نے تسلّی دی۔ پھر اچانک بولا۔ ''میں آر دستاویز کے دوسرے حصے کے متعلق تشویش میں مبتلا ہوں۔ کاش، یہاں سے اس کا کوئی سراغ مل جائے۔''

''اس بات کا کوئی امکان نہیں۔ اس راز سے صرف ڈائریکٹر تھامسن اور اٹارنی جنرل بیکسٹر باخبر تھے۔ بیکسٹر کے ذریعے مجھے معلوم ہوا اور میرے ذریعے تمہیں تھامسن بہت راز داری سے کام کرنے کا عادی ہے۔''

''بہر حال ہماری آج کی تفتیش بہت اہم ہے۔ اگر یہاں سے کوئی ثبوت نہ ملا تو ہم ۳۵ ویں ترمیم کو شکست نہیں دے سکیں گے۔''

دس منٹ بعد چیف جسٹس ہاورڈ بھی ان سے آملا۔ اُس نے عامیانہ لباس پہنا تھا تاکہ چیف جسٹس کی حیثیت سے پہچان نہ لیا جائے۔ کرسٹوفر نے ڈونالڈ کو ہاورڈ سے متعارف کرایا۔

ہاورڈ نے ڈونالڈ کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔ ''آرگوسٹی کے بارے میں تمہاری اطلاع نے مجھے دہلا دیا ہے۔ میری دعا ہے کہ یہاں گزرا ہوا وقت ضیاع ثابت نہ ہو۔''

''میں نے وہی کچھ دہرایا تھا، جو کرنل بیکسٹر سے سُنا تھا۔'' ڈونالڈ نے مدافعانہ لہجے میں کہا۔ ''آر دستاویز کی بُنیاد آرگوسٹی کے تجربے پر رکھی گئی ہے۔ تجربہ کرنے والا ہے ایف بی آئی کا ڈائریکٹر تھامسن۔''

''ہوں...... گویا ہم مستقبل کے امریکا...... بلکہ خدانخواستہ ۳۵ ویں ترمیم کی منظوری کے بعد کے امریکا کی جھلک دیکھنے والے ہیں۔ لیکن ڈونالڈ...... مجھے یقین نہیں کہ جو کچھ تم نے کہا ہے، وہ ممکن ہے۔''

''چھوڑیے...... ابھی کچھ دیر میں پتا چل جائے گا۔''

کرسٹوفر نے اپنے نوٹس سنبھالے۔ ''مسٹر چیف جسٹس، آپ کو سب سے پہلے آرگوسٹی اسٹیٹ ایجنسی سے رابطہ کرنا ہوگا۔ آپ انہیں بتائیں گے کہ آپ کو علاقے کے سکون نے بے حد متاثر کیا ہے اور آپ باقی زندگی یہاں گزارنا چاہتے ہیں۔ آپ ایک سابق وکیل کی حیثیت سے یہاں کے جج سے بھی مل سکتے ہیں۔ پھر اسٹورز جائیں...... سُپر مارکیٹ جائیں۔ وہاں عام لوگوں سے باتیں کریں۔ یوں بہت کچھ سامنے آسکتا ہے۔''

چیف جسٹس ہاورڈ یہ سب کچھ کاغذ پر نوٹ کر رہا تھا۔

''وقت ملے تو آرگوسٹی کے نیوز دفتر بھی چلے جائیں۔ اُن سے پرانے اخبارات کی کاپیاں لے کر پڑھیں۔ وقت آپ کے پاس زیادہ نہیں ہوگا، تاہم رپورٹر اور ایڈیٹر سے گفتگو ہو جائے تو اور بہتر رہے گا۔''

''وقت تو واقعی کم ہے اور کام زیادہ۔'' ہاورڈ نے کہا۔

’’اس سے پہلے کہ ہم اس شہر میں نمایاں اور اجنبی محسوس ہونے لگیں، ہمیں یہ شہر چھوڑ دینا ہوگا۔‘‘ کرسٹوفر نے مزید کہا۔ ’’میں اور ڈونالڈ پبلک لائبریری اور پوسٹ آفس کا جائزہ لیں گے۔ پھر سٹی منیجر سے ملنے کی کوشش کریں گے۔ اس کے علاوہ ہم عام شہریوں سے بات چیت کے لیے بھی وقت نکالنے کی کوشش کریں گے۔ ایسی گفتگو تو راہ چلتے بھی ہوسکتی ہے۔‘‘ اُس نے گھڑی پر نظر ڈالی۔ ’’اس وقت ایک بج کر چودہ منٹ ہوئے ہیں۔ پانچ بجے ہم اسی کمرے میں یکجا ہوں گے......اور اپنی حاصل کردہ معلومات کا تبادلہ و موازنہ کریں گے۔ اس وقت تک شاید سچائی ہم پر عیاں ہو چکی ہوگی۔ بس اب کام شروع...... مسٹر چیف جسٹس، پہلے آپ نکلیں۔‘‘

ہاورڈ اُٹھا، اپنا ہیٹ سر پر جمایا اور کمرے سے نکل گیا۔ پانچ منٹ بعد کرسٹوفر اور ڈونالڈ بھی نکل آئے۔ آرگوسٹی کی ریسرچ کا آغاز ہو چکا تھا۔

☆☆☆☆☆

سٹی منیجر نے اپنی عینک ناک پر جمائی۔ ’’حضرات، مجھے افسوس ہے، میں آپ کو اس سے زیادہ وقت نہیں دے سکوں گا۔‘‘ اُس نے کلاک کی طرف اشارہ کیا۔ ’’سوا چار بجے مجھے ایک اور ملاقاتی سے ملنا ہے۔‘‘ پھر وہ کرسٹوفر اور ڈونالڈ کو دروازے تک چھوڑنے آیا۔ ’’مجھے خوشی ہوئی کہ میں آپ کے کسی کام آسکا۔ یاد رکھیں، اچھا ماحول اور گرد و پیش لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اس طرح علاقہ بھی پُر امن رہتا ہے۔ شیرف بھی آپ کو یہی کچھ بتائے گا۔ اس شہر میں جرائم کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ جب سے ہم نے مقامی قانون کے تحت لوگوں کے جمع ہونے پر پابندی عائد کی ہے، یہاں کوئی عوامی مظاہرہ بھی نہیں ہوا ہے۔ ہمارے ملازمین......یعنی شہری بے حد قانع اور مطمئن ہیں۔ یہاں صرف ایک گندہ انڈا ہے......اور وہ ہے تاریخ کی ٹیچر، لیکن ہم اب اُس سے پیچھا چھڑانے والے ہیں۔ گڈ لک حضرات......میری دُعا ہے کہ آپ بھی اپنی کمپنی کے لیے ایسا پُر امن شہر آباد کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔‘‘

انہیں رخصت کر کے سٹی منیجر دوبارہ اپنی کرسی پر آبیٹھا۔ چند لمحے بعد اس کی سیکریٹری دفتر میں آئی۔ اُس کے چہرے پر پریشانی تھی۔ ’’یہ جو دو حضرات ابھی رخصت ہوئے ہیں......‘‘ اُس نے کہا۔ ’’میں نے انہیں فلپس سٹی کی تعمیر نو کے بارے میں بات کرتے سُنا تھا۔‘‘

’’ہاں......وہ اسی غرض سے آئے تھے۔‘‘ سٹی منیجر نے جواب دیا۔

’’لیکن یہ غلط ہے۔ اس شہر کی تعمیر نو تو ہو بھی چکی۔ چند سال پرانی بات ہے یہ۔ میرے پاس اس کی فائل موجود ہے۔‘‘ سیکریٹری نے کہا۔

اب سٹی منیجر پریشان نظر آنے لگا۔ ’’یہ کیسے ممکن ہے؟‘‘

’’میں آپ کو فائل دکھا سکتی ہوں۔‘‘

چند منٹ بعد سٹی منیجر نقشوں، تصاویر اور اخباری تراشوں پر مشتمل فائل دیکھ رہا تھا۔ اُس کی سیکریٹری کا دعویٰ درست ثابت ہوا تھا۔ فائل ایک طرف رکھ کر اُس نے فلپس انڈسٹریز کے مسٹر ہلمین کو فون کیا۔ ہلمین سے بات کرنے کے بعد اُس نے آرگوسٹی کے شیرف کا نمبر ملایا اور اسے فلپس کمپنی کے جعلی نمائندوں کی تفتیش کے متعلق مطلع کیا۔ ’’انہیں گرفتار کرلو۔‘‘ اس نے مشورہ دیا۔

’’یہ تو ممکن نہیں، تم اوپر کے احکامات سے واقف ہو۔ پہلے ہمیں یہ معلوم کرنا ہوگا کہ وہ کون ہیں۔‘‘ دوسری طرف سے شیرف نے کہا۔

’’لیکن میک......‘‘

’’تم یہ معاملات مجھ پر چھوڑ دو۔ میں کیلی سے بات کروں گا۔ وہ صحیح فیصلہ کرسکتا ہے۔‘‘

☆☆☆☆☆

آرگوسٹی ہائی اسکول کی دوسری منزل پر واقع ملاقاتی کمرے میں تاریخ کی ٹیچر مس واٹکنس، کرسٹوفر اور ڈونالڈ کے سامنے بیٹھی تھی۔ ’’پرنسپل نے بتایا تھا کہ آپ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ فرمایئے......میں آپ کی کیا خدمت کرسکتی ہوں۔‘‘

’’ہمیں پتا چلا ہے کہ آپ کو ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔‘‘ کرسٹوفر نے کہا۔ ’’ہم آپ سے کچھ سوالات کرنا چاہتے ہیں۔‘‘

’’آپ ہیں کون؟‘‘

’’ہم فلپس سٹی کے اسکول بورڈ سے متعلق ہیں اور آرگوسٹی کے اسکول سسٹم پر سروے کر رہے ہیں۔ سٹی منیجر سے گفتگو کے دوران اسکول سے آپ کے اخراج کا معاملہ ہمارے علم میں آیا ہے۔ سٹی منیجر کا کہنا ہے کہ آپ سسٹم سے ہٹ کر......‘‘

’’سسٹم؟‘‘ مس واٹکنس کے لہجے میں حیرت تھی۔ ’’میں اپنا فرض پورا کر رہی تھی۔ طلباء کو امریکن ہسٹری پڑھا رہی تھی۔‘‘

’’بہر حال......آپ کو نوٹس دے دیا گیا؟‘‘

’’جی ہاں، آج یہ اس اسکول میں میرا آخری دن ہے۔‘‘

’’آپ تفصیل سے بتائیں کے ہوا کیا تھا؟‘‘ ڈونالڈ نے فرمائش کی۔

’’مجھے تو دُہراتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔‘‘ مس واٹکنس بولی۔ ’’عجیب سا لگتا ہے۔ میں جمہوریہ امریکا کے اجداد کے بارے میں طلبا کو بتا رہی تھی۔ پھر میں نے انہیں امریکی آئین کے متعلق بتایا، جو ہمارے لیے باعث فخر ہے۔ اس ضمن میں بنیادی انسانی حقوق کی قرارداد کا تذکرہ بھی آیا۔ میں نے طلباء کو بتایا کہ امریکا کی جمہوری سربلندی درحقیقت اس قرارداد ہی کی وجہ سے ہے۔‘‘ اُس نے چند لمحے توقف کیا۔ ’’بچوں نے گھر جا کر والدین سے قرارداد پر گفتگو کی۔ دو دن بعد تعلیمی بورڈ کا ایک نمائندہ مجھ

سے ملا اور اس نے کہا کہ میں شہر کی انتظامیہ کے لیے مسائل کھڑے کر رہی ہوں۔ میں نے وضاحت کی کہ میں تو صرف تاریخ پڑھا رہی تھی، جو میرا فرض ہے۔ اس پر انہوں نے میری برطرفی کے احکامات جاری کر دیے۔ میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آیا۔''

''تو آپ اس برطرفی پر احتجاج نہیں کریں گی؟''

مس واٹکنس حیران نظر آنے لگی۔ ''احتجاج! کس سے کروں؟ یہاں ایسا کوئی شخص نہیں ہے، ہوتا، تب بھی میں احتجاج نہ کرتی۔''

''کیوں؟''

''میں جیو اور جینے دو کے مقولے پر عمل کرتی ہوں۔ مجھے یہ احساس تو ہو گیا ہے کہ یہاں کے ضابطے کچھ اور ہیں...... اور میں نے نادانستگی میں کسی ضابطے کی خلاف ورزی کی ہے۔''

''تو اب آپ کیا کریں گی؟'' ڈونالڈ نے پوچھا۔ ''کیا یہیں مقیم رہیں گی؟''

''یہ ناممکن ہے، یہاں صرف وہی لوگ رہ سکتے ہیں، جو کسی نہ کسی حیثیت میں یہاں ملازم ہوں۔ اور یہاں مجھے کوئی دوسری ملازمت اب ملے گی نہیں۔ مجھے واپس جانا ہوگا، دوسری ملازمت ڈھونڈنا ہو گی، مگر میری سمجھ میں اب بھی نہیں آیا کہ مجھ سے کیا غلطی سرزد ہوئی ہے۔''

کرسٹوفر اور ڈونالڈ نے مس واٹکنس کو مزید کریدنے کی کوشش کی مگر وہ پہلوتہی کرتی رہی۔ پھر بالآخر وہ معذرت کر کے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

اسکول سے باہر نکلتے ہوئے ڈونالڈ نے کہا۔ ''کرس...... نہ جانے کس نے ایک بات کہی تھی۔ کہا تھا کہ امریکا میں فاشزم صرف اسی صورت میں آ سکتا ہے کہ لوگ اُس کے حق میں ووٹ دیں۔''

''کاش، ایسا ہی ہو۔'' کرسٹوفر نے کہا۔ ''آؤ...... اب ہوٹل واپس چلیں۔ ابھی ہمیں بہت سی باتوں کے بارے میں فیصلہ کرنا ہے۔''

☆☆☆☆☆

چار بج کر پچپن منٹ پر وہ تینوں پھر کرسٹوفر کے کمرے میں یکجا ہوئے۔ ''مسٹر چیف جسٹس، پہلے آپ بتائیں کہ آپ نے کیا دیکھا؟'' کرسٹوفر نے پوچھا۔

''میرے پاس اس کے لیے ایک ہی لفظ ہے...... شاکنگ، مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ امریکا میں یہ سب بھی ہو سکتا ہے۔''

''جی ہاں، اور لوگ اس حد تک عادی ہو چکے ہیں کہ انہیں اپنے حقوق محرومی کا احساس تک نہیں۔'' ڈونالڈ نے تائید کی۔

''اب ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکل لینا چاہیے۔'' کرسٹوفر نے کہا۔ ''تفصیلی گفتگو کار میں بھی ہو سکتی ہے۔''

''میں شیرف سے ملا، اخبار کے ایڈیٹر سے ملا، ان سے گفتگو کر کے احساس ہوا کہ یہ طرزِ زندگی اُن کے لیے معمول کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ یہاں انسان نہیں، روبوٹ رہتے ہیں۔'' ہاورڈ نے کہا۔

کرسٹوفر اٹھ کھڑا ہوا۔ ''اب کچھ مجھ سے بھی سُن لیں۔ اس شہر کا تمام کاروبار کمپنی کی ملکیت ہے۔ ملازمین کو تنخواہ کوپنوں کی شکل میں دی جاتی ہے، جو صرف کمپنی کی دکانوں اور اداروں میں قابلِ قبول ہیں۔ لہٰذا کمپنی کا سرمایہ کمپنی ہی کی تحویل میں رہتا ہے۔''

''کس قدر چالاکی سے اس خلائی دور میں غلامی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔'' ڈونالڈ بولا۔

''اس کے علاوہ یہاں کی لائبریری میں سیاسیات اور تاریخ کے موضوع پر کوئی کتاب موجود نہیں۔ پابندی لگی ہوئی ہے ان پر۔ پھر یہاں ڈاک سنسر ہوتی ہے۔ ہوٹل میں کسی اجنبی کو دو دن سے زیادہ ٹھہرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ تین دن ہونے کے بعد اجنبیوں کو آوارہ گردی کے الزام میں اٹھا لیا جاتا ہے۔ پادری کا وعظ بھی سنسر شپ سے مستثنیٰ نہیں۔ ذاتی مکان کسی کو میّسر نہیں۔ مکان کا کرایہ تنخواہوں سے منہا کیا جاتا ہے۔''

''ہاں۔ میں نے مکان کی خریداری کا ارادہ ظاہر کیا تو مجھے یہ تمام تفصیل بتا دی گئی تھی۔'' جسٹس ہاورڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ امریکا میں بُنیادی انسانی حقوق کو اس طرح پامال بھی کیا جا سکتا ہے۔''

''یہ شہر نہیں...... یہ تو نظر بندوں کا کیمپ معلوم ہوتا ہے۔'' کرسٹوفر کو اپنے بیٹے جوش کی بات یاد آ گئی۔

''یہاں امریکا کی حکومت کے تمام حقوق و اختیارات کمپنی کے پاس ہیں۔'' ہاورڈ نے کہا۔

''کمپنی کے پاس نہیں، ایف بی آئی کے ڈائریکٹر ورنن تھامسن کے پاس کہیے۔''

''ہاں...... تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن میں حیران ہوں کہ وفاقی حکومت تو یہاں کے معاملات سے بے خبر ہے ہی۔ لیکن ریاست ایری زونا کے حکام کو تو اس کا علم ہونا چاہیے۔ وہ اس سلسلے میں کچھ کیوں نہیں کرتے؟''

''تھامسن بلیک میلنگ کے ذریعے ہر کام نکال سکتا ہے۔ وہ جسے چاہے، کٹھ پتلی کی حیثیت سے استعمال کر سکتا ہے۔'' کرسٹوفر نے کہا۔ ''ہم اس صورتِ حال سے صرفِ نظر نہیں کر سکتے۔ میں اٹارنی جنرل کی حیثیت سے ایکشن لوں گا۔ میں یہاں ایک تفتیشی ٹیم بھیجوں گا......''

جسٹس ہاورڈ نے ہاتھ اُٹھاتے ہوئے کہا۔ ''بنیادی مسئلہ یہ نہیں۔ بات صرف یہاں کے چودہ ہزار شہریوں کی نہیں۔ یہ تو پورے مُلک کا مسئلہ ہے۔''

''آپ کا اشارہ ۳۵ ویں ترمیم کی طرف ہے؟''

''ہاں، یہ شہر تو ۳۵ ویں ترمیم کی تجربہ گاہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اب ہمیں اندازہ ہو گیا ہے کہ ۳۵ ویں

ترمیم کے جزوِ آئین ہونے کے بعد امریکا کا کیا حال ہوگا۔" ہاورڈ نے پُر جوش لہجے میں کہا۔ "میں نے فیصلہ کرلیا ہے، کیلی فورنیا اسمبلی میں ۳۵ ویں ترمیم منظور نہیں ہوسکتی۔"

"تو مسٹر چیف جسٹس، آپ نے......" کرسٹوفر کے لہجے میں احساسِ فتح کی جھلک تھی۔

"ہاں، میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا، نبھاؤں گا۔ تم نے وعدے کے مطابق آر دستاویز کا ایک حصہ دکھا دیا ہے۔ جمہوریت واقعی خطرے میں ہے۔ میں یہاں تحفظ کے نام پر فاشزم کو سر اُبھارتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ قانون کے پردے میں لاقانونیت میں نہیں ہونے دوں گا۔ میں پہلے صدر کو تفصیل سے آگاہ کروں گا اور ۳۵ ویں ترمیم کے سلسلے میں مؤقف بدلنے پر قائل کرنے کی کوشش کروں گا۔ اس میں ناکام رہا تو پھر میں کھل کر ترمیم کی مخالفت کروں گا۔ امریکا کو آر گوسٹی بنانے کی اجازت کسی کو نہیں دی جا سکتی۔" جسٹس کا چہرہ تمتما رہا تھا۔

کرسٹوفر نے بے حد گرم جوشی سے جسٹس ہاورڈ سے ہاتھ ملایا۔ ڈونالڈ تنویمی انداز میں تائید میں سر ہلائے جارہا تھا۔

"بس، اب چل دو۔ میں اپنے کمرے سے اپنا سامان نکالتا ہوں۔ دو منٹ بعد نیچے ملاقات ہوگی۔" جسٹس ہاورڈ نے کہا اور دروازے کی طرف چل دیا۔

"تم فونیکس سے کہاں جاؤ گے؟" کرسٹوفر نے ڈونالڈ سے پوچھا۔

"واپس فلاڈلفیا جاؤں گا۔"

"واشنگٹن آجاؤ۔ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ میں تمہیں سرکاری ملازمت دلواؤں گا۔ ہمارا کام مکمل نہیں ہوا ہے۔ ۳۵ ویں ترمیم کے بعد ہمیں جرائم کے خاتمے کے لیے ایک مثبت متبادل پروگرام تیار کرنا ہوگا۔ ہم اس سلسلے میں مل کر کام کر سکتے ہیں۔"

ڈونالڈ کا گلا رُندھ گیا۔ "میں شکر گزار رہوں گا۔ لیکن......"

"اب نکل چلو۔ وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔"

نیچے اُتر کر انہوں نے ڈیسک پر کمرے چھوڑنے کی اطلاع دی اور ہوٹل سے نکل آئے۔ وہ کار کی طرف بڑھ رہے تھے۔ جسٹس ہاورڈ نے راستے میں رُک کر مقامی اخبار کا تازہ ایڈیشن خریدا۔ اندھے اخبار فروش نے سکوں کی جھنکار سُن کر سر اٹھایا۔ وہ تاریک شیشوں کا چشمہ لگائے ہوئے تھا۔ اُس نے چیف جسٹس کو تشکرانہ مسکراہٹ سے نوازا۔

ایک منٹ بعد وہ تینوں کرائے کی فورڈ میں بیٹھے فونیکس کی طرف رواں تھے، جہاں سے انہیں آزاد فضاؤں کی طرف پرواز کرنا تھا۔

☆☆☆☆☆

اندھے اخبار فروش نے سکّے سمیٹ کر جیب میں ڈالے اور ہوٹل کی طرف چل دیا۔ پارکنگ لاٹ کے برابر پٹرول پمپ تھا، جہاں دو فون بوتھ موجود تھے۔ اُس نے ایک بوتھ میں داخل ہو کر دروازہ اندر

سے بند کیا۔ پھر اُس نے چشمہ اتار کر جیب میں رکھا، سلاٹ میں سکّہ ڈالا اور نمبر ڈائل کرنے میں مصروف ہوگیا۔ دوسری طرف سے رابطہ ملتے ہی اُس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "میں سپیشل ایجنٹ کیلی بول رہا ہوں۔ مجھے ڈائریکٹر تھامسن سے بات کرنا ہے۔"

چند لمحے بعد دوسری طرف سے تھامسن کی آواز اُبھری۔ "کہو کیلی...... کیا بات ہے؟"

"میں آر پوائنٹ سے بول رہا ہوں جناب۔ یہاں تین افراد آئے تھے۔ اُن میں سے دو کو میں نے پہچان لیا، ایک اٹارنی جنرل کولنس تھا اور دوسرا چیف جسٹس ہاورڈ...... جی جناب، میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ مجھ سے پہچاننے میں غلطی نہیں ہوئی ہے۔"

☆☆☆☆☆

اگلی صبح پندرہ منٹ کے وقفے سے صدر صاحب نے ڈائریکٹر تھامسن کو دوبارہ فون کیا۔ وہ پہلا موقع تھا کہ تھامسن نے اپنی سیکریٹری کے ذریعے کہلوایا کہ وہ موجود نہیں ہے۔ درحقیقت وہ بند دروازے کے پیچھے اپنے ڈپٹی ہیری ایڈورڈ کا فراہم کردہ تازہ ٹیپ سُن رہا تھا۔ وہ صدر اور چیف جسٹس ہاورڈ کے درمیان ایک گھنٹا قبل فون پر ہونے والی گفتگو کا ٹیپ تھا۔ فون چیف جسٹس نے کیا تھا اور کال پانچ منٹ پر محیط تھی۔

صدر صاحب کی پہلی کال اُس وقت آئی تھی جب ہیری ایڈورڈ گفتگو کا ٹیپ لے کر تھامسن کے دفتر میں داخل ہوا تھا۔ دوسری کال اُس وقت آئی تھی، جب ٹیپ سنا جارہا تھا۔ تھامسن نے سیکریٹری سے کہا۔ "اُن سے کہو کہ میں موجود نہیں ہوں، لیکن کسی بھی وقت آسکتا ہوں۔" اسکے بعد وہ پورا ٹیپ سُن کر ہی رُکا تھا۔

ہیری نے ٹیپ ریکارڈر آف کرتے ہوئے کہا۔ "دوبارہ سننا چاہتے ہو چیف؟"

"نہیں۔ ایک بار سننا ہی کافی ہے۔" تھامسن نے کہا۔

"ویسے مجھے کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ مجھے کیلی نے کل ہی آر گوسٹی سے رپورٹ دے دی تھی۔ میں جانتا تھا کہ یہی ہوگا...... اور یہی ہوا۔ اب بہتر یہی ہے کہ میں صدر صاحب کو فون کر کے یہی گفتگو اُن کی زبانی بھی سُن لوں۔"

اُس کے بعد تھامسن نے سیکریٹری سے وائٹ ہاؤس کا نمبر ملانے کو کہا۔ چند منٹ بعد وہ صدر صاحب سے ہمکلام تھا۔ "مجھے افسوس ہے، آپ کو انتظار کی زحمت کرنا پڑی۔" اس نے معذرتی لہجے میں کہا۔ "میں ابھی ابھی آیا ہوں۔ کوئی خاص بات ہے جناب؟"

"ہاں ورنن۔ بات بگڑ گئی ہے۔ ۳۵ ویں ترمیم کو مُردہ ہی سمجھو اب۔" دوسری طرف سے صدر نے کہا۔

تھامسن نے تعجب کا اظہار کیا۔ "کیا کہہ رہے ہیں جناب؟"

''چیف جسٹس ہاورڈ نے مجھے فون کیا تھا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا مجھے آرگوسٹی کے بارے میں کچھ معلوم ہے۔ مجھے نام کچھ جانا پہچانا لگا۔ پھر مجھے یاد آ گیا۔ گزشتہ رات بیورو کی تازہ ترین سرگرمیوں کی رپورٹ دیتے ہوئے تم نے آرگوسٹی کا ذکر کیا تھا۔ میں نے جواب دیا...... ہاں، یہ ایک کمپنی ٹاؤن ہے، جس پر ایف بی آئی چند برسوں سے نظر رکھے ہوئے ہے...... جرائم کی روک تھام کے تجربے کے سلسلے میں مَیں نے یہ بھی بتایا کہ یہ ریسرچ تم کر رہے ہو اور فائنل رپورٹ اٹارنی جنرل کو پیش کرو گے۔''

''درست کہا آپ نے۔''

''لیکن اُن سرگرمیوں کے بارے میں ہاورڈ کا نکتۂ نظر اور ہی کچھ ہے۔''

تھامسن نے بُری طرح چونکنے کا تاثر دیتے ہوئے کہا۔ ''میں سمجھا نہیں، اس سلسلے میں کوئی اور نکتۂ نظر کیا ہو سکتا ہے!''

''اس نے کہا کہ تم آرگوسٹی کو ۳۵ ویں ترمیم کی عملی آزمائش کے تجربے کے طور پر استعمال کر رہے ہو۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ نتائج تمہارے لیے ممکن ہے، خوش کُن ہوں مگر انہوں نے اسے دہلا دیا ہے۔''

''عجیب مہمل بات ہے۔''

''میں نے بھی یہی کہا۔ لیکن وہ اپنی بات پر اڑا رہا۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ وہ ہمارے خلاف ہے۔ اُس نے کہا کہ اب تک وہ ترمیم کی مخالفت سے گریز کرتا رہا ہے مگر اب کھُل کر سامنے آ جائے گا۔''

''اوہ...... گویا اُس نے آپ کو دھمکی دی!''

''اس نے کہا کہ مجھے خود ۳۵ ویں ترمیم کیخلاف بولنا ہو گا۔ اس صورت میں وہ خاموش رہے گا۔ لیکن میں نے ایسا نہ کیا تو پھر وہ ترمیم کی مخالفت میں بولے گا۔''

''دماغ خراب ہو گیا ہے اُس کا۔ صدرِ امریکا کو حکم دینے والا وہ کون ہوتا ہے؟'' تھامسن نے برہمی سے کہا۔ ''پھر آپ نے اُسے کیا جواب دیا۔''

''میں نے کہہ دیا کہ میں ترمیم کا حامی ہوں اور رہوں گا۔ اس لیے کہ مجھے ترمیم کی خوبیوں کا علم ہے۔ میری خواہش یہی رہے گی کہ ترمیم جزوِ آئین ہو جائے۔''

''پھر اُس نے کیا کہا؟'' تھامسن نے تشویش ظاہر کی۔

''اُس نے کہا...... میں مجبور ہوں۔ استعفا دوں گا اور سیاسی میدان میں اس ترمیم کو شکست دینے کے لیے اُتر آؤں گا۔ وہ آج شام لاس اینجلز جا رہا ہے۔ کل کا دن وہ اپنے پام اسپرنگز والے مکان میں گزارے گا۔ پھر وہ ایمبیسیڈر ہوٹل میں پریس کے سامنے اپنے استعفے کا اعلان کرے گا اور ساتھ ہی قوم کو ۳۵ ویں ترمیم کے مضمرات سے آگاہ کرے گا۔ یہ کھُلا اعلانِ جنگ ہے۔''

''کیا وہ سیریس ہے؟''

''سو فی صد...... میں نے اُسے سمجھانے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہا۔ اس کا مطلب ہے کہ اُس کی

زبان کھلتے ہی ترمیم اپنی موت آپ مر جائے گی۔ کھیل ختم سمجھو ورنن، کوئی ترکیب سوچو اُسے روکنے کی۔''

''میں یقیناً سوچوں گا جناب۔'' ریسیور رکھ کر تھامسن نے اپنے اسسٹنٹ کو مسکراہٹ سے نوازا۔ ''ضرور سوچیں گے ترکیب...... کیوں ہیری؟''

اُس شام کرسٹوفر بہت خوش تھا۔ کئی ہفتوں کے بعد وہ خود کو ہلکا پھلکا اور آزاد محسوس کر رہا تھا۔ وہ گھر پہنچا ہی تھا کہ چیف جسٹس کا فون آ گیا۔ وہ اپنی بیوی کے ساتھ لاس اینجلز پہنچ چکا تھا اور اپنے پام اسپرنگز والے مکان سے بول رہا تھا۔ اُس نے بتایا کہ وہ صدر کو ۳۵ ویں ترمیم پر قائل کرنے میں ناکام ہو چکا ہے اور اب اپنے وعدے پر عمل کرنے جا رہا ہے۔ یعنی استعفا!

ریسیور رکھتے ہی کرسٹوفر نے کیرن کو سب کچھ بتایا۔ وہ بہت خوش اور مطمئن تھا۔ ۳۵ ویں ترمیم فنا کے گھاٹ اُترنے والی تھی۔ یہ خبر سن کر کیرن بھی بہت خوش ہوئی۔ کرسٹوفر نے اس خوشی میں کیرن کو جوکی کلب میں ڈنر کی دعوت دے ڈالی۔ وہ ڈنر کے لیے نکلنے ہی والے تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کرسٹوفر نے دل ہی دل میں یہ دعا کرتے ہوئے کہ یہ کوئی دفتری بلاوا نہ ہو، ریسیور اٹھایا۔ ''میں اشمائیل ینگ بول رہا ہوں۔'' دوسری طرف سے کہا گیا۔ ''آپ نے مجھے پہچانا؟''

کرسٹوفر مسکرا دیا۔ یہ نام بھولنے والا تھا ہی نہیں۔ ''ہاں...... پہچان لیا، تم ڈائریکٹر تھامسن کی خوش نوشت لکھنے والے بھوت ہو۔''

''کاش...... کاش، میں اس حوالے سے کبھی یاد نہ رکھا جاؤں۔'' دوسری طرف سے گمبھیر لہجے میں کہا گیا۔ ''بہرحال بات درست ہے۔ مسٹر کولنس! میں جانتا ہوں، آپ بہت مصروف آدمی ہیں۔ لیکن میں آج آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں......''

کرسٹوفر نے سوالیہ نگاہوں سے بیوی کی طرف دیکھا اور پھر ماؤتھ پیس میں بولا۔ ''سوری مسٹر ینگ، اس وقت تو میں پروگرام بنا چکا ہوں۔ کل دفتر میں ملاقات کا وقت طے......''

''مسٹر کولنس! یقین کریں، بات بے حد اہم ہے ورنہ میں آپ کو کبھی زحمت نہ دیتا۔ پلیز...... میرا آج آپ سے ملنا اشد ضروری ہے۔''

ینگ کے لہجے کی التجا نے کرسٹوفر کو موم کر دیا۔ ''ٹھیک ہے، مسٹر ینگ، میں جوکی کلب میں اپنی بیوی کے ساتھ ڈنر کر رہا ہوں۔ آپ ساڑھے آٹھ بجے پہنچ جائیں۔ ڈنر ہمارے ساتھ ہی کریں۔'' ریسیور رکھنے کے بعد اُس نے بیوی کو مستفسرانہ نگاہوں سے دیکھا۔ ''مائنڈ نہ کرنا ڈیئر، یہ معاملہ بہت اہم معلوم ہوتا ہے۔ جس شخص کی مداخلت میں نے قبول کی ہے، وہ ڈائریکٹر تھامسن کی سوانح لکھ رہا ہے۔''

''کوئی بات نہیں ڈیئر۔ اب چل دو۔'' کیرن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''مجھے تو خدشہ تھا کہ میرا ڈنر ہی کینسل ہو جائے گا۔ یہ تو سستے میں جان چھوٹ رہی ہے۔''

☆☆☆☆☆

جو کی کلب میں ینگ پہلے ہی سے ان کا منتظر تھا۔ کرسٹوفر نے کیرن سے اس کا تعارف کرایا۔ ان کی میز ریزرو تھی۔ وہ اس پر جا بیٹھے۔

''تمہاری میزبانی ہمارے لیے باعثِ مسرت ہے۔'' کرسٹوفر نے مشروبات کا آرڈر دینے کے بعد کہا۔ وہ اس وقت بہت خوش گوار موڈ میں تھا۔ مشروبات سرو کیے گئے۔ کرسٹوفر نے اپنا جام بلند کرتے ہوئے کہا۔ ''۳۵ ویں ترمیم کی موت کے نام۔'' پھر کچھ توقف کے بعد بولا۔ ''تمہیں تو علم بھی نہیں ہو گا کہ میں اب ۳۵ ویں ترمیم کا حامی نہیں ہوں۔''

''ایسی بات نہیں۔ مجھے معلوم ہے۔'' ینگ نے جواب دیا۔

کرسٹوفر اپنی حیرت پر قابو نہ رکھ سکا۔ ''یہ کیسے ممکن ہے، میں نے کُھل کر اعلان کہاں کیا ہے؟ کیسے پتا چلا تمہیں؟''

''آپ بھول رہے ہیں کہ میں ڈائریکٹر تھامسن کے لیے نائب مصنف کی حیثیت سے کام کر رہا ہوں۔ ڈائریکٹر کو سب کچھ معلوم ہے۔ میں بھی بے خبر نہیں ہوں۔''

کرسٹوفر کا موڈ کچھ تبدیل ہو گیا۔ ''اوہ..... تو وہ واقف ہے؟'' ینگ نے اثبات میں سر ہلایا۔ ''مجھے پہلے ہی سمجھ لینا چاہیے تھا۔'' کرسٹوفر نے مزید کہا۔ ''اس کے بارے میں میرا قائم کردہ اندازہ ہمیشہ کمتر ثابت ہوتا ہے۔ مجھے یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اُسے ہر بات کا علم رہتا ہے۔''

کچھ دیر خاموشی رہی۔ ینگ اپنا جام انگلیوں میں نچاتا رہا۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ اپنی بات کہنے کے لیے مناسب ترین الفاظ ڈھونڈ رہا ہے۔ بالآخر اس نے زبان کھولی۔ ''آج جو میں نے آپ سے ملنا ضروری سمجھا تو اس کی دو وجوہات تھیں۔ ایک کا تعلق آپ سے ہے اور دوسری کا مجھ سے۔ میں پہلی بات سے شروع کروں گا۔'' یہ کہہ کر وہ ہچکچایا۔

''کہو..... کُھل کر کہو۔'' کرسٹوفر نے اُس کا حوصلہ بڑھایا۔

''میں ڈائریکٹر تھامسن کے متعلق گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔''

کرسٹوفر جھنجلا گیا۔ ''میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ تھامسن کے بارے میں مَیں بہت تھوڑا جانتا ہوں۔ اُس کی کتاب کے سلسلے میں مَیں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکوں گا۔''

''یہ بات نہیں۔'' ینگ نے جلدی سے کہا۔ ''بات کتاب کی ہوتی تو میں آپ کے ڈنر میں مخل نہ ہوتا۔ میں تو خود آپ کو تھامسن کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں۔''

''میں اب بھی نہیں سمجھا، تم کیا بتانا چاہتے ہو؟ اور بتانا اتنا ضروری کیوں ہے؟''

کیرن نے ہاتھ بڑھا کر کرسٹوفر کا کندھا چُھوا۔ ''ڈیئر پلیز..... مسٹر ینگ کو بات تو کرنے دو۔''

ینگ نے کیرن کو تشکرانہ نگاہوں سے دیکھا۔ کرسٹوفر کی جھنجلاہٹ بدستور تھی۔ لیکن بیوی کی التجا کو بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ''ٹھیک ہے، مسٹر ینگ۔ کہیے۔'' اُس نے کہا۔

''ڈائریکٹر تھامسن آپ کو بالکل پسند نہیں کرتا۔'' ینگ نے کہا۔ ''میں کافی عرصے سے ہفتے میں ایک بار اُس سے ملتا رہا ہوں۔ لیکن گزشتہ کچھ عرصے سے وہ کھویا کھویا سا رہتا ہے۔ کبھی کبھی تو اُسے میری موجودگی کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ وہ گفتگو کرتا ہے۔ فون ریسیو کرتا ہے۔ میرے سامنے ہی خود بھی فون کرتا ہے۔ اپنے اہم کاغذات میز پر پڑے رہنے دیتا ہے۔ حالانکہ پہلے وہ بہت محتاط رہتا تھا۔ میری موجودگی میں کوئی اہم گفتگو بھی نہیں کرتا تھا۔ اب وہ مجھے بلاٹنگ پیپر سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ معاملے کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ میں ہر اُس شخص کو پسند کرتا ہوں، جسے ڈائریکٹر تھامسن ناپسند کرتا ہو۔ تھامسن کی ناپسندیدگی میرے نزدیک اس شخص کی اچھائی کی دلیل ہے۔ اس اعتبار سے آپ میرے دوست ہوئے۔ اسی لیے میں نے آج آپ سے ملاقات پر اصرار کیا تا کہ آپ کو خبردار کر سکوں۔''

کیرن پریشان ہو گئی۔ لیکن کرسٹوفر نے بڑے سکون سے کہا۔ ''وضاحت کرو۔''

''بات یہ ہے......'' ینگ کی آواز مدھم ہو گئی۔ ''کہ تھامسن اور ایف بی آئی آپ کے متعلق چھان بین کر رہے ہیں۔''

کیرن کا رنگ اُڑ گیا۔ ''اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ میری چھان بین تو اسی وقت ہو گئی تھی جب صدر صاحب نے مجھے اٹارنی جنرل نامزد کیا تھا۔'' کرسٹوفر نے بے پروائی سے کہا۔

''یہ بات اور ہے۔ وہ تو معمول کے مطابق تھا۔ پچھلے مہینے میں نے اسے فون پر بیکسٹر اور کسی فادر کے حوالے سے آپ کے متعلق گفتگو کرتے سنا تھا۔ اب جو وہ آپ کے متعلق تفتیش کرا رہا ہے، وہ مختلف نوعیت کی ہے۔ عام طور پر وہ میری موجودگی میں صرف صدرِ امریکا یا ہیری ایڈورڈ کی کالز ریسیو کرتا ہے۔ کل میری موجودگی میں اُس نے ایک کال ریسیو کی۔ میں باتھ روم چلا گیا۔ لیکن دروازہ خفیف سا کھلا رہنے دیا۔ گفتگو میں کسی حوالے سے آپ کا نام لیا گیا۔ مجھے لفظ بہ لفظ یاد نہیں۔ مگر اُس نے کہا تھا، کوشش کرتے رہو اور ملنے والوں کو چیک کرو۔ یہ طے کہ بات آپ ہی کی ہو رہی تھی۔''

کیرن نے چونک کر پوچھا۔ ''ملنے والوں کو چیک کرنے کی ہدایت بھی دی تھی اُس نے؟''

''جی ہاں۔'' ینگ نے کہا اور کرسٹوفر کی طرف متوجہ ہوا۔ ''اس کا مقصد صرف آپ کو بلیک میل کرنا ہو سکتا ہے۔ میں نے ضروری سمجھا کہ آپ کو خبردار کر دوں۔''

''میں آپ کا شکر گزار ہوں مسٹر ینگ۔'' کرسٹوفر نے پُرخلوص لہجے میں کہا۔

''میں نے زندگی میں اتنا انا پرست آدمی پہلے کبھی نہیں دیکھا۔'' ینگ کا لہجہ تُند تھا۔ ''میرے خیال میں دنیا میں صرف ایک شخص اُسے پسند کرتا ہے بلکہ اُس سے محبت کرتا ہے۔ اُس کے علاوہ سب لوگ یا تو خوف کی وجہ سے اُس کا احترام کرتے ہیں یا اُس سے نفرت کرتے ہیں اور اُسے پسند کرنے والا واحد شخص ہے ہیری ایڈورڈ..... اس کا نائب۔ یا پھر اُس کی ماں اُسے چاہتی ہو گی۔''

''اچھا! مجھے معلوم نہیں تھا کہ اُس کی ماں زندہ ہے۔'' کرسٹوفر دلچسپی لیے بغیر نہ رہ سکا۔

''روز تھامسن نام ہے اُس کی ماں کا۔ عمر ۸۴ سال تھامسن نے اُسے الیگزنڈریا میں ایک فلیٹ لے کر دیا ہے۔ وہ ہر ہفتے اُس سے ملنے جاتا ہے۔ اُس کا بہت زیادہ خیال رکھتا ہے۔''

''کمال ہے۔ اس کا مطلب ہے، اُس کے سینے میں بھی دل ہے۔'' کرسٹوفر نے کہا۔ ''لیکن تمہیں اس کی ماں کے متعلق کیسے پتا چلا؟''

''ایک دن وہ بھولی بسری بات یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ بات یاد نہیں آئی تو اُس نے بے اختیار کہا، 'ممی سے پوچھوں گا۔' یوں مجھے علم ہوا کہ اُس کی ماں زندہ ہے۔ میں نے اُسے بتایا کہ یہ میرے لیے انکشاف ہے۔ اُس نے کہا کہ احتیاط کے پیشِ نظر وہ اپنی ماں کے متعلق راز داری سے کام لیتا ہے۔ اُس نے ہدایت کی کہ کتاب میں اس کی ماں کے زندہ ہونے کے متعلق کوئی بات نہیں ہونی چاہیے۔ البتہ کچھ حوالوں سے اُس کی تعریف و توصیف ضروری ہے۔ پھر اُس نے اس سلسلے میں مجھے کچھ پس منظر فراہم کیا۔''

''مسٹر ینگ۔'' کیرن نے کہا۔ ''اگر تم مسٹر تھامسن کو اتنا ہی ناپسند کرتے ہو تو اُس کی سوانح کیوں لکھ رہے ہو؟''

''دوسری بات میں یہی بتانا چاہتا ہوں۔'' ینگ نے کہا۔ ''میں اس کے لیے کتاب نہیں لکھنا چاہتا تھا۔ لیکن اُس نے مجھے مجبور کر دیا...... بلیک میلنگ کے ذریعے۔ اب میں آپ کو پوری بات بتاتا ہوں۔ میں ایک زمانے میں ایک کتاب کے لیے مواد حاصل کرنے کی غرض سے پیرس میں رہا ہوں۔ دو سال رہا ہوں۔ وہاں برطانوی نژاد پروفیسر ہینڈرسن سے مجھے بہت مدد ملی۔ پروفیسر کو کمیونسٹوں سے ہمدردی اور اسی قسم کی سرگرمیوں کی وجہ سے امریکا سے نکال دیا گیا تھا۔ پیرس میں قیام کے دوران میں پروفیسر کی بیٹی کی محبت میں گرفتار ہو گیا۔ وہ میری پہلی اور آخری محبت ہے۔ وہ بھی مجھ سے محبت کرتی تھی۔ چنانچہ ہم نے شادی کا فیصلہ کر لیا۔ مسئلہ یہ تھا کہ میں پہلے ہی شادی شدہ تھا اگرچہ بیوی سے علیحدہ رہتا تھا۔ طے یہ پایا کہ میں نیویارک واپس آ کر طلاق لوں۔ پھر ایمی کو بلواؤں اور اُس سے شادی کرلوں۔ طلاق کا مرحلہ دشوار ثابت ہوا۔ مگر جیسے تیسے نمٹ گیا۔ پھر خوش قسمتی سے میری لکھی ہوئی پہلی سوانح سُپر ہٹ ثابت ہوئی۔ میں نے ایمی کو امریکا آنے کی دعوت دے دی۔ اس دوران ڈائریکٹر تھامسن کی نگاہ انتخاب اپنی سوانح کے سلسلے میں مجھ پر پڑی۔ اُس نے میرے متعلق تحقیقات کرائیں اور ایمی اور اُس کے والدین کے متعلق سب کچھ جان گیا۔ اس حوالے سے اُس نے مجھے بلیک میل کیا۔ اگر میں نے اُس کی کتاب نہ لکھی تو وہ ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر ایمی کر امریکا میں داخلہ ناممکن بنا دے گا۔ میں اس شرط پر اُس کے لیے کتاب لکھنے پر رضامند ہوا کہ وہ ایمی کی امریکا آمد کے معاملے میں مداخلت نہیں کرے گا۔ اب آپ سمجھے؟''

''یہ تو بہت خراب طریقہ ہے اپنی بات منوانے کا۔'' کیرن نے کہا۔

''تو اب تمہارا مسئلہ کیا ہے؟'' کرسٹوفر نے پوچھا۔

''مسئلہ یہ ہے کہ تھامسن نے مجھے ڈبل کراس کیا۔ دو ہفتے پہلے اپنی کتاب کے مواد کے طور پر تھامسن نے مجھے بے شمار کاغذات اور ٹیپ دیے کہ میں ان کی نقول بنوالوں۔ ان میں بہت سے کاغذات سابق اٹارنی جنرل بیکسٹر کے تھے۔ میں اُن کی نقول بنوا رہا تھا تاکہ اصل واپس کر دوں۔ کل ان کاغذات میں مجھے ایک میمو ملا، جو تھامسن کی طرف سے بیکسٹر کو بھیجا گیا تھا۔ اس میمو کے مطابق امریکا میں ایمی ہینڈرسن کے داخلے پر پابندی لگانے کی سفارش کی گئی تھی۔ تھامسن شاید وہ میمو بھیجنا بھول گیا تھا۔ یہ ہے سارا چکر۔ میں نے جس شرط پر کتاب لکھنا قبول کیا، وہ اس شرط سے بھی پھر گیا۔ وہ اب مجھے انکار کی سزا دے رہا ہے۔ میں اُس سے خوف زدہ ہوں اور اُلجھنا نہیں چاہتا اُس سے۔ امیگریشن کا شعبہ آپ کے پاس ہے۔ مجھے یقین ہے، اُس میمو کی کاپی امیگریشن آفس کے ریکارڈ میں بھی ہو گی۔ اب صرف آپ ہی میری مدد کر سکتے ہیں۔''

''ہاں...... یہ میرا شعبہ ہے۔ تم درخواست اور دیگر کاغذات مجھے لا دو۔ میں منظوری دے دوں گا۔'' کرسٹوفر نے بلا جھجک کہا۔

''مسٹر کولنس، آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ آپ نے مجھے کتنی بڑی خوشی دی ہے۔ آپ میری احسان مندی کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔''

''اس میں احسان مند ہونے کی کوئی بات نہیں۔'' کرسٹوفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''میں محض انصاف کے تقاضے پورے کر سکتا ہوں۔ اور تم بے فکر رہو۔ تھامسن کو پتا بھی نہیں چلے گا، تم اپنا کام کرتے رہو۔''

کیرن اب بھی تھامسن کے بارے میں اُلجھ رہی تھی۔ ''کمال ہے! یہ شخص لوگوں کی نجی زندگی میں اس طرح مداخلت کرتا ہے۔ یہ تو بے شرمی ہے۔ مجھے یقین نہیں آتا۔''

ینگ نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ ''میں بدزبانی پر معذرت خواہ ہوں مگر ڈائریکٹر تھامسن دنیا کا ذلیل ترین آدمی ہے۔ مسز کولنس، میری یا آپ کی کتابِ زندگی کا کوئی صفحہ، کوئی سطر اُس کی نظروں سے چھپی نہیں رہ سکتی۔ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ وہ اس ملک کا طاقتور ترین آدمی ہے اور ۳۵ ویں ترمیم کے بعد تو وہ ملک کے سیاہ و سفید کا مالک ہو گا۔''

''ترمیم کبھی پاس نہیں ہو گی۔'' کرسٹوفر نے کہا۔ ''ترمیم کل مر جائے گی اور ہم پھر سے جی اٹھیں گے۔ ینگ، بس اب تم بے فکر ہو جاؤ۔''

☆☆☆☆☆

اس رات کیرن نے شب خوابی کا لباس پہنتے ہوئے فیصلہ کر لیا کہ وہ کرسٹوفر کو سب کچھ بتا دے گی۔ مگر بیڈ روم میں پہنچی تو کرسٹوفر سو چکا تھا۔ وہ بڑی محبت سے اُسے دیکھتی رہی۔ کئی ہفتوں کے ذہنی بوجھ

سے نجات پاکر آج وہ پُرسکون نیند سو رہا تھا۔ لہٰذا اس کی نیند خراب کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ وہ اُس کے برابر ہی بستر پر دراز ہوگئی۔ دیر تک چھت کو گھورتی رہی اور سوچتی رہی۔ تھامسن کے متعلق ینگ کی گفتگو نے اُسے خوف زدہ کر دیا تھا۔ ینگ نے کہا تھا...... 'ہماری زندگی کی کوئی سطر اُس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں۔' وہ فورٹ ورتھ، ٹیکساس میں گزرے ہوئے اپنے ماضی کو یاد کرتی رہی۔ وجود پر قابض ہوئی خوف کی تاریکی دبیز تر ہوتی گئی۔

''کرس ڈارلنگ۔'' اُس نے سوئے ہوئے کرسٹوفر کو اس توقع پر پکارا کہ شاید وہ پوری طرح نہ سویا ہو اور اُس کی بات سن لے۔ ''میں تمہیں ایک بات بتانا چاہتی ہوں۔ پہلے کبھی مجھے بتانے کا موقع ہی نہیں ملا۔ لیکن اب میں محسوس کرتی ہوں کہ تمہیں علم ہونا چاہیے۔ تم سے ملاقات سے کچھ ہی پہلے کی تو بات ہے یہ۔ کرس ڈارلنگ...... پلیز میری بات سن لو۔''

لیکن کرسٹوفر بے خبر پڑا سو رہا تھا۔ کیرن نے آہ بھری اور کروٹ بدل لی۔ وہ ماضی کے بارے میں سوچ رہی تھی اور مستقبل کے خدشات اُس کے سامنے تھے۔ وہ دیر تک آنکھیں کھولے تاریکی میں خوش اُمیدی کی روشنی تلاش کرتی رہی۔ پھر نیند نے ذہن میں مزید اندھیرے اُتار دیے۔

☆☆☆☆☆

ایڈگر ہوور بلڈنگ میں ہیری لنچ سے فارغ ہوتے ہی اپنے دفتر سے نکل آیا۔ اُس کی منزل، پہلی منزل پر واقع ایف بی آئی کا کمپیوٹر کمپلیکس تھی۔ تمام راستے اُس کے ذہن میں تھامسن کے کہے ہوئے لفظ گونجتے رہے۔ 'کرسٹوفر کولنس کا ماضی چھان ڈالو۔ اُس کے علاوہ جس شخص سے بھی کبھی اُس کا تعلق رہا ہے، اُسے پوری طرح چیک کرو۔' کی ہدایت کے بعد ہیری نے اپنے تمام وسائل بروئے کار لاتے ہوئے اس کام کا آغاز کیا۔ ایجنٹوں کی تعداد کم نہیں تھی۔ ریگولر فورس کے علاوہ دس ہزار اسپیشل ایجنٹ ایسے تھے جو آف دی ریکارڈ تھے۔ وہ اپنے کام میں نہ صرف ماہر اور تجربہ کار تھے بلکہ ڈائریکٹر تھامسن کے وفاداروں میں سے تھے۔ تھامسن اور ہیری سب سے زیادہ اعتبار انہی ایجنٹوں پر کرتے تھے۔

اُن ایجنٹوں نے بڑی تن دہی سے کام شروع کیا تھا۔ اب تک کرسٹوفر کولنس کی پوری زندگی کُھلی کتاب کی طرح ان کے سامنے آچکی تھی۔ ایک ایک لمحے کی تفصیل کا ریکارڈ بمع ثبوت ریکارڈ پر موجود تھا۔ یہی حال اُس کے اعزا، ساتھیوں اور دوستوں کا تھا۔ لیکن جو نتائج سامنے آئے تھے، وہ ہیری کے لیے حد درجہ مایوس کُن تھے۔ ماضی کی ہر کوٹھری کا دروازہ کھولا جا چکا تھا اور کسی کوٹھری میں متعفن لاش نہیں ملی تھی۔ کرسٹوفر کولنس کی زندگی بے داغ تھی۔ اُس نے زندگی میں کبھی قانون سے رُوگردانی نہیں کی تھی۔ وہ کبھی اخلاقی سطح سے نیچے نہیں گرا تھا۔ ہیری کے لیے یہ بات ناقابلِ یقین...... بلکہ غیر فطری تھی۔ ایک آزاد معاشرے میں یہ تصور کیسے کیا جا سکتا ہے کہ کوئی شخص ہر لمحے لغزش سے مبرا رہا ہو۔ ہیری کے نزدیک انسان کا خالص ہونا ناقابلِ یقین تھا۔ انسان بہت گہرا ہوتا ہے۔ گہرائی میں جھانکتے چلے جاؤ، کہیں نہ کہیں غلاظت کا کوئی ڈھیر ضرور ملے گا۔

اُس نے تھامسن کو اس تفتیش کی پروگریس سے باخبر رکھا تھا۔ ویسے تھامسن جزئیات سے کبھی دلچسپی نہیں لیتا تھا۔ اسے تو صرف نتائج سے غرض ہوتی تھی۔ ہیری نے تھامسن کو یومیہ ناکامیوں کی تفصیل کبھی نہیں سنائی تھی۔ وہ اُسے ہر روز صرف اتنا بتاتا تھا کہ تفتیش جاری ہے۔ ہر روز وہ یہی سوچتا تھا کہ آج کا دن کچھ بہتر ہوگا۔

اُس روز بھی وہ کمپیوٹر کمپلیکس پہنچا تو بہت پُراعتماد تھا۔ کمپلیکس کا مشینی ماحول ہمیشہ اُسے اعتماد بخشتا تھا۔ وہ انسان نہیں، بلڈ ہاؤنڈ نما مشینیں تھیں، جو اپنے شکار کا اُس وقت تک اَن تھک پیچھا کرتی تھیں، جب تک اُسے دبوچ نہ لیں۔ وہ مشینیں کبھی ناکام نہیں ہوتی تھیں۔

کمپلیکس میں داخل ہوتے ہی اُس نے مَیری لیمپرٹ کو تلاش کیا، جو وہاں انچارج تھی۔ ایک آپریٹر نے بتایا کہ مَیری کہیں باہر گئی ہوئی ہے، ابھی واپس آجائے گی۔ ہیری خاموش بیٹھا کمپیوٹر نیٹ ورک کو کام کرتے دیکھتا رہا۔ اسے یقین تھا کہ عنقریب وہ چیف کو کوئی اچھی اور خوش کن اطلاع دے گا۔

مَیری نے اُسے بری طرح چونکا دیا۔ ''ہیلو ہیری!'' ہیری نے سر اٹھا کر دیکھا۔ مَیری اُس کے سامنے کھڑی تھی۔ ''میں نے تمہیں زیادہ دیر انتظار تو نہیں کرایا؟'' مَیری نے پوچھا۔

''نہیں۔ یہ سناؤ، خبریں کیا ہیں آج کی؟'' ہیری کا لہجہ خوشگوار تھا۔

''میرے آفس میں چلو۔''

وہ دونوں آفس میں چلے گئے۔ مَیری نے فائر پروف فائلنگ کیبنٹ کو غیر مقفل کیا۔ ہیری اسے ستائشی نظروں سے دیکھتا رہا۔ وہ چیف کے ذوقِ حُسن کو سراہے بغیر نہ رہ سکا۔ ۳۲ سالہ مَیری لیمپرٹ بہت حسین تھی۔ یہ بات کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کمپیوٹر کمپلیکس کی انچارج ہونے کے علاوہ چیف کی ہفتے میں ایک دن کی محبوبہ بھی ہے۔ صرف ہیری اس راز سے واقف تھا۔ چیف بھی انسانی کمزوریوں سے مبرا نہیں تھا۔ لیکن وہ عام لوگوں کے برعکس خود کو بلیک میلنگ کے موہوم ترین امکانات سے بھی محفوظ رکھتا تھا۔

مَیری کیبنٹ سے ایک لفافہ نکال کر لائی۔ اور ہیری کی طرف بڑھایا۔ ''یہ ہے تازہ ترین ڈیٹا۔''

ہیری نے لفافے سے کاغذات نکالے۔ اُن کا جائزہ لیا اور پھر جھنجلا کر بولا۔ ''لعنت ہے، اب بھی کچھ نہیں ملا۔''

''ہاں، یہ معاملہ تو مایوس کُن......'' مَیری اپنی بات پوری نہ کر سکی۔ فون کی گھنٹی بج اُٹھی۔ مَیری نے ریسیور اٹھایا۔ چند لمحے سنتی رہی، پھر بولی۔ ''واقعی......؟ میں ابھی آئی۔'' پھر وہ ہیری سے مخاطب ہوئی۔ ''شناختی ڈویژن میں کوئی نئی خبر آئی ہے۔ اسی کیس کے متعلق۔ تم یہیں میرا انتظار کرو۔'' یہ کہہ کر وہ ہوا کے جھونکے کی طرح کمرے سے باہر نکل گئی۔

ہیری کچھ دیر خالی الذہنی کی کیفیت میں بیٹھا رہا۔ پھر وہ ڈائریکٹر تھامسن کے بارے میں سوچنے لگا۔ اُسے تھامسن سے عشق تھا۔ وہ تھامسن کے لیے...... اُس کی خوشی کے لیے دنیا کا ہر کام کر سکتا تھا۔ وہ

تھامسن پر اپنی زندگی تک قربان کر سکتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ تھامسن نے ہمیشہ اُس کا خیال رکھا تھا۔ ہیری بچپن ہی میں باپ کے سائے سے محروم ہو گیا تھا۔ تھامسن اُس کے لیے اس باپ کا متبادل تھا، جس کی شفقت اُسے میسر نہ آ سکی تھی۔ تھامسن کی محبت کے نام پر ہیری نے خود کو ایف بی آئی پر قربان کر دیا تھا۔ اُس نے شادی بھی نہیں کی تھی۔ اور مکمل طور پر تجرّد کی زندگی گزار رہا تھا۔ ڈائریکٹر تھامسن اُس کا آئیڈیل تھا۔ وہ خود کو امریکا کے اُس عظیم سپوت کا وفادار خادم سمجھتا تھا۔

ایک بار پھر مُیری لیمپرٹ نے اسے چونکا دیا۔ اس بار اُس کے ہونٹوں پر بہت خوبصورت فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔ اُس نے کچھ کاغذات اور فنگر پرنٹس کے کچھ سیٹ ہیری کی گود میں ڈال دیے۔ ''گڈ نیوز ہیری، مبارک ہو۔''

''یہ کیا ہے؟'' ہیری نے چونک کر پوچھا۔

''خود دیکھ لو۔''

ہیری نے پہلے فنگر پرنٹس کا جائزہ لیا۔ پھر کاغذات کی طرف متوجہ ہوا۔ ابتداء میں اُس کے چہرے پر الجھن کا تاثر تھا۔ پھر وہ تاثر معدوم ہو گیا۔ ''مائی گاڈ!'' وہ بولا اور اس کی باچھیں کِھل گئیں۔

☆☆☆☆☆

صبح کے سوا آٹھ بجے تھے۔ کرسٹوفر شیو کر رہا تھا۔ اُس نے چہرے پر جھاگ پھیلاتے ہوئے اپنا عکس دیکھا۔ بہت دنوں بعد وہ اتنا فریش لگ رہا تھا۔ اسے احساس ہوا کہ ذہنی پریشانیوں سے نجات آدمی کو کس طرح بدل کر رکھ دیتی ہے۔ یہ سب جسٹس ہاورڈ کے فیصلے کا اعجاز تھا۔ اُس کے سر سے ۳۵ ویں ترمیم کا بوجھ ہٹ گیا تھا۔ ینگ کی تنبیہہ کہ ایف بی آئی والے اس کے متعلق بڑی باریک بینی سے تفتیش کر رہے ہیں، اس پر کوئی تاثر نہیں چھوڑ سکی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ تفتیش کا نتیجہ صفر نکلے گا۔ اُس کے ماضی میں کوئی ایسی کوئی بات ہی نہیں، جو باعث شرمندگی ہوتی۔ پھر اُسے یہ بھی یقین تھا کہ تھامسن کے غلیظ ہتھکنڈوں کے دن پورے ہو چکے۔ اُس نے جسٹس ہاورڈ کے روپ میں ٹرپ کا سب سے بڑا پتا کھیل دیا تھا۔

جسٹس ہاورڈ کو قائل کرنے کے بعد کرسٹوفر مطمئن ہو گیا تھا۔ ۳۵ ویں ترمیم کی موت کے ساتھ ہی تھامسن کے خواب آمریت کو بھی بکھر جانا تھا۔ اب تو تھامسن کی پُراسرار آر دستاویز کو اہمیت دینے کی ضرورت بھی نہیں تھی، جس کا دوسرا حصہ اب بھی نامعلوم تھا۔ بیکسٹر نے خطرناک آر دستاویز کو بے نقاب کرنے پر اصرار کیا تھا۔ لیکن ۳۵ ویں ترمیم کی موت کی صورت میں آر دستاویز کی خطرناکی خود بخود ختم ہو جاتی۔

شیو سے فراغت کے بعد اُس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ ساڑھے آٹھ بجے تھے۔ اس کا مطلب تھا، کیلی فورنیا میں صبح کے ساڑھے پانچ بجے ہوں گے۔ ساڑھے تین گھنٹے بعد جب وہ دوپہر کا کھانا کھا رہا ہو گا، جسٹس ہاورڈ کیلی فورنیا میں پریس کانفرنس سے خطاب کر رہا ہو گا۔ اس کے چھ گھنٹے بعد ہاورڈ کیلی

فورنیا سینیٹ اور اسمبلی کی دستور ساز کمیٹی سے ہم کلام ہو گا۔ یوں ۳۵ ویں ترمیم اپنی موت آپ مر جائے گی۔ چند گھنٹے بعد کیلی فورنیا اسمبلی میں ۳۵ ویں ترمیم پر رائے شماری ہو گی۔ سینیٹ میں حتمی رائے شماری اُس کے بعد ہونا تھی۔ لیکن یہ بات طے تھی کہ اب ۳۵ ویں ترمیم فیصلے کے لیے سینیٹ میں پہنچ ہی نہیں سکے گی۔ اسمبلی ہی اسے مسترد کر دے گی۔

باتھ روم کے دروازے پر ہونے والی دستک نے اُسے چونکا دیا۔ وہ کپڑے بدل چکا تھا۔ اس نے دروازہ کھول دیا۔ سامنے کیرن کھڑی تھی۔ ''تم سے ایک صاحب ملنے آئے ہیں۔ ڈوور نام بتاتے ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ وہ تمہارے دوست ہیں۔''

''ڈوور؟ کون ڈوور؟''

''نام تو میرے لیے بھی اجنبی ہے، اسی لیے میں نے انہیں اندر نہیں بلایا۔ ٹھیک ہے میں کہہ دیتی ہوں کہ......''

اچانک کرسٹوفر کو وہ نام یاد آ گیا۔ ''نہیں کیرن'' اُسے واپس نہ بھیجنا۔ یہ تو ڈونالڈ کا وہ نام ہے، جو میں نے اسے دیا ہے۔''

''کون ڈونالڈ؟''

''تم نہیں جانتیں، میں بعد میں وضاحت کر دوں گا۔ وہ میرا دوست ہے۔ اُسے اندر بٹھاؤ، میں ابھی آیا۔''

کیرن چلی گئی۔ کوٹ پہننے کے دوران کرسٹوفر سوچتا رہا کہ ڈونالڈ کی اتنے سویرے آمد کیا معنی رکھتی ہے۔ آرگوسٹی سے واپسی کے بعد فون پر ڈونالڈ سے گفتگو ہوتی رہی تھی۔ ڈونالڈ میڈیسن ہوٹل میں مقیم تھا اور جرائم کی روک تھام کے سلسلے میں ۳۵ ویں ترمیم کے متبادل منصوبے پر کام کر رہا تھا۔ کرسٹوفر چاہتا تھا کہ ترمیم کے استرداد کے فوراً بعد وہ منصوبہ صدر گلبرٹ کے سامنے رکھ دیا جائے۔ ڈونالڈ کی آمد اس اعتبار سے بھی حیرت انگیز تھی کہ کرسٹوفر نے احتیاطاً اسے ہوٹل تک محدود رہنے کی ہدایت دی تھی۔

کرسٹوفر کچھ پریشان ہو گیا۔ وہ نشست گاہ میں داخل ہوا تو توقع کے برعکس اُس نے ڈونالڈ کو مضطربانہ انداز میں ٹہلتا پایا۔ کیرن میز پر ناشتے کی ٹرے لیے کھڑی تھی۔

''ڈونالڈ! تمہاری آمد خلاف توقع ہے۔ میری بیوی کیرن سے ملو......''

ڈونالڈ ٹھٹک کر کھڑا ہو گیا۔ کیرن کمرے سے چلی گئی۔ ''بُری خبر ہے کرس...... بہت بُری خبر۔'' ڈونالڈ نے کہا۔ ''میں نے ٹیلی ویژن پر صبح چھ بجے کی خبروں میں سنا۔''

کرسٹوفر خاموش کھڑا رہا۔ کوئی حس اُسے بتا رہی تھی کہ خبر کچھ بھی ہو لیکن ہے بہت تباہ کُن۔ ''کیا بات ہے ڈونالڈ! تم اتنے پریشان کیوں ہو؟'' اس نے پوچھا۔

''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کیسے بتاؤں؟'' ڈونالڈ بولا۔ ''چیف جسٹس ہاورڈ اور ان کی بیوی کو

ان کی خواب گاہ میں قتل کر دیا گیا۔ امکان ہے کہ قائل چوری کی نیت سے گھر میں داخل ہوا تھا۔''

کرسٹوفر کو اپنے گھٹنے لرزتے محسوس ہوئے۔ ''کیا کہہ رہے ہو؟ مجھے یقین نہیں آتا۔''

''یہ مصدقہ خبر ہے۔ آہٹ سُن کر ہاورڈ غالباً بیدار ہو گیا تھا۔ اُس نے اٹھنے کی کوشش کی۔ قاتل نے ۹۰ ملی میٹر کے والتھر سے دو فائر کیے۔ ایک گولی سینے میں اور دوسری سر میں لگی۔ وہ دوسرا سانس بھی نہیں لے سکا۔ فائر کی آواز نے مسز ہاورڈ کو جگا دیا۔ قاتل نے تین گولیاں ان کے جسم میں بھی اتار دیں۔''

''خدا کی پناہ! اس سے زیادہ خوفناک خبر دوسری نہیں ہو سکتی۔'' کرسٹوفر نے مضطرب لہجے میں کہا۔ ''قوم کے عظیم ترین افراد میں سے ایک اس طرح مار دیا جائے۔ وہ واقعی اس ملک کے عظیم لوگوں میں سے تھا اور پھر وہ بدترین آمریت کے خلاف ہماری آخری اور یقینی امید تھا۔ لعنت ہو، یہ سب کیا ہو رہا ہے اس ملک میں؟''

''یہ سوچو کہ اب کیا بنے گا اس ملک کا۔'' ڈونالڈ نے کہا۔ ''ذرا ٹی وی تو آن کرو۔''

کرسٹوفر نے ٹی وی آن کیا۔ وہ دونوں ٹی وی کے سامنے پڑی کاؤچ پر بیٹھ گئے۔ اسکرین پر اس وقت جسٹس ہاورڈ کے مکان کا منظر تھا' جہاں واردات ہوئی تھی۔ سادہ لباس والے سُراغ رساں اِدھر اُدھر آتے جاتے نظر آ رہے تھے۔ دروازے کے باہر ہاورڈ کے پڑوسی پھٹی پھٹی آنکھوں سے یہ سب دیکھ رہے تھے۔ اُن میں سے بعض شب خوابی کے لباس میں تھے پھر اسکرین پر نیٹ ورک کے رپورٹر کا کلوز اپ نظر آیا۔ ''یہ وہ جگہ ہے' جہاں تین گھنٹے پہلے یہ المیہ رونما ہوا۔'' رپورٹر نے اناؤنس کیا۔ ''چیف جسٹس ہاورڈ اور اُن کی بیوی کسی نامعلوم قاتل کی گولیوں کا نشانہ بن گئے۔ لاشیں ابھی ایک گھنٹا پہلے یہاں سے ہٹائی گئی ہیں۔ ان میں ایک لاش قاتل کی تھی' جو فرار ہونے کی کوشش میں پولیس کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس کی شناخت ابھی نہیں ہو سکی ہے۔ یہ بات واضع ہے کہ قاتل مکان کے اندرونی نقشے سے پوری طرح واقف تھا۔ وہ بیڈ رُوم میں غالباً مسز ہاورڈ کے زیورات کے چکّر میں گھسا تھا۔ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ جسٹس ہاورڈ کی آنکھ کھل گئی۔ پولیس کے نظریے کے مطابق جسٹس ہاورڈ نے اُٹھ کر الارم کا بٹن دبا دیا۔ یہ الارم پولیس اسٹیشن میں تھا۔ اس کے نتیجے میں پولیس حرکت میں آ گئی۔ اس دوران قاتل نے پہلے جسٹس ہاورڈ اور پھر ان کی بیوی کو شوٹ کر دیا۔ اُس نے فرار ہونے کی بجائے زیورات کی تلاش جاری رکھی۔ شاید اُسے یہ احساس نہیں تھا کہ جسٹس صاحب الارم کا بٹن دبا چکے ہیں۔ زیورات لے کر وہ باہر نکلا اور اپنی پلائی موتھ گاڑی کی طرف چلا' جو دو بلاک پیچھے پارک کی گئی تھی۔ اسکوارڈ کار کی جھلک دیکھتے ہی وہ بھاگا۔ پولیس نے وارننگ کے بعد گولی چلا دی۔ چور موقعِ واردات ہی پر ختم ہو گیا۔ مسروقہ زیورات اس کی جیبوں سے برآمد ہوئے لیکن ایسی کوئی چیز نہیں جس سے اس کی شناخت ممکن ہوتی اور ناظرین' اب ہم آپ کو اس کیس کے سلسلے میں تازہ ترین معلومات کے لئے لاس اینجلس میں اپنے نیوز روم میں لے چلتے ہیں۔''

''اب کیا فائدہ؟'' کرسٹو نے سر جھٹکتے ہوئے مایوس لہجے میں کہا۔

دونوں نے کافی کے گھونٹ لیے اور دوبارہ اسکرین کی طرف متوجہ ہو گئے۔ نیوز کاسٹر کچھ کاغذات کو اُلٹ پلٹ کہ دیکھ رہا تھا پھر اُس نے کہا۔ ''یہ ہے تازہ ترین خبر۔ جسٹس ہاورڈ کل بالکل غیر متوقع طور پر لاس اینجلز آئے تھے۔ کسی کو علم نہیں تھا کہ اس غیر متوقع دورے کا سبب کیا تھا' مگر اب ایک پہلو سامنے آیا ہے۔ لاس اینجلز پہنچتے ہی جسٹس ہاورڈ نے سکرامنٹو میں اپنے پُرانے دوست جیمس گرفتھ سے رابطہ قائم کیا تھا جو کیلی فورنیا اسمبلی کے سپیکر بھی ہیں۔ جسٹس ہاورڈ نے آج سہ پہر ریاست کے دارالحکومت پہنچنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ وہ اسمبلی کی دستور ساز کمیٹی کے سامنے پیش ہونا چاہتے تھے۔ وہ اسمبلی کے اراکین سے ۳۵ ویں ترمیم کے متعلق بات کرنا چاہتے تھے۔ اسپیکر مسٹر گرفتھ نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ وہ یہ نہیں سمجھ سکے کہ جسٹس ہاورڈ ترمیم کے حامی ہیں مخالف۔ وہ اپنی تقریر تیار کرنے کی غرض سے اپنے اس مکان میں ٹھہرے تھے، جہاں موت نے انہیں آدبوچا۔

''اور ناظرین، اب جبکہ موت نے چیف جسٹس کو ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیا ہے، ہم یہ کبھی نہیں جان سکیں گے کہ جسٹس ہاورڈ متنازعہ ۳۵ ویں ترمیم کے بارے میں کیا رائے رکھتے تھے یا کیا کہنا چاہتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سکرامنٹو پہنچنے سے پہلے چیف جسٹس کو لاس اینجلز کے ایمبیسیڈر ہوٹل میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرنا تھا۔ پریس کانفرنس انہوں نے خود بلائی تھی، اگر وہ زندہ رہتے تو اب سے چند گھنٹے بعد اس پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے ہوتے۔''

''ابھی ابھی مجھے بتایا گیا ہے کہ صدر گلبرٹ کا پریس سیکریٹری، جسٹس ہاورڈ کی اس بے وقت اور متشدّدانہ موت پر صدرِ امریکا کا تعزیتی پیغام پڑھ کر سُنائے گا۔ سو اب ہم آپ کو وائٹ ہاؤس لے چلتے ہیں جہاں......''

کرسٹوفر نے ڈونالڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''ڈونالڈ......تدفین صرف جسٹس ہی کی نہیں، ہماری بھی ہو گی۔''

ڈونالڈ کرینڈن نے تھکے تھکے انداز میں سر ہلا دیا۔ کرسٹوفر نے سرد آہ بھری۔ اب بہر حال وہ ابتدائی جھٹکے سے سنبھل چکا تھا۔ البتہ مایوسی لحظہ بہ لحظہ بڑھتی جا رہی تھی۔ ''یقین کرو ڈونالڈ، یہ میری زندگی کی بدترین خبر ہے۔'' اس نے مُردہ لہجے میں کہا پھر اسکرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ ''اب یہ ملک اُن کا ہے۔''

''ہاں، بدقسمتی سے۔''

اب وہ دونوں پھر اسکرین کی طرف متوجہ تھے۔ صدر کے پریس سیکریٹری نے صدر کا تعزیتی پیغام مکمل کیا۔ پیغام میں متعدد روایتی جملے تھے۔ خلوص اور سچائی سے محروم لہجہ۔ حالانکہ جو کچھ کہا جا رہا تھا، وہ سچ تھا۔ جب کوئی عظیم انسان مرجاتا ہے تو اس کے ساتھ انسانیت کا ایک حصہ بھی مرجاتا ہے اور جان

ہاورڈ بلاشک وشبہ دنیا کے عظیم انسانوں میں سے تھے۔ وہ اس ملک میں انصاف کی سربلندی کی علامت تھے۔ لہٰذا اب انصاف کی سربلندی کے دن تمام ہوئے۔ کرسٹوفر نے سوچا' بلکہ شاید جمہوریت بھی بوڑھی ہوکر موت کی تاریک وادیوں میں اترنے والی ہے۔ ہاورڈ کے بغیر ۳۵ ویں ترمیم کی موت ممکن ہے۔ اب ۳۵ ویں ترمیم کی صورت میں ڈائریکٹر تھامسن کی نوزائیدہ آمریت پنپے گی اور قوم تھامسن کے بنائے ہوئے سانچے میں ڈھل جائے گی۔

''اب ہم آپ کو ایف بی آئی کے ڈائریکٹر ورنن تھامسن کے دفتر لے چلتے ہیں۔'' اناؤنسر نے کہا۔

اگلے ہی لمحے اسکرین پر تھامسن کا جانا پہچانا چہرہ نظر آیا۔ اس کے چہرے پر دکھ کا تاثر تھا اور وہ اپنے سامنے رکھے کاغذ پر لکھی عبارت پڑھ رہا تھا۔ جسٹس ہاورڈ کی موت اتنا بڑا نقصان ہے کہ اسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ جسٹس ہاورڈ قوم کا دوست تھا، وہ میرا ذاتی دوست تھا۔ وہ سچائی اور آزادی کا متوالا تھا۔ ایسی شخصیت کا زیاں امریکا کے لیے ایک زخم کی حیثیت رکھتا ہے لیکن اسی شخصیت نے امریکا کو اس قدر مضبوط کردیا ہے کہ یہ ملک جرائم، تشدد اور لاقانونیت کی بھرمار کے باوجود اپنا تشخص برقرار رکھے گا۔ مجھے یقین ہے کہ اس وقت جسٹس ہاورڈ زندہ ہوتے تو اپنی موت کے المیے کو وسیع تناظر میں دیکھتے۔ امریکا کے شہریوں اور ان کے لیڈروں کے تحفظ کو لاحق خطرات کو اب ہمیشہ کے لیے ختم کردینا چاہیے۔ اس وقت یہ حال ہے کہ لوگ سڑکوں پر تو کُجا، اپنے گھروں تک میں محفوظ نہیں ہیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ چیف جسٹس کا قاتل اپنے منطقی انجام کو پہنچ گیا ہے۔ مجھے ابھی کچھ دیر پہلے پتا چلا ہے کہ قاتل کو شناخت کرلیا گیا ہے۔ اس شناخت کا باقاعدہ اعلان ایف بی آئی کچھ دیر بعد کرے گی۔ اتنا بتادوں کہ قاتل عادی مجرم تھا۔ اس کی طویل مجرمانہ سرگرمیوں کا ریکارڈ موجود ہے۔ شرمناک بات یہ ہے کہ اس کے باوجود وہ کھلے عام سڑکوں پر دندناتا پھر رہا تھا۔ کاش! ۳۵ ویں ترمیم ایک ماہ پہلے منظور ہوگئی ہوتی تو اس قومی المیے اور زیاں سے بچا جاسکتا تھا۔ ۳۵ ویں ترمیم کے ہوتے ہوئے یہ اندھادھند خوں ریزی ممکن نہیں رہے گی۔ خواتین و حضرات! اس المیے نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ ہمیں مل کر امریکا کو مضبوط بنانے کے لیے کام کرنا چاہیے۔''

اسکرین سے تھامسن کا چہرہ معدوم ہوا اور رپورٹر کا چہرہ اُبھر آیا۔ کرسٹوفر ڈونالڈ کی طرف متوجہ ہوگیا۔ وہ اندر ہی اندر کھول رہا تھا۔ ''اُلو کا پٹھا...... مردود۔ اس کی جرأت تو دیکھو، جسٹس ہاورڈ کی لاش پر ۳۵ ویں ترمیم کی کنویسنگ کررہا ہے۔ جب کہ جسٹس ہاورڈ اس ترمیم کو ہلاک کرنے والا تھا۔ وہ اس کی موت سے الٹا فائدہ اٹھا رہا ہے۔''

''بلکہ یہ ظاہر کررہا ہے کہ ہاورڈ زندہ ہوتا تو ترمیم کے حق میں بات کرتا......'' ڈونالڈ نے کہا، پھر بولا ''سنو! شاید وہ قاتل کے متعلق بتانے والے ہیں۔''

''ابھی ابھی پتا چلا ہے کہ جسٹس ہاورڈ کے قاتل کا نام رومن ایسکو بار ہے۔ وہ کیوبن نژاد امریکی

شہری تھا، یہ ہے اُس کی تصویر......''

ٹی وی پر قاتل کے چہرے کا عکس دیکھتے ہیں ڈونالڈ کے مُنہ سے ہلکی سی چیخ نکلی۔ ''اوہ...... نہیں......نہیں۔''

کرسٹوفر نے چونک کر اسے دیکھا۔ ڈونالڈ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اُس کا چہرہ سپید پڑ گیا تھا اور آنکھیں پھیل گئی تھیں۔ اس کی انگلی اسکرین کی جانب اشارہ کررہی تھی۔ وہ کچھ کہہ رہا تھا مگر بے آواز۔ کرسٹوفر اٹھا، اُس کی طرف بڑھا اور اُس کا کندھا تھپتھپایا۔ اب ڈونالڈ اسکرین کو بار بار گھونسا دکھا رہا تھا۔ بالآخر اس کی آواز نکلی۔ ''یہ وہی ہے کرس...... یہ وہی ہے۔''

کرسٹوفر نے اسے جھنجھوڑ ڈالا۔ ''خود کو سنبھالو ڈونالڈ، بات کیا ہے؟''

''میں اس شخص سے مل چکا ہوں۔'' ڈونالڈ نے اسکرین پر قاتل کے عکس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ہیجانی لہجے میں کہا۔ ''میں نے اس کا نام بھی سُنا ہے۔ میامی کے باہر فشرز آئی لینڈ میں اس رات میں نے جس شخص کو ساڑھے سات لاکھ ڈالر دیے تھے، وہ یہی شخص تھا اور اب یہ ہاورڈ کے قاتل کے روپ میں سامنے آیا ہے۔ تم اس بات کا مطلب سمجھ رہے ہو کرس۔''

اب اسکرین سے قاتل کا چہرہ ہٹ چکا تھا اور اناؤنسر سامنے تھا۔ کرسٹوفر نے جلدی سے ٹی وی آف کیا۔ اُسے ڈونالڈ کی سنائی ہوئی کہانی پوری طرح یاد آگئی۔ کس طرح...... کن شرائط پر تھامسن نے اسے لوئس برگ جیل سے نکلوایا تھا۔ کس طرح اس نے تھامسن کی ہدایت کیمطابق ساڑھے سات لاکھ ڈالر ادا کیے تھے اور جس شخص کو ادا کیے تھے، اُس نے جسٹس ہاورڈ کو قتل کردیا تھا۔

''یقین کرو کرس، یہ وہی آدمی ہے،'' ڈونالڈ نے کہا۔ ''اب میں سمجھا کہ تھامسن کو مجھ سے ساڑھے سات لاکھ ڈالر لینے کی ضرورت کیوں پڑی تھی۔ اس نے ہاورڈ کے قاتل کو معاوضے کی ادائیگی میرے ذریعے کرائی۔ یہ وہ رقم ہے جس کا کوئی سراغ نہیں لگا سکتا۔ یہ قتل تھامسن نے کرایا ہے۔ اس کا مطلب ہے، ۳۵ ویں ترمیم کی خاطر وہ آخری حد تک بھی جاسکتا ہے، قتل کی حد تک۔

''بس کرو، خاموش ہوجاؤ۔ تم یہ بات ثابت نہیں کرسکتے۔''

''اور کیا ثبوت چاہیے تمہیں؟ تھامسن نے مجھے ساڑھے سات لاکھ ڈالر ادائیگی کی شرط پر جیل سے نکلوایا۔ کوڈورڈ اُسی نے طے کیا، جس کے تحت میں نے اس رومن ایسکو بار کو رقم ادا کی۔ رومن نے جسٹس ہاورڈ کو قتل کیا۔ یہ تو دو جمع دو برابر چار والی بات ہے اور کیا ثبوت چاہیے تمہیں؟''

کرسٹوفر تیزی سے سوچنے، صورتِ حال کو سمجھنے کی کوشش کررہا تھا۔ اُس نے کہا۔ ''مجھے تو مزید کسی ثبوت کی ضرورت نہیں لیکن تم اوروں کو کیسے یقین دلاؤ گے؟''

''میں پولیس کو سب کچھ بتادوں گا۔ تھامسن کی طرف سے قاتل کو پیشگی معاوضے کی ادائیگی میں نے کی تھی۔ میں تھامسن کی نمائندگی کررہا تھا۔'' ڈونالڈ نے تند لہجے میں کہا۔

کرسٹوفر نے نفی میں سر ہلایا۔ ''نہیں دوست، بات نہیں بنے گی۔''

''کیوں نہیں بنے گی۔ ہیری ایڈورڈ بھی اس حقیقت سے واقف ہے اور وارڈن بُروس بھی......''

''لیکن وہ زبان نہیں کھولیں گے۔''

ڈونالڈ نے کرسٹوفر کو جھنجوڑ ڈالا۔ ''کرس! پولیس میری بات پر یقین کرے گی۔ میں، میں ہوں۔ فشرز آئی لینڈ میں قاتل کو رقم میں نے ادا کی تھی۔ یوں ہم تھامسن کو شکست دے سکتے ہیں۔''

کرسٹوفر نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔ ''ڈونالڈ کرینڈن حقیقت بتا سکتا ہے لیکن اس کا کہیں وجود نہیں ہے۔ تم ایک ناموجود عینی شاہد ہو ڈونالڈ۔''

''لیکن میں زندہ ہوں۔'' ڈونالڈ نے احتجاج کیا۔

''سوری دوست، تم ڈوور رہو، ڈونالڈ مر چکا۔ اس کی موجودگی کا کوئی ثبوت نہیں، وہ ناموجود ہے۔''

اچانک ڈونالڈ کی سمجھ میں بات آئی۔ اُس کا جوش وخروش سرد پڑ گیا۔ اُس نے بڑی بے چارگی سے کہا۔ ''ہاں کرس! تم ٹھیک کہتے ہو۔''

دوسری طرف کرسٹوفر کو ایک اور خیال نے جیسے پھر سے زندہ کر دیا۔ ''لیکن میں موجود ہوں اور جو کچھ تم نے کہا، مجھے اس پر کامل یقین ہے۔ میں صدر گلبرٹ سے مل کر انہیں یہ سب کچھ بتا دوں گا۔ یہ وہ حقائق ہیں، جنہیں وہ نظر انداز نہیں کر سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس ملک میں جرائم اور لاقانونیت میں موجودہ اضافہ ورنن تھامسن کی وجہ سے ہے۔ اصل مُجرم تھامسن ہے۔ صدر صاحب کو میری بات سُننا ہو گی۔ انہیں وہی کچھ کرنا ہو گا جو کرنے کا جسٹس ہاورڈ نے عزم کیا تھا۔ انہیں عوامی سطح پر ۳۵ ویں ترمیم کے خلاف زبان کھولنا ہو گی۔ تم خود کو سنبھالو ڈونالڈ۔ ابھی ہمیں بہت کچھ کرنا ہے۔ اس ڈراؤنے خواب سے جاگ جاؤ......''

☆☆☆☆☆

صدر صاحب نے اپنی کرسی پر پہلو بدلا۔ ''تمہارا مطلب ہے، میں ایف بی آئی کے ڈائریکٹر کو برطرف کر دوں؟''

وہ ملاقات وائٹ ہاؤس کے بیضوی کمرے میں گزشتہ بیس منٹ سے جاری تھی۔ کرسٹوفر بیس منٹ تک مسلسل بولتا رہا تھا۔ صدر امریکا کا وہ پہلا جملہ تھا۔ اُنہوں نے کرسٹوفر کے بے حد اصرار پر بڑی مشکل سے اس ملاقات کے لیے آدھا گھنٹا نکالا تھا۔ کرسٹوفر نے بلا تمہید کرنل بیکسٹر کی آر دستاویز کے متعلق تنبیہ سے لے کر جسٹس ہاورڈ کے قتل تک تمام واقعات بیان کر ڈالے تھے۔ آخر میں اُس نے کہا تھا۔ ''قانون نافذ کرنے والوں کی لاقانونیت ناقابلِ برداشت ہے جناب۔ میرے پیش کردہ شواہد کی روشنی میں آپ تھامسن کو فوری طور پر برطرف کر سکتے ہیں۔''

''ایف بی آئی کے ڈائریکٹر کو برطرف کر دوں؟'' صدر نے دُہرایا۔

''جی ہاں جناب، اگر آپ اسے اس کے جرائم کی سزا نہیں دے سکتے تو کم از کم اتنا تو کر سکتے ہیں۔ اس طرح جمہوریت محفوظ رہے گی۔ آئین کی آبرو بھی قائم رہے گی، پھر ہم مل جل کر جرائم کی روک تھام کے لیے ۳۵ ویں ترمیم کا متبادل کوئی منصوبہ مرتب کر سکیں گے۔ اس کے لیے ہمیں معاشرے کی معاشی فلاح کے سلسلے میں کام کرنا ہو گا۔''

صدر گلبرٹ کرسٹوفر کے بیان سے متاثر نہیں دکھائی دے رہے تھے، تاہم وہ خاموشی سے سنتے رہے تھے۔ ''تو تمہارے خیال میں ڈائریکٹر ورنن تھامسن برطرفی کا مستحق ہے؟'' انہوں نے شک آمیز لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ برطرفی کی معقول وجوہات لاتعداد ہیں۔ اس نے ایک سرکاری ادارے کو اس کے وسائل سمیت غیر قانونی طور پر ایک ایسے قانون کو منظور کرانے کے لیے استعمال کیا، جس کی منظوری کے بعد وہ خود ملک کی سب سے بڑی طاقت بن سکتا ہے۔ اس پر بلیک میلنگ کا الزام بھی ہے اور ایک جمہوری عمل میں مداخلت کا بھی۔ میں محض تکلفاً اس پر قتل کا الزام عائد کرنے سے گریز کر رہا ہوں، صرف اس لیے کہ میں ثابت نہیں کر سکتا۔ اس کے سوا ہر الزام یقینی ہے۔ باقی ہر چیز کا میں ثبوت پیش کر سکتا ہوں۔ آپ کو تھامسن کو عہدے سے ہٹا کر وہی کام کرنا ہو گا جو جسٹس ہاورڈ کو کرنا تھا۔ آپ کو ۳۵ ویں ترمیم کی مخالفت کرنا ہو گی۔ بہرحال بنیادی کام تھامسن کی برطرفی ہے۔ اس سے آپ کے عزّ و وقار میں بھی اضافہ ہو گا۔''

صدر صاحب کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر اُٹھے اور لان کی جانب کھلنے والی کھڑکی کی طرف بڑھ گئے۔ کرسٹوفر کے اعصاب چیخ رہے تھے لیکن وہ خاموش بیٹھا رہا۔ بالآخر صدر صاحب پلٹے اور اپنی کرسی کی پُشت پر آ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کرسی کی پشت گاہ کو مضبوطی سے پکڑا اور کرسٹوفر کے چہرے پر نظریں جما دیں۔ ''میں نے تمہاری کہی ہوئی ہر بات توجہ سے سنی ہے اور اس پر غور بھی کیا ہے۔ میں نہایت صاف گوئی سے کام لوں گا۔ تم قانون کو ہم سے زیادہ جانتے ہو، زیادہ واقف ہو۔ تھامسن کی برطرفی کی وجوہات جو تم نے بیان کیں، وہ ثبوت سے محروم ہیں، افواہوں، نظریوں اور منطقی تجزیوں کا نتیجہ ہیں۔ تمہارے پاس ٹھوس ثبوت کوئی نہیں۔ جو کچھ تم نے بیان کیا، وہ محض باتیں ہیں، حقائق نہیں۔''

صدر صاحب کا لہجہ سرد تھا۔ کرسٹوفر نے کچھ کہنا چاہا لیکن صدر نے ہاتھ کے اشارے سے اُسے روک دیا۔ ''پہلے مجھے بات پوری کرنے دو۔ تم ڈائریکٹر تھامسن پر اپنے لگائے ہوئے الزامات پر نظر تو ڈالو۔ اُس نے کیلی فورنیا میں ہونے والے جرائم کے اعداد وشمار میں گڑبڑ کی۔ تم یہ بات ثابت نہیں کر سکتے۔ تم نے کہا کہ تھامسن ملک میں عقوبتی کیمپ تعمیر کر رہا ہے۔ تم یہ بات بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ مجھے بتاؤ، وہ کیمپ کہاں تعمیر ہو رہا ہے اور کون سا ادارہ اسے تعمیر کرا رہا ہے۔ تم نے ڈونالڈ سے تھامسن کی سودے بازی، اُس کے جیل سے فرار اور تھامسن کی طرف سے نئی شخصیت کی فراہمی کا جو دعویٰ کیا، تم اس کا کوئی ٹھوس

ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔ تم یہ بھی ثابت نہیں کر سکتے کہ ڈونالڈ زندہ ہے۔ بقول تمہارے ڈونالڈ کے ذریعے تھامسن نے جسٹس ہاورڈ کے قاتل کو معاوضہ ادا کرایا۔ اس کا کوئی ثبوت ہے تمہارے پاس؟ تم نے کہا کہ تھامسن آرگوسٹی کے ۳۵ ویں ترمیم کے نتائج پر تجربات کر رہا ہے۔ کوئی ثبوت ہے تمہارے پاس؟ آردستاویز کے سلسلے میں بھی کوئی ثبوت نہیں۔ کرنل بیکسٹر کے الفاظ بھی تم نے خود نہیں سنے۔ پہلے تو تمہیں آردستاویز کی موجودگی ثابت کرنا ہوگی پھر یہ ثابت کرنا ہوگا کہ یہ دستاویز خطرناک بھی ہے۔ اب تم خود بتاؤ، تمہارے الزامات کی قانونی حیثیت کیا ہے اور ان کی بنیاد پر تم چاہتے ہو کہ میں، تھامسن کو برطرف کردوں۔ تم جانتے ہو کہ وہ ملک کے مستعدترین اور مقبول ترین اشخاص میں سے ہے۔ یہ ناممکن ہے کرس۔ مجھے تو تمہارے ذہنی توازن پر شک ہورہا ہے۔

کرسٹوفر اس دوران اپنے آپ میں سمٹ چکا تھا۔ احساسِ شکست کے زیر اثر اسے اپنا وجود بہت چھوٹا ہوتا محسوس ہورہا تھا۔ اسے یہ تو توقع تھی کہ صدر صاحب بعض الزامات پر شکوک ظاہر کریں گے لیکن اسے اپنے کیس پر اتنے بھرپور حملے کی امید نہیں تھی۔ اس نے مایوس لہجے میں کہا۔ ''جنابِ صدر! ثبوت کی بہت سی شکلیں ہوتی ہیں۔ میں وہ ثبوت بھی پیش کر سکتا تھا جو آپ کو پوری طرح مطمئن کر دیتے مگر ہمارے پاس وقت کم ہے۔ پہلے تھامسن کو ہٹا دیجیے۔ وہ بہت خطرناک آدمی ہے۔ آپ یقین کریں، میں اس کے خلاف ناقابلِ شکست کیس تیار کروں گا لیکن بعد میں۔ پہلا مسئلہ تھامسن کی برطرفی کا ہے۔ وہ بنیادی حقوق معطل کرنے کے لیے...... اور ۳۵ ویں ترمیم کی منظوری کے لیے کچھ بھی کرسکتا ہے، وہ اس میں جمہوریت کو قتل......''

صدر صاحب کے چہرے پر سختی کا تاثر ابھر آیا۔ ''میں خود ۳۵ ویں ترمیم کا حامی ہوں۔ اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ میں بھی جمہوریت کا دشمن ہوں۔''

''ہرگز نہیں جنابِ صدر۔'' کرسٹوفر نے جلدی سے کہا۔ ''میں ہر اس شخص کے بارے میں یہ دعویٰ نہیں کر رہا ہوں جو ۳۵ ویں ترمیم کا حامی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں خود اس ترمیم کی کھلم کھلا حمایت کرتا رہا ہوں۔ لوگوں کے نزدیک تو میں اب بھی اس کا حامی ہوں۔ میں نے اس کی کھل کر مخالفت تو نہیں کی۔ نہ میں اس عہدے پر ہوتے ہوئے ایسا کر سکتا ہوں۔''

صدر کا لہجہ کچھ نرم ہو گیا۔ ''مجھے یہ سُن کر خوشی ہوئی۔ اس کا مطلب ہے، تم احساسِ وفاداری سے عاری نہیں ہو۔''

''بالکل نہیں ہوں۔'' کرسٹوفر نے کہا۔ ''سوال یہ ہے کہ تھامسن میں احساسِ وفاداری ہے یا نہیں۔ ہمیں ملک وقوم سے ہی نہیں، جمہوریت سے بھی وفا نبھانا ہے۔ یہ بات آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی لیکن تھامسن نہیں جانتا۔ میں اور آپ ۳۵ ویں ترمیم کا غلط استعمال نہیں کر سکتے۔ لیکن تھامسن کے ہاتھوں میں ۳۵ ویں ترمیم......''

''تمہارے پاس اس بات کا بھی ثبوت نہیں۔''

''جو کچھ میں نے آپ کو بتایا ہے، اس کی روشنی میں یہ بات ثابت ہے، میں خواہ ثبوت فراہم نہ کر سکوں، یہ تو آپ بھی تسلیم کریں گے کہ......''

''بے کار ہے کرس۔'' صدر صاحب نے اس کی بات کاٹ دی۔ ''آئی ایم سوری کرس۔'' انہوں نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اُن کے لہجے میں قطعیت تھی۔ ''میں حقائق سُنتا بھی ہوں اور ان کا احترام بھی کرتا ہوں۔ تم نے جو کچھ بیان کیا، وہ میرے لیے مؤثر حقائق کا تاثر نہیں چھوڑ سکا۔ میرے نزدیک یہ تھامسن کو برطرف کرنے کی معقول وجوہات نہیں۔ میرے نزدیک تھامسن محبِ وطن بھی ہے اور اہلیت کے اعتبار سے بھی اس کا کوئی ثانی نہیں۔ تمہارے عائد کردہ الزامات کی روشنی میں اُسے برطرف کرنا ایسا ہی ہے، جیسے جارج واشنگٹن کو نقصِ امن کے الزام میں گرفتار کرنا۔ اسے برطرف کر کے میں نہ صرف ملک کو ایک اچھے شخص کی خدمات سے محروم کروں گا بلکہ یہ میرے لیے سیاسی خودکشی کے مترادف بھی ہوگا۔ عوام کو اُس پر اعتبار ہے اور اُس پر یقین......''

''آپ بھی اس پر یقین رکھتے ہیں، اعتماد کرتے ہیں؟'' کرسٹوفر نے زخمی لہجے میں پوچھا۔

''کیوں نہیں۔ وہ محنتی بھی ہے اور مستقل مزاج بھی۔ وہ بہت زیادہ تعاون کرنے والا ہے۔''

''اس کا مطلب ہے، نہ آپ ۳۵ ویں ترمیم سے دستبردار ہونا چاہتے ہیں، نہ تھامسن سے پیچھا چُھڑانا چاہتے ہیں۔ اس صورت میں میرے پاس استعفاد دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔'' کرسٹوفر اُٹھ کھڑا ہوا۔ ''میں اپنے آفس جا کر استعفا لکھوں گا اور آئندہ چوبیس گھنٹے کیلی فورنیا اسمبلی میں ۳۵ ویں ترمیم کے خلاف جنگ لڑتے ہوئے گزاروں گا۔ اور میں وہاں ناکام ہو گیا تو کیلی فورنیا سینیٹ میں بھی لڑوں گا۔''

یہ کہہ کر اُس نے سر کے اشارے سے صدر کو سلام کیا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ صدر نے اُسے پکارا۔ اُس نے پلٹ کر دیکھا۔ صدر کے چہرے پر دل گرفتگی کا تاثر تھا۔ ''کرس...... جلد بازی نہ کرو۔'' صدر نے کہا۔ ''یہ ہم سب کے لیے...... ملک کے لیے بھی کڑا وقت ہے۔ ایسے میں کشتی کو ڈبونا کہاں کی عقل مندی ہے۔''

''میں کشتی کو ڈبو نہیں رہا ہوں، اُس سے اتر رہا ہوں جنابِ صدر۔'' کرسٹوفر نے کہا۔ ''یا تو ڈوب جاؤں گا یا پار گیا تو اپنے زور پر جاؤں گا، خدا حافظ۔'' یہ کہہ کر وہ دفتر سے نکل آیا۔

صدر امریکا کی نظریں دیر تک اُس دروازے پر جمی رہیں، جس سے کرسٹوفر رخصت ہوا تھا۔ بالآخر اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اُٹھایا اور بزر دیا۔ ''مِس لیجر۔'' اُس نے اپنی سیکریٹری سے کہا۔ ''ایف بی آئی کے ڈائریکٹر تھامسن کو کال کرو۔ اس سے کہو، میں اُس سے تنہائی میں ملنا چاہتا ہوں۔ جتنی جلد ممکن ہو سکے۔''

☆☆☆☆☆

کرسٹوفر نے دفتر پہنچتے ہی اپنی بیوی کو فون کیا۔ اُس نے بیوی کو چند ہفتوں کے واقعات سے بے خبر رکھا تھا۔ البتہ آج صبح جسٹس کے قتل کی خبر سننے کے بعد اُس نے کیرن کو اختصار کے ساتھ ہر بات بتا دی تھی۔ اُس نے کیرن کو یہ بھی بتایا تھا کہ وہ صدر گلبرٹ سے مل کر ڈائریکٹر تھامسن کو برطرف کرانے کی کوشش کرے گا۔ اُسے یقین تھا کہ وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب رہے گا۔

لیکن اب چار گھنٹے بعد اُسے احساس ہو رہا تھا کہ اُس کا یقین کس قدر بے بنیاد تھا۔ اُس نے ریسیور اٹھا کر گھر کا نمبر ملایا۔ اُس کی آواز سنتے ہی دوسری طرف سے کیرن نے پُرتشویش لہجے میں پوچھا۔ ''کیا رہا کرس؟''

''صدر گلبرٹ نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا۔'' اُس نے جواب دیا۔ ''انہوں نے کہا کہ میرے پاس تھامس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں، وہ اُسے برطرف نہیں کریں گے۔''

''یہ تو بہت خوفناک بات ہے، اب تم کیا کرو گے؟''

''میں نے انہیں بتا دیا کہ میں استعفا دے رہا ہوں۔ تمہیں بھی یہی بتانے کے لیے فون کیا ہے۔''

''خدا کا شکر ہے۔'' کیرن کے لہجے میں بے پناہ سکون تھا۔

''میں کچھ ضروری کام نمٹاؤں گا۔ پھر استعفا بھیجنے کے بعد اپنی میز صاف کروں گا، ڈنر کے لیے کچھ تاخیر سے پہنچوں گا میں۔''

''تم ناخوش معلوم ہو رہے ہو کرس۔''

''میں ناخوش ہوں۔ تھامسن کی پوزیشن مضبوط ہے۔ وہ ۳۵ ویں ترمیم منظور کرانے کے لیے سب کچھ کر گزرے گا۔ اِدھر ابھی تک آر دستاویز کا مسئلہ حل نہیں ہوا ہے۔ اور میں...... میں بے روزگار بھی ہوں اور درپیش مسائل کے مقابلے میں نااہل بھی......''

''سب ٹھیک ہو جائے گا، پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ مکان بیچا بھی جا سکتا ہے۔ اس کا مطلب ہے، آئندہ ماہ تک ہم کیلی فورنیا چلے......''

''نہیں کیرن، ہمیں آج رات کیلی فورنیا پہنچنا ہے۔'' کرسٹوفر نے اُس کی بات کاٹ دی۔ ''مجھے کل صبح سکرامنٹو میں موجود ہونا ہے۔ مجھے بہت تیزی سے کام کرنا ہوگا ۳۵ ویں ترمیم کل سہ پہر اسمبلی میں پیش ہوگی۔ خواہ میں ناکام رہوں لیکن میں لڑوں گا ضرور۔ تم تیاری کر لینا، اب مجھے کام کرنا ہے، خدا حافظ۔''

ریسیور رکھنے کے بعد کرسٹوفر نے اپنی سیکریٹری ماریان کو بلایا۔ ''ماریان، میرے آج کے تمام اپائنٹمنٹ کینسل کر دو......اور مستقبل کے بھی۔'' اُس نے کہا۔ ماریان کو حیرت زدہ دیکھ کر اُس نے کہا۔ ''جانے سے پہلے میں ہر بات کی وضاحت کر دوں گا۔ کوئی پوچھے تو بتا دو کہ میں شہر میں نہیں ہوں گا اور ہاں، سکرامنٹو جانے والی رات کی فلائٹ میں میرے اور میری بیوی کے لیے سیٹیں ریزرو کرا دو۔''

''لیکن مسٹر کولنس، آج رات تو آپ شکاگو جا رہے ہیں۔''

''شکاگو؟'' کرسٹوفر بوکھلا گیا۔

''بھول گئے آپ! کل آپ کا شکاگو میں ایف بی آئی کے سابق ایجنٹوں کی انجمن کے کنونشن سے خطاب کرنا ہے۔ آپ وہاں مہمان خصوصی ہیں۔ تقریر کے بعد ٹونی ہیرس سے آپ کی ملاقات بھی طے ہے۔''

کرسٹوفر کو یاد آ گیا۔ ماریان درست کہہ رہی تھی۔ ٹونی ہیرس سے ملاقات جوش کے توسط سے طے ہوئی تھی۔ ''ماریان! شکاگو کا پروگرام کینسل سمجھو، مجھے سکرامنٹو پہنچنا ہے۔''

''یہ بات پسند نہیں کی جائے گی جناب، آپ نے تو انہیں متبادل مہمان خصوصی کا بندوبست کرنے کا وقت بھی نہیں دیا۔''

''مہمان خصوصی کا کیا ہے۔ کوئی نہ کوئی راضی ہو ہی جائے گا۔'' کرسٹوفر نے بے پروائی سے کہا۔ ''میں کچھ کام نمٹا لوں پھر خود فون پر اُن سے معذرت کر لوں گا۔ جہاں تک ٹونی ہیرس کا تعلق ہے، اسے بتا دو کہ شکاگو کا پروگرام ملتوی۔ میں اُس سے سکرامنٹو میں ملاقات کروں گا۔ وقت میں کل صبح فون پر اُس سے خود طے کر لوں گا، سمجھ گئیں؟''

ماریان نے سر کو تفہیمی جنبش دی پھر بڑی بے یقینی سے پوچھا۔ ''کیا واقعی آپ کے تمام اپائنٹمنٹ کینسل کر دوں؟''

''بالکل کینسل کر دو اور اب مجھ سے کوئی سوال نہ کرنا، مجھے بہت سے کام کرنا ہیں۔''

ماریان کے جانے کے بعد اُس نے تیزی سے کام نمٹایا۔ امیگریشن ڈیپارٹمنٹ کا وہ میمو دیکھ کر اُس کی طبیعت خوش ہو گئی جو امی ہینڈرسن کے امریکا میں داخلے کی اجازت سے متعلق تھا۔ اُس نے اجازت نامے پر دستخط کیے اور ماریان کو فوری طور پر اُسے ڈسپیچ کرنے کی ہدایت دی۔ کام سے فارغ ہو کر وہ استعفا لکھنے بیٹھا۔ استعفے کا مضمون بہت سخت تھا۔

استعفا لکھنے کے بعد وہ ٹہلتا ہوا کانفرنس روم میں چلا آیا۔ وہ الوداعی نظروں سے کانفرنس روم کا جائزہ لیتا رہا۔ وہ پلٹنے ہی والا تھا کہ ماریان ہانپتی کانپتی کانفرنس روم میں آئی۔ ''ڈائریکٹر تھامسن آپ سے ملنے آئے ہیں جناب۔''

''تھامسن؟ اور یہاں؟'' کرسٹوفر نے پوچھا۔ ماریان نے اثبات میں سر ہلایا۔ کرسٹوفر اُلجھ کر رہ گیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ تھامسن اُس سے ملنے اس کے دفتر میں آیا تا۔ یہ غیر معمولی بات تھی۔ نہ چاہتے ہوئے بھی وہ انکار نہ کر سکا۔ ''ٹھیک ہے، اسے اندر بھیج دو۔''

چند لمحے بعد تھامسن کانفرنس روم میں داخل ہوا اور اسی کی طرف بڑھ آیا۔ ''مجھے اس طرح آنے پر افسوس ہے لیکن معاملہ بے حد اہم ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ یہ گفتگو کسی اور کے کانوں تک پہنچے۔ تم بھی یقیناً یہ بات پسند نہیں کرو گے۔''

’’ورنن، یہ میرا دفتر ہے، تمہارا نہیں۔ میں اپنے ملاقاتیوں کی گفتگو ٹیپ کرنے کا قائل نہیں ہوں۔‘‘ کرسٹوفر نے کاٹ دار لہجے میں کہا۔

’’یہ تو بہت بڑی محرومی ہے تمہاری۔‘‘ تھامسن نے اپنا بریف کیس کرسی پر رکھتے ہوئے کہا۔ ’’بیٹھ جاؤ۔ ویسے میں زیادہ وقت نہیں لوں گا تمہارا۔‘‘

کرسٹوفر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اُس نے سگریٹ سلگا کر دو طویل کش لیے اور ایش ٹرے اپنی طرف کھسکاتے ہوئے بولا۔ ’’کہو، کیا بات ہے، اس نوازش کا سبب۔‘‘

’’میں کوئی تمہید نہیں باندھوں گا۔ ابھی کچھ دیر پہلے صدر صاحب نے مجھے بتایا کہ تم استعفاد دینے کا ارادہ رکھتے ہو۔ انہوں نے اس کی وجوہات بھی بتائیں۔‘‘ تھامسن نے کہا۔ اس کے ہونٹوں پر عیارانہ مسکراہٹ تھی۔ ’’تم نے بڑی حماقت کی۔ ورنن تھامسن کو برطرف کرانے کی کوشش! میں تمہیں اتنا بے وقوف نہیں سمجھتا تھا۔‘‘

کرسٹوفر نے خود پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ’’میں نے وہی کچھ کیا، جو مجھے کرنا چاہیے تھا۔‘‘

’’اور میں بھی وہی کچھ کر رہا ہوں، جو مجھے کرنا چاہیے۔‘‘ تھامسن نے طنزیہ لہجے میں کہا اور اپنے بریف کیس کو غیر مقفل کیا۔ ’’میں تمہارے متعلق تحقیقات کراتا رہا ہوں۔‘‘

’’میں لاعلم نہیں تھا تمہاری سرگرمیوں سے۔‘‘

تھامسن نے چونک کر اُسے دیکھا۔ ’’تمہیں معلوم تھا اور تم نے اس سلسلے میں کچھ کیا بھی نہیں، مذاق کر رہے ہو؟‘‘

’’مجھے کچھ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ میری کوئی بات ڈھکی چھپی نہیں۔‘‘

’’اتنے وثوق سے نہ کہو یہ بات۔‘‘ تھامسن نے کہا اور بریف کیس سے ایک لفافہ نکالا۔ ’’ہم نے بہت عرق ریزی سے...... جانفشانی سے بڑی چاہت سے یہ کام کیا ہے۔‘‘

’’میں شکر گزار ہوں۔ خیر، اب مجھے حیران کر ہی دو۔ کیا معلوم ہوا تمہیں؟‘‘ کرسٹوفر نے پُرسکون لہجے میں کہا۔

’’ضرور بتاؤں گا، وہ بات جسے تم نے دانستہ لوگوں سے چھپائے رکھا...... یا پھر ممکن ہے، خود تمہارے علم میں بھی نہ ہو۔‘‘ تھامسن نے کہا اور کرسٹوفر کے چہرے کے سامنے لفافہ لہرایا۔ ’’تم اس ترمیم کا راستہ کاٹنے کی کوشش کر رہے ہو، جو ملک کو تباہی سے بچا سکتی ہے۔ تم لوگوں کے اور میرے معاملات میں ٹانگ اڑا رہے ہو لیکن تم نے اپنے گھر میں نہیں جھانکا۔ صاف ستھرے ماضی کا دعویٰ کرنے سے پہلے تمہیں اپنے متعلقین سے پوچھ لینا چاہیے تھا۔‘‘

’’مطلب کیا ہے تمہارا؟‘‘

’’تم نے اس عورت سے شادی کی، جس کا ماضی بری طرح مشکوک ہے۔‘‘

کرسٹوفر کا خون کھول گیا۔ وہ تھامسن پر ہاتھ چھوڑ بیٹھتا لیکن تجسس نے اسے روک دیا۔ یہ جاننا بہت ضروری تھا کہ تھامسن کے صندوق بلا میں کیا کچھ موجود ہے۔ اس نے تحمل سے کام لیتے ہوئے کہا۔

’’ورنن! مجھے نہیں معلوم کہ تم کیا کہنا چاہ رہے ہو لیکن میں تمہیں صاف صاف بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں تم سے اپنی بیوی یا خود سے متعلق کسی بھی شخص کے بارے میں بات کرنا نہیں چاہتا۔ میری ذات کے بارے میں تحقیق پہلے ہی ہو چکی ہے۔ مجھے اپنے سلسلے میں مزید تفتیش پر کوئی اعتراض نہیں، باقی سب فضول ہے۔‘‘

تھامسن پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ ’’یہ بات تو تمہیں کرنا ہوگی کرس۔ تم خود ہی کرو گے۔ پہلی تفتیش میں ایک اہم بات ہماری نظروں سے اوجھل رہ گئی تھی......‘‘

’’میں اپنے اور تمہارے جھگڑے میں اپنی بیوی کا گھسیٹا جانا ہرگز پسند نہیں کروں گا۔‘‘

’’اس کا انحصار تمہارے رویے پر ہے۔ میری بات غور سے سنو اور اس کے مطابق عمل کرو، ورنہ تمہاری بیوی عدالت میں جج اور جیوری کے سامنے بیان دیتی نظر آئے گی۔ وضاحت کروں؟‘‘

کرسٹوفر کا دل ڈوبنے لگا۔ اس ملاقات کے دوران پہلی بار وہ پریشان ہوا۔ ’’ٹھیک ہے، جو تمہیں کہنا ہے کہہ ڈالو۔‘‘ اس نے کوشش کی کہ لہجے سے کمزوری کا اظہار نہ ہونے پائے۔

تھامسن نے اپنے ہاتھ میں موجود کاغذات پر نگاہ ڈالی اور بولا۔ ’’تم نے کیرن گرانٹ سے شادی کی تو اسے بیوہ ہوئے ایک سال ہوا تھا۔ اس کے شوہر کا نام تھامس گرانٹ تھا۔ ٹھیک ہے نا؟‘‘

’’بالکل ٹھیک ہے۔‘‘

’’غلط ہے۔‘‘ تھامسن نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔ ’’گرانٹ، کیرن کے باپ کا نام تھا۔ اس کے شوہر کا نام تھامس راؤلے تھا۔‘‘

کرسٹوفر کچھ سمجھا، کچھ نہیں سمجھا۔ تاہم کیرن کا دفاع کرنا ضروری تھا۔ ’’اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ بیوائیں اپنے نام کے ساتھ باپ کا نام استعمال کرتی رہی ہیں۔‘‘ اس نے بے پروائی سے کہا۔

’’خیر، تم اس سے لاس اینجلز میں ملے جہاں وہ ماڈل کی حیثیت سے کام کرتی تھی۔ اس سے پہلے وہ اپنے شوہر کے ساتھ......‘‘

’’میڈیسن...... وسکونسن میں رہتی تھی۔‘‘ کرسٹوفر نے کہا۔

’’اس نے تمہیں غلط بتایا۔ اسکا شوہر فورٹ ورتھ، ٹیکساس میں رہتا تھا۔‘‘

’’ورنن، مجھے ان باتوں کی کیا پروا ہو سکتی ہے؟‘‘

’’ہونی چاہیے۔‘‘ تھامسن نے سرد لہجے میں کہا۔ ’’تمہیں معلوم ہے، تمہاری بیوی بیوہ کیسے ہوئی تھی؟‘‘

''اس کا شوہر ایک حادثے میں ہلاک ہوا تھا۔''

''حادثہ، واقعی! کیسا حادثہ؟''

''میں نے اس موضوع پر کبھی تفصیلی گفتگو نہیں کی۔ میرے نزدیک یہ ایک غیر اہم بات ہے۔ ویسے میرا خیال ہے اسے کسی کار نے کچلا تھا۔''

''کار نے؟ نہیں کرس! اسے قریب سے چلائی گئی ایک گولی نے ہلاک کیا تھا۔'' تھامسن نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔ ''اسے قتل کیا گیا تھا۔''

کرسٹوفر ذہنی طور پر دھچکے کے لیے تیار تھا لیکن یہ دھچکا اس کی توقع سے زیادہ شدید تھا۔

''واقعات اشارہ کرتے ہیں کہ کیرن اپنے پہلے شوہر کی قاتل تھی، وہ گرفتار ہوئی، اس پر مقدمہ چلا، جیوری چار دن تک الجھتی رہی، بالآخر جیوری کے عدم اتفاق کی وجہ سے وہ بری ہوئی۔ اس کے باپ نے اپنا اثر ورسوخ استعمال کیا تھا۔ حکام نے فیصلہ کیا کہ مقدمہ دوبارہ نہیں چلایا جائے گا۔ اس طرح کیرن کو رہائی ملی۔''

''میں یقین نہیں کر سکتا۔'' کرسٹوفر نے سنبھلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''اگر تمہیں شک ہے تو یہ کاغذات اسے دور کر دیں گے۔'' تھامسن نے کاغذات اسکی طرف بڑھا دیئے۔ ''اس میں کیس کی تمام تفصیلات اور اخباری تراشے موجود ہیں۔ جیوری نے اگر تمہاری بیوی کو مجرم قرار نہیں دیا تو بے قصور بھی نہیں سمجھا۔ وہ چار دن تک کسی فیصلے پر پہنچنے کی کوشش کرتے رہے، اس لیے مجھے اس میں دلچسپی محسوس ہوئی۔ میں نے اپنے ایجنٹوں کو اس کیس کی تفتیش پر مامور کیا۔ انہوں نے گواہوں سے بیان لیے۔ یوں ایک نئی شہادت سامنے آئی، جسے پہلے خدا جانے کس طرح نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ بہرحال ایف بی آئی کچا کام کبھی نہیں کرتی۔''

کرسٹوفر نے کاغذات کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا۔ وہ مستفسرانہ نگاہوں سے اپنے حریف کو دیکھتا رہا۔

''ہمیں ایک نیا گواہ ملا ہے۔ ایک عورت، جس کا دعویٰ ہے کہ اسے نے کیرن کو تھامس راؤلے کو قتل کی دھمکی دیتے سنا تھا۔ بلکہ دیکھا تھا۔ تھامس کے گھر سے نکلتے وقت اس نے کیرن کو ریوالور ہاتھ میں لیے اپنے شوہر کی لاش کے قریب کھڑے دیکھا تھا۔'' تھامسن نے کچھ توقف کیا، پھر بولا۔ ''بات یہیں ختم نہیں ہوتی، مجھے یہ بیان اچھا نہیں لگتا لیکن اس گواہ نے بیان دیا تو اچھی خاصی غلاظت سامنے آئے گی۔''

کرسٹوفر کو اپنے سینے میں گولا پھنستا ہوا محسوس ہوا، مگر وہ جیسے تیسے خود کو سنبھالے بیٹھا رہا۔

''تمہاری بیوی اپنے پہلے شوہر سے باپ کے گھر جانے کا بہانہ کر کے تقریباً ہر ہفتے کہیں جاتی تھی۔ آخر تھامس راؤلے کو شک ہو گیا۔ اس نے بیوی کا پیچھا کیا تو پتا چلا...... اب میں کیسے بیان کروں، یہ سمجھ لو کہ تمہاری بیوی ہوسٹن میں جنسی بے راہ روی کا شکار لوگوں کے ایک گروہ میں شامل تھی۔ تفصیلات بتانے کی مجھ میں ہمت نہیں......''

''یہ ایک غلیظ جھوٹ ہے اور تم یہ بات جانتے ہو۔'' کرسٹوفر آپے سے باہر ہو گیا۔ وہ کرسی سے تقریباً اٹھ کھڑا ہوا۔

تھامسن پرسکون بیٹھا رہا۔ ''کاش، ایسا ہی ہوتا لیکن ہماری گواہ نے خود کیرن کے منہ سے ان تمام باتوں کا اعتراف سنا ہے۔'' اس نے فائل کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ''گواہ نے ہمیں پرائیویٹ طور پر بیان دیا ہے، خود پڑھ لو۔''

''اس کی ضرورت نہیں۔''

''بہرحال، ہماری گواہ ایسے معاملات میں پھنسنا نہیں چاہتی لیکن میرے مجبور کرنے پر اسے بیان دینا پڑا۔ دوبارہ مقدمہ چلنے کی صورت میں وہ بیان دینے پر مجبور ہو گی۔ اس بار جیوری کے سامنے مضبوط کیس ہو گا۔ اس بار وہ حتمی نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہیں گے۔ اسی لیے میں نے سوچا، پہلے تمہیں مطلع کر دوں۔ تم میرے ساتھی ہو اور مجھے کیرن سے بھی ہمدردی ہے۔ اس کا پہلا شوہر کوئی اچھا آدمی نہیں تھا۔ اس نے کیرن سے دولت کی خاطر شادی کی تھی۔ وہ شاید کیرن کو اس کی جنسی بے راہ روی کے حوالے سے بلیک میل بھی کر رہا تھا۔ میری طرح تم بھی صدر کی ٹیم کے رکن ہو۔ میں تمہیں شرمندہ نہیں دیکھنا چاہتا، وہ بھی ایسے کڑے وقت میں۔ اگر حالات قابو میں رہے تو میں اس گواہ کی شہادت کو ہمیشہ کے لیے بھول جاؤں گا۔''

کرسٹوفر کی حالت بگڑنے لگی۔ اس کا خیال تھا کہ تھامسن کیرن کی کسی کمزوری کے حوالے سے اسے دھمکائے گا لیکن وہ تو کھلم کھلا بلیک میل کر رہا تھا۔ اس کا وجود تھامسن کی نفرت کی آگ میں پھنک رہا تھا، اس سے پہلے اس نے کبھی کسی کو قتل کرنے کے بارے میں سوچا بھی نہیں مگر اس لمحے یہ خواہش اتنی شدت سے ابھری کہ اسے خود سے خوف آنے لگا۔ اس نے بڑی مشکل سے خود کو قابو میں رکھا۔ وہ اندر ہی اندر لرزتا رہا۔ بڑی دیر بعد وہ کچھ بولنے کے قابل ہوا۔ ''تم نے کہا ہے کہ حالات قابو میں رہے تو تم اس گواہ کی شہادت کو ہمیشہ کے لیے بھول جاؤ گے، اس بات کی وضاحت کرو، تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟''

''مجھے صرف تمہارا تعاون درکار ہے کرس...... اور وہ بھی بہت تھوڑا سا۔'' تھامسن نے کہا۔ ''میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم بدستور صدر کی ٹیم میں شامل رہو اور آخر وقت تک ۳۵ ویں ترمیم کی حمایت کرتے رہو۔ تمہارا استعفا اور ترمیم کی مخالفت مجھے قبول نہیں۔ میری خاموشی کی صرف اتنی سی قیمت ہے۔''

''سمجھا......'' کرسٹوفر نے تھامسن کو کاغذات لفافے میں اور لفافہ بریف کیس میں رکھتے دیکھا۔

''مجھے نہیں دکھاؤ گے یہ ثبوت؟''

''یہ میرے پاس ہی بہتر ہیں۔ تمہیں جو کچھ پوچھنا ہو اپنی بیوی سے پوچھ لینا۔''

''کم از کم اس نئی گواہ کا نام تو بتا دو۔''

تھامسن مسکرایا۔ ''یہ بھی نامناسب ہو گا، اگر اسے دیکھنے اور سننے کے اتنے ہی خواہاں ہو تو پھر اس

سے عدالت ہی میں مل لینا۔'' تھامسن نے بریف کیس لاک کر دیا۔ ''اب سب کچھ تمہارے رویے پر منحصر ہے۔''

''ورنن! تم اس وقت یقینی طور پر روئے زمین پر پائے جانے والے غلیظ ترین آدمی ہو۔'' کرسٹوفر نے گالی دیتے ہوئے کہا۔

تھامسن کی مسکراہٹ اور گہری ہوگئی۔ ''میرے والدین یہ بات سنتے تو عملاً اس کی تردید کرتے۔'' اس نے گالی کا حوالہ دیتے ہوئے کہا۔ ''میرا کوئی قصور ہے تو صرف اتنا ہے کہ میں اپنے ملک سے بے پناہ محبت کرتا ہوں۔ تمہارا کوئی قصور ہے تو یہ ہے کہ تم اپنے ملک سے کم محبت کرتے ہو...... بہت کم۔ اس وقت میں وطن کی محبت کی وجہ سے تم سے تمہارا آخری فیصلہ پوچھ رہا ہوں۔''

کرسٹوفر نفرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔ بالآخر اس نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس نے کرسی میں سمٹتے ہوئے کہا۔ ''تم جیت گئے۔ اب ذرا تفصیل سے بتاؤ، تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟''

☆☆☆☆☆

ازدواجی زندگی کے دوران وہ پہلا موقع تھا کہ کرسٹوفر کیرن کے پاس جاتے ہوئے خوش نہیں تھا۔ تھامسن کے جانے کے بعد کام میں اس کا جی نہیں لگا۔ اس کے باوجود دفتر ہی میں بیٹھا رہا۔ اسے تنہائی کی ضرورت تھی۔ وہ سوچنا چاہتا تھا۔ متصادم جذبے اسے اندر سے چھلنی کیے دے رہے تھے...... کیرن کے ماضی کے بارے میں جان کر اسے صدمہ ہوا تھا، یہ بات بھی مایوس کن تھی کہ کیرن نے اس سے یہ سب کچھ چھپائے رکھا۔ اس کے لیے یہ فیصلہ کرنا دشوار تھا کہ کیرن نے اپنے شوہر کو قتل کیا ہوگا یا نہیں، یہ فیصلہ تو جیوری پورا کیس سننے کے باوجود چار دن کے غور وفکر کے بعد بھی نہیں کر سکی تھی۔ یہ خوف الگ تھا کہ تھامسن نے مقدمے کی دوبارہ سماعت کرا دی تو کیرن کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

تھامسن نے کیرن کی نجی زندگی پر جو کچھ کہا تھا، وہ تصویری شکل میں اس کی نگاہوں کے سامنے پھر رہا تھا اور یہ سب سے بڑی قیامت تھی۔ کرسٹوفر کو اس پر یقین نہیں تھا لیکن وہ خوفناک تصویریں، وہ انہیں جھٹک بھی نہیں سکتا تھا، مٹا بھی نہیں سکتا تھا۔

کرسٹوفر کی سمجھ میں یہ بھی نہیں آ رہا تھا کہ کیرن کا سامنا کس انداز میں کرے۔ ان تمام الجھنوں کا بوجھ اٹھائے وہ گھر میں داخل ہوا۔ کیرن نے اس کی آہٹ سن کر اسے پکارا۔ وہ مختصر جواب دے کر بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔ وہ کوٹ اتار ہی رہا تھا کہ کیرن بیڈ روم میں آ گئی۔ ''میں نے سامان پیک کر لیا ہے۔'' اس نے کہا۔ ''ہم لاس اینجلز چل رہے ہیں نا؟''

''نہیں، میں نے استعفا لکھ لیا تھا مگر بعد میں پھاڑ کر پھینک دیا۔ تھامسن مجھ سے ملنے آیا تھا۔ اس نے مجھے مجبور کر دیا۔''

''مجبور کر دیا؟ تھامسن نے؟'' کیرن تیزی سے سوچ رہی تھی۔ ''میری وجہ سے؟'' اس نے پوچھا۔

''تمہیں کیسے پتہ چلا؟'' کرسٹوفر کے لہجے میں تعجب تھا۔

''میں جانتی تھی کہ یہی ہوگا۔ وہ تمہیں روکنے کے لیے سب کچھ کر سکتا ہے۔ اس رات مسٹر ینگ نے تنبیہ کر دی تھی۔ اس رات میں بہت خوفزدہ تھی کرس، میں تمہیں سب کچھ بتا دینا چاہتی تھی مگر تم سو چکے تھے۔ میں نے سوچا، صبح کو بتا دوں گی لیکن صبح سب کچھ اتنی تیزی سے ہوا کہ مجھے مہلت ہی نہیں ملی۔ مجھے تمہیں بتا دینا چاہیے تھا۔ خدا مجھے معاف کرے۔ میں نے بہت بڑی حماقت کی ہے۔ اتنی خراب بات تم میرے ہی منہ سے سنتے تو بہتر ہوتا۔''

''ہاں کیرن...... مجھے علم ہونا چاہیے تھا ان باتوں کا۔ صرف تمہیں تحفظ دینے کے لیے......''

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن میرے تحفظ کی کوئی اہمیت نہیں۔'' کیرن نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ ''تھامسن نے تمہیں یہی بتایا ہے نا کہ میرے پہلے شوہر کو فورٹ ورتھ میں اپنے گھر کے بیڈ روم میں شوٹ کیا گیا تھا۔ یہ حقیقت ہے، یہ بھی سچ ہے کہ میں اکثر بہ آواز بلند اس کی موت کی خواہش کیا کرتی تھی۔ ہمارے درمیان ہمیشہ جھگڑے ہوا کرتے تھے۔ اس رات بھی جھگڑا ہوا تھا۔ میں گھر سے نکلی اور ڈیڈی کے پاس چلی گئی پھر میں نے واپس آنے کا فیصلہ کیا۔ اپنی ازدواجی زندگی کو ایک آخری موقع دینا چاہتی تھی۔ میں واپس آئی تو تھامس مر چکا تھا۔ مجھے نہیں معلوم کہ اسے کس نے قتل کیا۔ تاہم ہمارے جھگڑنے کی آوازیں لوگوں نے سنی تھیں۔ مجھے اس کی موت کی خواہش کرتے بھی سنا تھا۔ قدرتی طور پر، اس کے قتل کا شبہ مجھ پر کیا گیا۔ مقدمہ بھی چلا، شہادتیں واقعاتی نوعیت کی تھیں لیکن ڈسٹرکٹ اٹارنی نیا تھا، اس نے اپنا نام بنانے کے لیے کمزور کیس میں بھی جان ڈالنے کی کوشش کی۔ وہ میرے لیے بڑا اذیت ناک عرصہ تھا......''

''تھامسن کا کہنا ہے کہ جیوری متفقہ فیصلہ نہیں کر سکی تھی، اس لیے تمہاری جان بچی......''

''غضب خدا کا!'' کیرن نے غصے سے کہا۔ ''بارہ میں سے گیارہ مجھے بے قصور قرار دے رہے تھے، صرف ایک کے اڑے رہنے کی وجہ سے فیصلہ چار دن رکا رہا اور اس تعطل کا سبب یہ تھا کہ شبہ میرے ڈیڈی پر کیا جا رہا تھا۔ کیس اتنا کمزور تھا کہ ڈسٹرکٹ اٹارنی نے اسے خود واپس لے لیا۔ مقدمے کے بعد میں نے فورٹ ورتھ چھوڑ دیا اور لاس اینجلز چلی آئی، یہ ہے کل حقیقت۔ میں نے تمہیں اس لیے نہیں بتایا کہ جو گزر چکا، وہ گزر چکا۔ مجھے تو معلوم تھا کہ میں بے گناہ ہوں اور پھر میں تم سے محبت کرنے لگی تھی، میں تمہیں کھونا نہیں چاہتی تھی۔ میں مانتی ہوں کہ میں نے تمہیں نہ بتا کر غلطی کی ہے لیکن مجھے خوشی ہے کہ یہ پھانس بھی نکل گئی، اب تم سب کچھ جانتے ہو۔''

''تھامسن کا دعویٰ ہے کہ اسے ایک نیا گواہ ملا ہے، ایک عورت، جس نے تمہیں ریوالور لیے تھامسن کی لاش پر کھڑے دیکھا تھا۔''

''یہ جھوٹ ہے...... سفید جھوٹ، اس لیے کہ میں بے قصور ہوں۔ میں وہاں پہنچی تو قتل کیا جا چکا تھا۔''

کرسٹوفر اسے بغور دیکھتا رہا۔ اسے احساس ہو گیا کہ کیرن سچ بول رہی ہے لیکن ذہن کے پردے

پر کیرن کی مفروضہ جنسی زندگی کی فلم اب بھی چل رہی تھی۔ ’’کیرن، ابھی کچھ اور باتیں بھی ہیں۔‘‘ اس نے مجوب لہجے میں کہا۔ ’’مجھے تم پر اعتماد ہے لیکن یہ سب کچھ تمہیں بتانا بھی ضروری ہے۔ اس گواہ کے بیان کے مطابق......‘‘ کرسٹوفر نے اٹکتے اٹکتے سب کچھ سنا ڈالا۔

کیرن کا چہرہ سپید پڑ گیا۔ ایسا لگا کہ ابھی ڈھے جائے گی۔ ’’میرے خدا...... اتنی تہمتیں...... اتنے بہتان...... خدا کی قسم کرس، ایک لفظ بھی سچا نہیں۔ میں...... میں ایسی ہو سکتی ہوں! میں تو ایسا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ تم...... تم تو مجھے جانتے ہو کرس، کیا میں بے حیا ہوں...... تم نے...... تم نے تو میرا شرمیلا پن دیکھا ہے۔ کرس...... میں ایسی ہو سکتی ہوں!‘‘

’’تم جانتی ہو کہ میں نے تھامسن کی باتوں پر ایک لمحے کے لیے بھی یقین نہیں کیا۔‘‘

’’میں اپنے ہونے والے بچے کی قسم کھاتی ہوں......‘‘

کرسٹوفر نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ ’’مجھے تم پر یقین ہے ڈارلنگ لیکن اس گواہ کو موقع دیا گیا تو عدالت میں......‘‘

’’گواہ کا نام کیا ہے؟‘‘ اس بار کیرن کے لہجے میں اعتماد تھا۔ آنکھوں سے عزم جھلک رہا تھا۔

’’تھامسن نے میرے اصرار کے باوجود گواہ کا نام نہیں بتایا۔ اس نے اس گواہ کو تلوار کی طرح ہمارے سروں پر لٹکا دیا ہے۔ اس نے دھمکی دی ہے کہ اگر میں کوئی گڑبڑ کرنے کی کوشش کی تو وہ کیس ری اوپن کرا دے گا۔‘‘

کیرن اس سے لپٹ کر سسکنے لگی۔ ’’اوہ کرس...... کرس، یہ میری وجہ سے کیا ہو رہا ہے تمہارے ساتھ!‘‘

’’کیرن ڈارلنگ...... کسی چیز کی کوئی اہمیت نہیں، صرف تم اہم ہو میرے لیے۔‘‘ کرسٹوفر نے اسے تھپکتے ہوئے کہا۔ ’’مجھے تم پر یقین ہے۔ تھامسن کو دفع کرو، آئندہ اس موضوع پر کبھی بات نہیں ہوگی۔‘‘

’’نہیں کرس، تمہیں تھامسن سے لڑنا ہوگا۔ ہمیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں بے قصور ہوں۔ میرا ضمیر صاف ہے۔ وہ جو چاہے کر لے، سچ کو ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ تمہیں اس بلیک میلنگ کے نتیجے میں خاموش نہیں رہنا چاہیے۔ تمہیں ۳۵ ویں ترمیم کے خلاف لڑنا ہے۔ جمہوریت کی خاطر...... ملک و قوم کی خاطر...... میری خاطر۔‘‘

’’میں نہیں لڑ سکتا۔‘‘ کرسٹوفر نے اسے ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا۔ ’’میں تمہیں مزید اذیت نہیں پہنچنے دوں گا۔ خاص طور پر ایسے وقت میں کہ تم ماں بننے والی ہو، بھول جاؤ سب کچھ۔‘‘

’’لیکن کرس، تمہارے نہ لڑنے کا مطلب تو یہ ہے کہ تم مجھ پر نہیں، تھامسن کی کہانی پر یقین رکھتے ہو۔‘‘

’’یہ غلط ہے، بس میں تمہیں وہ اذیتیں جھیلتے نہیں دیکھ سکتا، جن کی تم سزاوار نہیں ہو۔‘‘

’’دیکھو کرس، تم خاموش رہے تو کیلی فورنیا اسمبلی کل ۳۵ ویں ترمیم کی توثیق کر دے گی اور اس کے

تین دن بعد سینیٹ بھی، خدا کے لیے کرس، اس تباہی کو روکو......‘‘

کرسٹوفر نے گھڑی پر نظر ڈالی۔ ’’کیرن...... میرے پاس صرف بیس منٹ ہیں۔ مجھے اس دوران کھانا کھانا ہے، کپڑے بدلنے ہیں اور ٹونی ہیرس کو فون کرنا ہے۔ کل مجھے شکاگو میں ایف بی آئی کے سابق ایجنٹوں کے کنونشن سے خطاب کرنا ہے۔ باقی باتیں کل رات واپسی پر ہوں گی۔ بس یہ یاد رکھنا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔‘‘

’’ہاں، کرس۔‘‘ کیرن نے یاس انگیز لہجے میں سرگوشی کی۔ ’’اگر کل رات آئی تو......‘‘

☆☆☆☆☆

شکاگو ہوٹل میں ہونے والے کنونشن میں ایف بی آئی کے چھ سو سابق ایجنٹ شریک تھے۔ کرسٹوفر کی تقریر بالکل بے جان تھی۔ وہ تو بس جان چھڑا رہا تھا۔ تقریر پر شرکاء کا ردعمل گرم جوشی اور سرد مہری کے درمیان کی کوئی چیز تھا۔

کرسٹوفر کو اس ردعمل پر کوئی حیرت نہیں تھی۔ اس کی تقریر ارتکاز سے محروم تھی۔ احتیاط کا عنصر غالب تھا۔ ارتکاز کی کمی کا سبب یہ تھا کہ وہ ذہنی طور پر اپنے دفتر کے کانفرنس روم میں تھا، جہاں ورنن تھامسن نے بلیک میلنگ کے زور پر اس کی آواز چھین لی تھی۔ وہ اس وقت کیلی فورنیا میں بھی تھا، جہاں ایک گھنٹے بعد ایوان زیریں ۳۵ ویں ترمیم پر فیصلہ دینے والا تھا۔ مایوسی اس کے وجود میں اترتی جا رہی تھی۔ اس نے کتنے وار سہے تھے۔ کیرن کے حوالے سے بلیک میلنگ، جسٹس ہاورڈ کی موت۔ درحقیقت سب سے بڑا دھچکا جسٹس ہاورڈ کی موت ہی نے پہنچایا تھا۔ اب کہیں امید کی کوئی کرن نہیں تھی۔ آر دستاویز اب بھی اس کی نظر اور پہنچ سے دور تھی۔

تقریر پر احتیاط کے عنصر کے غلبے کا سبب خوف تھا۔ یہ تمام شرکا...... یہ سابق ایجنٹ تمام کے تمام تھامسن کے آدمی تھے۔ ایف بی آئی سے ریٹائرمنٹ کے بعد تھامسن کی مہربانی اور اثر و رسوخ نے انہیں مختلف محکموں اور اداروں میں اعلیٰ عہدے دلوائے تھے۔ وہ سب تھامسن کے شکر گزار تھے۔ اس اعتبار سے کرسٹوفر کے لیے وہ دشمنوں کا مجمع تھا۔ حالانکہ دشمنوں کے علم میں نہیں تھا کہ ان کے محسن اور مقرر کے درمیان اختلاف کا رشتہ ہے لیکن کرسٹوفر کے لیے تو یہ دباؤ بھی بہت تھا۔

وہ تقریر اس نے اور ڈونالڈ نے بڑی احتیاط کے ساتھ تیار کی تھی۔ کرسٹوفر جانتا تھا کہ وہ ۳۵ ویں ترمیم کے خلاف نہیں بول سکتا۔ چنانچہ اس نے ترمیم کو یکسر نظر انداز کر دیا۔ البتہ اس نے جرائم کی روک تھام کے ذیل میں معاشی اور معاشرتی اصلاحات پر زور دیا۔ اسے ابتدا ہی سے احساس تھا کہ یہ مجمع ۳۵ ویں ترمیم کے حامیوں کا ہے۔ اسے یہ بھی احساس تھا کہ شرکاء میں بڑی تعداد تھامسن کے مخبروں کی بھی ہوگی۔ گذشتہ روز کے تجربے کے بعد وہ کوئی ایسی لغزش نہیں کرنا چاہتا تھا، جس کی وجہ سے کیرن کے لیے کوئی مشکل کھڑی ہو، اسی لیے اس نے ٹونی ہیرس کو فون بھی اپنے ہوٹل کے باہر ایک بوتھ سے کیا تھا۔

احتیاط کے پیشِ نظر اس نے ٹونی سے ملاقات اپنے سوئٹ میں نہیں بلکہ ہوٹل کے ایک اور خالی کمرے میں طے کی تھی۔ وہ کمرا اس نے کسی اور نام سے ریزرو کرایا تھا۔ ٹی وی پر کیلی فورنیا اسمبلی کی رائے شماری انہیں ساتھ ہی دیکھنا تھی۔ اس نے سوچا کہ ضرورت پڑنے پر ٹونی ہیرس کو حقیقت بتا دے گا اور اگر ضروری ہوا تو ۳۵ ویں ترمیم کے خلاف کیلی فورنیا سینیٹ میں لڑنے کے لیے عہدہ چھوڑنے کا خطرہ بھی مول لے گا...... لیکن تمام احتیاطی تدابیر رکھتے ہوئے۔

تقریر کا آخری جملہ ادا کرتے ہوئے وہ قدرے پرسکون ہو گیا۔ جان چھوٹنے ہی والی تھی۔ تقریر ختم کر کے وہ اپنی کرسی پر آ بیٹھا۔

آدھے گھنٹے بعد وہ آزاد تھا۔ اپنے باڈی گارڈ ہوگن کے ساتھ وہ اپنے سوئٹ میں آیا۔ اس نے ہوگن کو بتایا کہ شام تک وہ آرام کرے گا۔ ہوگن کہیں جانا چاہے تو جا سکتا ہے۔ ہوگن شکریہ ادا کر کے چلا گیا۔ اپنے سوئٹ میں کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد اس نے دروازہ کھول کر کوریڈور میں جھانکا اور سیڑھیوں کے ذریعے پندرہویں منزل پر پہلے سے ریزرو کمرے میں آیا۔ اسے یقین تھا کہ کسی نے اس کا تعاقب نہیں کیا ہے۔ وہ کمرے میں داخل ہوا اور کمرے کا دروازہ تھوڑا سا کھلا چھوڑ دیا۔

چند لمحے بعد دروازے پر ہلکی سی دستک سنائی دی۔ وہ کھڑا ہوا۔ اس کی توقع کے برعکس ٹونی ہیرس تنہا نہیں تھا۔ اس کے ساتھ دو افراد اور تھے۔ ٹی وی شو 'تلاشِ حق' میں مناظرے کے بعد وہ دونوں پہلی بار مل رہے تھے۔ رسمی گفتگو کے بعد ٹونی نے اپنے دونوں ساتھیوں کو کرسٹوفر سے متعارف کرایا۔ وہ ایف بی آئی میں اس کے ساتھ رہے تھے۔ ایک کا نام وان ایلن تھا اور دوسرے کا اسٹرپ۔ کرسٹوفر نے ان سے ہاتھ ملایا۔ ان تینوں کے بیٹھنے کے بعد کرسٹوفر نے کہا۔ ''تم حیران تو ہو گے کہ میں تم سے کیوں ملنا چاہتا ہوں۔ میں صدر کی کابینہ کا رکن، اور ایف بی آئی کے ڈائریکٹر تھامسن کا ساتھی...... اور ۳۵ ویں ترمیم کا حامی ہوں جب کہ تم ۳۵ ویں ترمیم کے مخالف ہو۔''

''مجھے بالکل حیرت نہیں ہوئی۔'' ٹونی ہیرس نے کہا۔ ''ہم عرصے سے تم پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ ہمیں علم ہے کہ کل شام تم کیلی فورنیا میں جا کر ۳۵ ویں ترمیم کے خلاف جنگ شروع کرنا چاہتے تھے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اس وقت تمہاری پوزیشن کیا ہے؟''

کرسٹوفر کو جھٹکا لگا۔ ''کیسے...... تمہیں کیسے پتہ چلا؟''

اب ہم تمہیں بتا سکتے ہیں، تم پر اعتبار کیا جا سکتا ہے۔'' ٹونی نے اس کی حیرت سے لطف لیتے ہوئے کہا۔ ''ہم تینوں ایف بی آئی سے نکلے تو الگ الگ راستے منتخب کیے۔ میں نے وکلاء کی فرم قائم کر لی۔ وان ایلن نے سراغ رساں ایجنسی کھول لی۔ اسٹرپ نے تصنیف و تالیف کے ذریعے ایف بی آئی کی پول کھولی۔ یہ اب تک اس سلسلے میں دو کتابیں تصنیف کر چکا ہے۔ ہمارے درمیان ایک قدر مشترک ہے۔ ہم تھامسن کے ساتھ کام کر چکے ہیں اور اسے ملک و قوم کے لیے خطرہ سمجھتے ہیں۔ ہم نے سال بہ سال اس

کی قوت میں اضافہ ہوتے دیکھا ہے۔ ہم نے ایک کام تو یہ کیا کہ اپنے ہم خیال سابق ایجنٹوں کو ڈھونڈ کر یکجا کیا۔ ہم سب تربیت یافتہ لوگ ہیں اور اس تربیت سے بھرپور استفادہ کر رہے ہیں۔ ہم اس تنظیم کو آئی ایف بی آئی یعنی انویسٹیگیٹرز آف ایف بی آئی کہتے ہیں۔ ہمارے مخبر ہر جگہ موجود ہیں۔ تمہارے محکمہ انصاف میں ایسے مخبروں کی تعداد چھ ہے، جن میں سے دو تھامسن کی ایڈگر ہوور بلڈنگ میں متعین ہیں۔ تم نے ۳۵ ویں ترمیم پر جس طرح بتدریج مؤقف تبدیل کیا ہے، وہ ہمارے علم میں ہے۔ ہماری دانست میں تم اپنے عہدے سے استعفا دینے والے تھے۔ تمہیں آج سکرامنٹو میں ہونا تھا۔ اس کے باوجود تم آج یہاں...... شکاگو میں موجود ہو۔ ہمیں اس کی وجہ بھی معلوم ہے۔''

''مجھے حیرت ہے۔'' کرسٹوفر نے پوری سچائی سے کہا۔ ''ویسے وجہ بھی بتا ہی دو۔''

''وجہ ہے تھامسن۔'' ٹونی ہیرس نے کہا۔

''یہ تمہیں کیسے پتا چلا؟''

وان ایلن نے پہلی بار زبان کھولی۔ ''تھامسن کو کبھی کمتر نہیں سمجھنا چاہیے۔ اس کے پاس وسائل ہیں۔ وہ ہر شخص کے متعلق معلومات رکھتا ہے اور کسی بھی وقت کسی کو بھی بلیک میل کر سکتا ہے۔ ایڈگر ہوور بلڈنگ میں اس ملک کے ساٹھ سے زیادہ اہم اور سرکردہ اشخاص کی نجی زندگی پر مکمل فائلیں موجود ہیں۔ ۳۵ ویں ترمیم کانگریس میں پیش ہونے سے کچھ عرصہ پہلے اس نے مجھے چند سینیٹرز کی انکوائری پر مامور کیا۔ میں نے اس پر اعتراض کیا۔ اس نے مجھے مونٹانا ٹرانسفر کر دیا۔ مونٹانا تھامسن کا سائبیریا کہلاتا ہے۔ میں نے استعفا دے دیا۔''

''اب اسٹرپ کے متعلق سنو۔'' ٹونی ہیرس نے کہا۔ ''یہ اپنی بچی کے اسکول کی سالانہ تقریب میں مدعو تھا۔ وہاں تقریر کرتے ہوئے ایف بی آئی کی اصلاح کے سلسلے میں کچھ تجاویز پیش کرنے کی غلطی کی۔ تھامسن نے اس کا عہدہ گھٹا دیا۔ اس نے احتجاجاً استعفا دے دیا۔ تھامسن کی اس سے تسلی نہیں ہوئی۔ اس نے کوشش کی کہ اسے کہیں ملازمت نہ ملے۔ اس نے اس کی کتاب کی اشاعت رکوانے میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی لیکن ایک باغی پبلشر مل ہی گیا۔ کتاب نے فروخت کے سابقہ ریکارڈ توڑ دیئے۔''

''اب اپنے بارے میں بھی بتا دو۔'' کرسٹوفر نے فرمائش کی۔

''میں نے اسٹرپ کی تنزلی کی مخالفت کی تھی۔ اس پر تھامسن نے میرا ٹرانسفر کر دیا۔ مجھے اندازہ ہو گیا کہ اب ایف بی آئی میں میرا مستقبل تاریک ہے۔ میں نے استعفا دے دیا۔ کرس، تھامسن کی مخالفت کرنے والے، اس سے الجھنے والے کبھی نہیں جیتتے۔''

''اب ۳۵ ویں ترمیم کی مخالفت کر کے بھی تو تم تھامسن سے الجھ رہے ہو۔''

''ہاں اور مجھے جیتنے کی امید بھی نہیں۔ میں تو صرف کوشش کر رہا ہوں۔ فرض سمجھ کر۔'' ٹونی نے جواب دیا۔ ''تم سناؤ، تمہیں اس نے استعفا واپس لینے پر مجبور کیا؟''

کرسٹوفر نے باری باری ان تینوں کو بغور دیکھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ تھامسن جیسے شخص کی مخالفت کرنے والے اصول پرستوں پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ ''ٹھیک ہے، میں تمہیں کھل کر بتاؤں گا۔'' اس نے کہا۔ ''کل میں، صدر گلبرٹ سے ملا۔ میں نے انہیں بتایا کہ ورنن تھامسن جسٹس ہاورڈ کے قتل کا ذمے دار ہے......''

''کیا؟ یہ تو ہمارے علم میں بھی نہیں تھا۔'' ٹونی نے حیرانی سے کہا۔ ''تم یقین سے کہہ رہے ہو؟''

''بالکل، جو شخص اس معاملے میں ملوث تھا، اس نے مجھے بتایا ہے لیکن میرے پاس کوئی ٹھوس ثبوت نہیں۔ اس کے باوجود میں نے صدر کے سامنے تھامسن کے خلاف ایک مضبوط کیس پیش کیا۔ میں نے انہیں سمجھایا کہ وہ تھامسن کو برطرف کر دیں۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ میں نے انہیں بتایا کہ انکے اس فیصلے کے بعد میرے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ میں استعفا دوں اور کیلی فورنیا جا کر ترمیم کے خلاف لڑوں لیکن استعفا دینے سے پہلے ہی تھامسن آ دھمکا۔'' کرسٹوفر نے کہا اور بلیک میلنگ کی تفصیل بیان کر دیا۔

''میری بیوی ماں بننے والی ہے۔ میں اسے تھامسن کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ سکتا۔'' اس نے آخر میں کہا۔

''لیکن آپ کی بیوی نے آپ کو بتایا کہ وہ بے قصور ہے۔'' وان ایلن نے اعتراض کیا۔

''مجھے یقین ہے کہ وہ معصوم ہے لیکن میں نے کہا نا...... میں اسے دشواری میں نہیں ڈال سکتا۔'' کرسٹوفر نے تلخ لہجے میں کہا۔ ''مجھے ہتھیار ڈالنا ہی پڑے۔''

ایف بی آئی کے سابق ایجنٹوں کے درمیان معنی خیز نگاہوں کا تبادلہ ہوا پھر ٹونی نے کہا۔ ''ممکن ہے کرس، ہم تمہاری مدد کر سکیں۔ کم سہی لیکن وسائل ہمارے پاس بھی ہیں۔ ٹیکساس میں ہمارا ایک بہت اچھا ساتھی ہے...... جمی۔ وہ دس سال ایف بی آئی میں رہا ہے، پھر ہمارے دو ساتھی اس وقت تھامسن کی فورس میں بھی ہیں۔ وہ تمہاری بیوی کے کیس کو چیک کر سکتے ہیں۔ وہ یہ بھی چیک کر سکتے ہیں کہ تھامسن نے واقعی کوئی نیا گواہ ڈھونڈا ہے۔ ڈھونڈا ہے تو اس کا نام کیا ہے اور شہادت کی اہمیت کیا ہے۔ یہ بھی تو ممکن ہے، وہ تمہیں خواہ مخواہ بلیک میل کر رہا ہو۔''

''یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں۔''

''اب سوچو۔ حالانکہ اس کا امکان بہت موہوم ہے۔''

''لیکن میں خطرہ مول نہیں لینا چاہتا۔ تھامسن کو پتا چل گیا تو......''

''ہمارے ساتھی بے حد محتاط رہیں گے۔ رازداری سے کام لیں گے، وہ تھامسن کے موجودہ ایجنٹوں سے زیادہ ذہین اور مستعد ہیں۔''

''مجھے سوچنے دو۔'' کرسٹوفر اب بھی فکرمند تھا۔

''وقت زیادہ نہیں ہے۔ کیلی فورنیا اسمبلی آج فیصلہ کر رہی ہے۔''

''ارے...... یاد ہی نہیں رہا۔'' وان ایلن تیزی سے اٹھا۔ ''رائے شماری ٹی وی پر براہِ راست دکھائی جائے گی۔'' اس نے بڑھ کر ٹی وی آن کر دیا۔

چاروں اسکرین کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ۳۵ ویں ترمیم کی قرارداد پڑھ کی سنائی جا رہی تھی۔ قرارداد کی چوتھی شق سنائی گئی۔ ''قومی سلامتی کی کمیٹی کا چیئرمین ایف بی آئی کا ڈائریکٹر ہو گا۔''

''یہ تھامسن شق ہے۔'' ٹونی ہیرس نے تبصرہ کیا۔

''یہ اہم ترین رائے شماری اب شروع ہوا چاہتی ہے۔'' اناؤنسر کی آواز ابھری۔ ''ہر رکن کی ڈیسک پر سوئچ موجود ہیں۔ سبز بتی جلنے کا مطلب یہ ہو گا کہ اس رکن نے قرارداد کی حمایت کی ہے اور سرخ بلب کا مطلب انکار ہو گا۔ برقی اسکور بورڈ پر حمایت اور انکار کا ریکارڈ خودکار طریقے سے نظر آئے گا۔ اراکین کی تعداد اسی ہے۔ گویا اکتالیس ووٹ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ترمیم قابل قبول ہے یا نہیں۔ یوں ۳۵ ویں ترمیم کے مقدر کا فیصلہ ہو گا۔ جس پر طویل عرصے سے بحث چل رہی ہے۔ ترمیم اسمبلی میں پاس ہو گئی تو تین دن بعد چالیس اراکین پر مشتمل سینٹ کے سامنے پیش ہو گی۔ ناظرین...... ووٹنگ شروع ہو رہی ہے۔''

چند لمحے بعد اسکرین پر بلب روشن ہونے لگے۔ وقتاً فوقتاً اسکور بورڈ بھی دکھایا جاتا۔ ویسے اسکرین پر واضح طور پر سبز بلب چھائے ہوئے تھے۔ سبز بلبوں کی تعداد اکتالیس پر پہنچتے ہی وزیٹرز گیلری سے خوشی کے نعرے سنائی دیئے پھر اناؤنسر کی آواز ابھری۔ ''ناظرین...... کیلی فورنیا اسمبلی نے ۳۵ ویں ترمیم کی منظوری کے حق میں ووٹ دیا ہے۔ اب ۳۵ ویں ترمیم کی قسمت کا فیصلہ صرف اور صرف کیلی فورنیا سینیٹ کے ہاتھ میں ہے اور یہ فیصلہ اب سے ۷۲ گھنٹے بعد سامنے آ جائے گا۔''

ٹونی ہیرس نے اٹھ کر ٹی وی آف کر دیا۔ ''مجھے یہی خدشہ تھا۔'' اس نے کہا اور کرسٹوفر کی طرف متوجہ ہوا۔ ''کرس! ہمیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے، اس کے لیے پہلے ہمیں تمہاری مدد کرنا ہو گی۔''

اسمبلی کے فیصلے نے کرسٹوفر کو یوں بھی فیصلے کے قریب کر دیا تھا۔ اس نے کہا۔ ''ٹھیک ہے، کیرن کے سلسلے میں تم میری مدد کرو گے ہیں لیکن ایک چیز ایسی ہے، جسے بے نقاب کر دیا جائے تو کیلی فورنیا سینیٹ میں ۳۵ ویں ترمیم کو ہلاک کیا جا سکتا ہے۔'' اس نے چند لمحے توقف کیا پھر پوچھا۔ ''تم میں سے کسی نے آر دستاویز کا نام سنا ہے؟''

''آر دستاویز؟'' ٹونی ہیرس نے ذہن پر زور دیا۔ ''نہیں، سنا ہوتا تو بھول نہیں سکتا تھا۔'' وان ایلن اور اسٹرپ نے بھی نفی میں سر ہلائے۔

''میں تمہیں اس کے بارے میں بتاتا ہوں۔ یہ چکر کرنل بیکسٹر کی موت سے شروع ہوا تھا۔ مجھے اس کا علم چند روز بعد......'' یہ کہہ کر کرسٹوفر کرنل بیکسٹر کی موت اور فادر ڈوسکی والے معاملے سے لے کر ڈونالڈ کے ساڑھے سات کروڑ ڈالر اور قاتل رومن ایسکو بار تک ہر بات سنا ڈالی۔ اس نے آرگوسٹی کے بارے میں بھی بتایا۔ سب کچھ سنانے کے بعد اس نے اس توقع پر ان کے چہروں کو دیکھا کہ ان پر بے یقینی ہو گی لیکن ان کے چہروں پر سنگلاخی تھی، غور و فکر کا تاثر تھا۔ ''تمہیں حیرت نہیں ہوئی؟'' کرسٹوفر نے پوچھا۔

"نہیں، اس لیے کہ ہم بہت کچھ دیکھ اور سن چکے ہیں۔ ہم نے ورنن تھامسن کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔" ٹونی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ہمیں تمہارے کہے ہوئے ہر لفظ پر یقین ہے۔ تھامسن اپنے مقاصد کے حصول کے لیے سب کچھ کرسکتا ہے۔ کرس...... تم رات یہیں ٹھہرو، صبح چلے جانا۔ ہم اپنی پوری فورس استعمال کر کے چند گھنٹوں میں کام نکالنے کی کوشش کریں گے تاکہ ہمیں پوری طرح تمہارا تعاون حاصل ہو سکے پھر ہمیں منصوبہ بھی بنانا ہے۔"

"میں تیار ہوں۔" کرسٹوفر نے کہا۔

"میں خود ڈونالڈ سے مل کر پوچھ گچھ کروں گا۔ ممکن ہے، کوئی بات اسکے ذہن سے محو ہوگئی ہو اور یاد دلانے پر یاد آئے۔ ہم ہر زاویے سے دوبارہ تفتیش کریں گے کیونکہ ہم تفتیش کے آدمی ہیں۔ وان ایلن آرگوسٹی جائے گا۔ اسٹرپ کو فادر ڈوسکی سے ملنا اور انہیں کریدنا ہوگا اور کرس، میرے خیال میں تمہیں دوبارہ حنا ہیکسٹر سے ملنا چاہیے۔ تم انہیں ہم سے بہتر جانتے ہو۔"

"ٹھیک ہے، میں حنا سے مل لوں گا۔" کرسٹوفر نے کہا۔ "اور ینگ کے بارے میں کیا خیال ہے۔"

ٹونی چند لمحے سوچتا رہا، پھر اس نے نفی میں سر ہلایا۔ "وہ یقیناً ہمارا حلیف ہے لیکن تھامسن سے اس کی قربت مخدوش ثابت ہوسکتی ہے۔ کسی وقت نادانستگی میں بھی اس کی زبان سے کوئی اہم بات پھسل سکتی ہے۔ اب یاد کرو...... اور کوئی اہم شخص......؟"

کرسٹوفر کو اچانک خیال آگیا۔ "پچھلی ملاقات میں ینگ نے مجھے تھامسن کی ماں کے متعلق بتایا تھا۔ تھامسن ہر ہفتے اس سے ملنے جاتا ہے۔"

"مذاق کر رہے ہو؟ مجھے یقین نہیں آتا۔"

"یہ درست ہے۔"

"بہر حال، ہم اسکی ماں سے براہِ راست پوچھ گچھ نہیں کرسکتے۔ میں سوچوں گا اس سلسلے میں۔ اب ہم کام شروع کرتے ہیں، میں فون پکڑتا ہوں۔ جی، فورٹ ورتھ میں تمہاری بیوی کے کیس پر تیزی سے کام شروع کرے گا۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس کم از کم پچاس کارکن ہیں۔ ستر گھنٹے میں تو وہ پورا امریکا الٹ پلٹ کر رکھ دیں گے۔" ٹونی نے کہا اور فون کی طرف بڑھ گیا۔

"تمہارے خیال میں ہماری کامیابی کا امکان ہے؟" کرسٹوفر نے دریافت کیا۔

"ہاں، بشرطیکہ قسمت ہمارے ساتھ ہو۔" ٹونی نے جواب دیا۔

"اور اگر تھامسن کو پتہ چل گیا تو؟"

"تو یہ ہماری بدقسمتی ہوگی۔"

☆☆☆☆☆

صبح نو بج کر اٹھارہ منٹ پر کرسٹوفر واشنگٹن واپس پہنچا۔ ریگانو کار لیے ایئرپورٹ پر اس کا منتظر تھا۔ کرسٹوفر نے اسے گھر چلنے کو کہا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اسے غیر معمولی خاموشی محسوس ہوئی۔ شاید کیرن سو رہی تھی۔ وہ بیڈروم کی طرف لپکا۔ اسے جلدی سے کپڑے بدل کر دفتر پہنچنا تھا لیکن بیڈروم میں پہنچتے ہی اسے جھٹکا لگا۔ بستر سلوٹوں سے پاک تھا۔ اس نے سوٹ کیس ایک طرف رکھا اور کیرن کی تلاش میں سارا گھر چھان مارا۔ مگر وہ موجود نہیں تھی۔ وہ بیڈروم میں واپس آیا اور باتھ روم چیک کیا۔ آئینے پر اسکاچ ٹیپ کی مدد سے رقعہ چپکایا گیا تھا۔ اس نے کیرن کی تحریر فوراً پہچان لی۔ اس نے رقعہ اکھاڑا اور دھڑکتے دل کے ساتھ اسے پڑھنا شروع کیا۔

"ڈارلنگ، کاش میری یہ حرکت تمہارے لیے پریشانی کا باعث نہ ہو لیکن جو کچھ میں کر رہی ہوں اسی میں ہم دونوں کی بہتری ہے۔ میں ٹیکساس جا رہی ہوں۔ میری وجہ سے تم جس مصیبت میں پھنسے ہو وہ میرے لیے ناقابل قبول ہے۔ مجھے تم سے کوئی بات نہیں چھپانا چاہیے تھی۔ اس اعتبار سے میں بے قصور ہونے کے باوجود قصوروار ہوں۔ اب مجھے یہ خوف بھی ہے کہ میں تمہیں پوری طرح یقین نہیں دلا سکی ہوں۔ تم مجھے دوسرے مقدمے سے بچانا چاہتے ہو۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ تمہیں اس صورت میں میرے بری ہونے کا یقین نہیں۔ تم تھامسن سے لڑنا نہیں چاہتے، اس لیے میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ میں خود اس سے لڑوں گی۔ میں ٹیکساس جا رہی ہوں۔ وہاں اس کی نئی گواہ کے متعلق معلوم کروں گی اور اس سے حقیقت اگلواؤں گی۔ میں تمہارے آنے سے پہلے روانہ ہو رہی ہوں۔ تم آگئے تو کسی نہ کسی طرح مجھے روک لو گے۔ میں جب تک یہ مسئلہ حل نہ کرلوں تم سے رابطہ نہیں کروں گی۔ تم پریشان نہ ہونا۔ میں اس معاملے کو نمٹانے کی اہلیت رکھتی ہوں۔ بس یہ یاد رکھنا کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ مجھے تمہاری محبت اور اعتماد کی ضرورت ہے۔ تمہاری کیرن۔"

کرسٹوفر نے رقعے کے پرزے کر کے سنک میں بہا دیئے۔ جھٹکا اتنا بڑا تھا کہ وہ اب تک سنبھل نہیں سکا تھا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ کیرن اتنا بڑا قدم اٹھائے گی۔ اس کے ذہن میں سناٹے اتر آئے۔ اس کے لیے یہ تصور ہی روح فرسا تھا کہ اس کی حاملہ بیوی ٹیکساس میں تنہا حقیقت کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ آدمی اکیلا ہو تو اس کے لیے شہر بھی بیاباں ہو جاتا ہے۔ اس کے جی میں آیا کہ ٹیکساس جا کر کیرن کو تلاش کرے اور واپس لائے لیکن یہ تو بھوسے کے ڈھیر میں تنکا تلاش کرنے کے مترادف تھا۔ پھر بھی کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی تھا۔ اس کے فیصلہ کرنے سے پہلی ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ وہ تیزی سے انسٹرومنٹ کی طرف لپکا۔ اس کا خیال تھا کہ کیرن کا فون ہوگا لیکن فون ٹونی ہیرس کا تھا۔

"کرس! میں تمہارے پیچھے پیچھے چلا آیا ہوں۔" ٹونی نے کہا۔ "میں اس وقت واشنگٹن میں ہوں۔"

یہ پہلے ہی طے ہو چکا تھا کہ فون پر خصوصی احتیاط برتی جائے گی۔ کرسٹوفر، ٹونی اور اس کے ساتھیوں میں سے کسی کو نام سے مخاطب نہیں کرے گا۔ کرسٹوفر نے عین وقت پر خود کو ٹونی کا نام لینے سے روکا۔

''کیا خبریں ہیں؟'' اس نے پوچھا۔

''ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ تھامسن آج رات نیویارک جا رہا ہے۔ وہاں سے وہ سکرامنٹو جائے گا۔ جمعے کو وہ سینیٹ کی دستور ساز کمیٹی کے سامنے پیش ہوگا۔ ترمیم کے سینیٹ فلور پر جانے سے پہلے کمیٹی کے سامنے پیش ہونے والا وہ آخری گواہ ہوگا۔''

کرسٹوفر ابھی تک بیوی کے صدمے سے نہیں سنبھلا تھا۔ اس اطلاع کی اہمیت اس کی سمجھ میں نہیں آئی۔ ''سوری ٹونی...... میں اس وقت کچھ سمجھنے سے قاصر ہوں۔ میں گھر آیا تو مجھے کیرن کے بجائے اس کا نوٹ......''

''ایک منٹ، میں سمجھ گیا لیکن فون پر یہ سب بیان کرنا مناسب نہیں۔ تمہارے گھر کے پاس کوئی فون بوتھ ہے؟''

''ہاں، کئی ہیں۔''

''تو کسی بھی بوتھ سے مجھے اس نمبر پر رنگ کرو، جو میں نے رات تمہیں دیا تھا۔''

کرسٹوفر گھر سے نکلا۔ پگانو گاڑی لیے تیار کھڑا تھا۔ کرسٹوفر نے اسے رکے رہنے کی ہدایت دی۔ چند منٹ بعد وہ اپنے گھر سے دو بلاک دور واقع پبلک فون سے ٹونی کا نمبر ملا رہا تھا۔ رابطہ ملتے ہی اس نے ٹونی کو کیرن کے رقعے اور عزائم کے متعلق تفصیل سے بتا ڈالا۔

''مجھے حیرت نہیں ہوئی۔'' ٹونی نے تبصرہ کیا۔

''مجھے ہوئی ہے۔ وہ تھامسن سے الجھنے کی کوشش کر رہی ہے۔ حالانکہ وہ جانتی ہے کہ تھامسن کو اس کے اپنے میدان میں شکست دینا ناممکن ہے۔ یہ بہت خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔'' کرسٹوفر نے کہا۔

''اب میرے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ میں ٹیکساس جا کر اسے تلاش کروں۔''

''ہرگز نہیں، میں اپنے آدمی کو مطلع کروں گا۔ یہ کام وہ بہتر طور پر کر لے گا۔'' ٹونی کے لہجے میں قطعیت تھی۔ ''جمی نہ صرف کیرن کو تلاش کر لے گا بلکہ وہ دونوں مل کر کام کر سکیں گے۔''

''شکریہ ٹونی...... لیکن تھامسن کی نئی گواہ کو تلاش کرنا آسان نہیں ہوگا۔ اس کا سراغ تو تھامسن کی فائلوں سے ہی مل سکتا ہے۔''

''کوئی مسئلہ نہیں۔ میں بتا چکا ہوں کہ ایف بی آئی بلڈنگ میں بھی ہمارے دو آدمی ہیں۔ ان میں سے ایک نائٹ میں کام کرتا ہے۔ تھامسن اور ہیری کے جانے کے بعد اسے فائلیں ٹٹولنے کا موقع مل جائے گا، وہ مجھے گواہ کا نام بتائے گا۔ میں فوراً جمی کو مطلع کر دوں گا۔ تم فکر نہ کرو، تمہاری بیوی اور اس کا کیس دونوں محفوظ ہاتھوں میں ہیں۔''

''میں بتا نہیں سکتا کہ ٹونی میں تمہارا کس قدر ممنون ہوں۔''

''ان باتوں کو چھوڑو، ہم ایک ہی کشتی کے سوار ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم جلد از جلد کیلی فورنیا سینیٹ میں تھامسن اور ۳۵ ویں ترمیم پر حملہ کرنے کی پوزیشن میں آ جاؤ۔ ممکن ہے آج آر دستاویز کے بارے میں کوئی نئی بات سامنے آ جائے۔ میں ڈونالڈ سے اور اسٹرپ، فادر ڈوسکی سے ملنے جا رہے ہیں۔ تم نے حنا ہیکسٹر سے ملاقات کا وقت لیا؟''

''نہیں، آج تو ممکن نہیں، البتہ کل صبح ان سے ملاقات ہوگی۔ دس بجے میں ان کے گھر جاؤں گا۔''

''او کے، اگر کوئی نئی بات سامنے آئی تو میں تمہیں تمہارے آفس رنگ کروں گا۔ تمہارا فون تو کلیئر ہے نا؟''

''نہیں ہے تو ہو جائے گا۔ میں ہر صبح پہلا کام یہی کرتا ہوں...... فون کی صفائی......''

☆☆☆☆☆

گزشتہ کئی برسوں میں یہ پہلا موقع تھا کہ تھامسن ہفتے کے علاوہ کسی دن اپنی ماں سے ملنے جا رہا تھا۔ معاملہ بے حد اہم تھا۔ ابھی دس منٹ پہلے اس کی ماں سے فون پر گفتگو ہوئی تھی۔ فون ماں نے کیا تھا۔ حالانکہ وہ ایسا کم ہی کرتی تھی۔ فون پر جو گفتگو ہوئی، اس کے نتیجے میں تھامسن کو الیگزنڈریا کی طرف بھاگنا پڑا۔

ماں نے پہلے تو ڈسٹرب کرنے پر معذرت کی تھی اور پھر اس کا شکریہ ادا کیا تھا۔ اس پر تھامسن چونکا۔ اس نے وضاحت چاہی۔

''تم بہت اچھے بیٹے ہو ورنن، میرا ٹی وی سیٹ اب بہت اچھا چل رہا ہے۔'' ماں نے کہا تھا۔

''کیا مطلب؟'' تھامسن چکرا گیا۔

''آج صبح ٹی وی ٹھیک کرنے والا آیا تھا۔ اس نے ٹی وی ٹھیک کر دیا۔ تم میرا بہت خیال رکھتے ہو۔''

تھامسن چند لمحے خاموش رہا۔ وہ اپنے خیالات یکجا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ بالآخر اس نے کہا ''ممی، میں ایک کام سے الیگزنڈریا آ رہا ہوں، آپ سے بھی مل لوں گا۔'' ریسیور رکھنے کے بعد وہ سوچتا رہا۔ کوئی غلط فہمی بھی ممکن تھی۔ ممکن ہے مکینک غلط پتے پر پہنچ گیا ہو لیکن گڑبڑ کے امکان کو بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یہ طے تھا کہ مکینک اس کا بھیجا ہوا ہرگز نہیں تھا۔ وہ اٹھا، نیچے آیا اور شوفر سے الیگزنڈریا چلنے کو کہا۔

ماں کے اپارٹمنٹ میں داخل ہونے سے پہلے اس نے الارم بٹن چیک کیا اور سلگ کر رہ گیا۔ الارم آن نہیں تھا۔ وہ اپنی چابی کی مدد سے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا۔ ماں ٹی وی کے سامنے بیٹھی ورائٹی شو دیکھ رہی تھی۔ اس نے ماں کی پیشانی پر رسمی بوسہ دیا۔ ''میں زیادہ دیر نہیں رکوں گا ممی۔ دراصل مجھے یاد نہیں آ رہا کہ ٹی وی میں کیا خرابی تھی۔'' اس نے بلاتمہید کہا۔

"کبھی کبھی تصویر اوپر نیچے ہونے لگتی تھی۔"

"مکینک صبح کس وقت آیا تھا؟"

"گیارہ بجے۔" ماں نے جواب دیا۔ پھر اس کے پوچھنے سے پہلے ہی وضاحت کر دی۔ "وہ یونیفارم میں تھا۔"

"دیکھنے میں کیسا تھا وہ؟"

"کیا احمقانہ سوال ہے ورنن۔" ماں نے تیز لہجے میں کہا۔ "مکینک تھا اور مکینک ہی لگ رہا تھا۔"

"اس نے کتنی دیر میں کام نمٹایا ممی؟ دراصل میں یہ یقین چاہتا ہوں کہ ریپیئرنگ والوں نے اپنا بہترین مکینک بھیجا ہے۔"

"وہ آدھے گھنٹے کے قریب مصروف رہا تھا۔"

"آپ اس دوران کمرے میں موجود رہی تھیں؟"

"کچھ دیر رہی پھر برتن دھونے چلی گئی تھی۔"

تھامسن اٹھا اور فون کی طرف بڑھا۔ اس نے ماں سے اسکریو ڈرائیور مانگا۔ "آپ کی آواز کچھ صحیح نہیں آتی۔ میں انسٹرومنٹ چیک کروں گا۔" اس نے وضاحت کی۔

اسکریو ڈرائیور ملنے کے بعد اس نے انسٹرومنٹ کھولا اور اندر کے میکنزم کا جائزہ لیا۔ چند لمحے بعد اسے ننھا سا مانیٹر نظر آ گیا۔ یہ ویسا ہی مانیٹر تھا جیسا ایف بی آئی والے فون کو ٹیپ کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے۔ گویا اس فون پر ہونے والی گفتگو کہیں ریکارڈ ہو رہی تھی۔ اس نے مانیٹر نکال کر جیب میں رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اب وہ یہ یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس نے گزشتہ چند ہفتوں میں ماں سے کوئی اہم گفتگو تو نہیں کی تھی۔ ممکن ہے، ماں نے وہ گفتگو فون پر اپنے کسی ملنے والے کو سنائی ہو۔

"ممی! آج آپ نے گیارہ بجے کے بعد فون پر کوئی گفتگو تو نہیں کی؟"

"میں نے مسز گراس مین کو فون کیا تھا۔ مختصر سی کال تھی اور ہاں، میں نے تمہیں بھی فون کیا تھا۔"

"بس!"

"ایک منٹ! یہ آج کی بات ہے؟ ہاں...... آج ہی کی بات ہے۔ حنا بیکسٹر سے طویل گفتگو ہوئی تھی۔"

"کیا کیا باتیں ہوئیں؟" تھامسن نے یوں پوچھا جیسے لطف لے رہا ہو۔

روزا تھامسن نے گفتگو دہرانا شروع کی لیکن اس میں کام کی کوئی بات نہیں تھی۔ "وہ بے چاری خود کو مصروف رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔ شوہر کی موت کا بہت غم ہے اسے۔ اپنے پوتے رکی کی موجودگی میں اسے خاصی ڈھارس رہتی ہے اور ہاں کل وہ اپنے شوہر کے جانشین اٹارنی جنرل سے مل رہی ہے، وہ صبح دس بجے اس سے ملنے آئے گا۔"

تھامسن کو کرنٹ سا لگا۔ "کیوں؟ اس نے کوئی سبب بھی بتایا؟"

"یہ مجھے نہیں معلوم۔"

"آپ نے حنا سے فون پر گفتگو کس وقت کی تھی؟"

"فون پر تو نہیں کی، وہ خود یہاں آئی تھی۔"

تھامسن نے سکون کا سانس لیا۔ "ممی، اب میں چلتا ہوں، کام بہت ہے۔ آئندہ کوئی مکینک آئے تو پہلے مجھ سے پوچھ لیجیے گا۔"

☆☆☆☆☆

اگلی صبح بارش ہو رہی تھی۔ کرسٹوفر مرجھایا ہوا تھا۔ ٹونی اسٹرب اور وان ایلین میں سے کسی ایک کی کال بھی نہیں آئی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ نہ تو ابھی تک کیرن کے کیس کے سلسلے میں کوئی پیش رفت ہوئی تھی اور نہ ہی آر دستاویز کی نقاب کشائی کی کوئی صورت نکلی تھی اور اگلے دن کیلی فورنیا سینیٹ میں ۳۵ ویں ترمیم فیصلہ کن رائے شماری کے لیے پیش ہونے والی تھی۔ سروے کے مطابق اب تک ممکنہ طور پر چالیس میں سے تیس سینیٹر ترمیم کے حق میں ہو چکے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ اگلی رات تک ترمیم جزوِ آئین ہو جائے گی۔

ٹھیک دس بجے اس کی کار حنا بیکسٹر کے مکان کے سامنے رکی۔ ایجنٹ ہوگن نے اس کے لیے دروازہ کھولا۔ پگانو ڈرائیونگ سیٹ پر تھا۔ کرسٹوفر نے انہیں وہیں ٹھہرنے کی ہدایت کی اور مکان کی طرف چل دیا۔ اسے آر دستاویز کے سلسلے میں کسی نمایاں کامیابی کا امکان نظر نہیں آ رہا تھا۔ حنا سے تو پہلی ملاقات میں بھی کچھ معلوم نہیں ہوا تھا۔

اس نے گھنٹی بجائی۔ خادمہ کے بجائے خود حنا بیکسٹر نے دروازہ کھولا۔ اس نے مشفقانہ انداز میں کرسٹوفر کا خیر مقدم کیا اور اسے اندر لے گئی۔ کچھ دیر رسمی گفتگو ہوتی رہی۔ حنا بتاتی رہی کہ رکی کی موجودگی سے اسے کتنا سہارا رہتا ہے۔

رسمی گفتگو کے بعد کرسٹوفر اپنے مقصد کی طرف آیا۔ "پچھلی بار میں آپ کے پاس آر دستاویز کے متعلق پوچھنے آیا تھا جو کسی نہ کسی طور ۳۵ ویں ترمیم سے متعلق ہے۔ آپ کو یاد ہو گا، کرنل نے مرتے وقت اس کا انکشاف کیا تھا۔ مجھے اب تک آر دستاویز نہیں مل سکی ہے۔ میں اب بھی اسی لیے آیا ہوں۔ ممکن ہے، اس بار آپ کو کچھ یاد آ جائے۔"

"نہیں کرس، مجھے یاد ہے، میں نے یہ نام کبھی نہیں سنا۔ بیکسٹر مجھ سے اپنے کام کے متعلق گفتگو ویسے بھی نہیں کرتا تھا۔"

کرسٹوفر نے ایک اور زاویے سے کریدنے کی کوشش کی۔ "آپ نے کرنل کو کبھی آرگوسٹی کا تذکرہ کرتے سنا؟ آرگوسٹی ایریزونا میں ہے۔"

''نہیں، کبھی نہیں سنا۔''

کرسٹوفر پر مایوسی طاری ہونے لگی۔ ''پچھلی بار میں نے آپ سے کرنل کے معتمد دوستوں کے متعلق پوچھا تھا۔ آپ نے صرف ایک نام بتایا......''

''تم ڈونالڈ گرینڈن سے مل سکے یا نہیں۔''

''نہیں، اس سے پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا۔''

''بے چارہ!'' حنا نے کہا۔ پھر بولی۔ ''تم نے تھامسن سے آر دستاویز کے متعلق پوچھا؟''

''پوچھا تھا، مگر وہ بھی کوئی مدد نہ کر سکا۔''

''اگر وہ نہیں کر سکا کرس، تو آر دستاویز کے سلسلے میں تمہیں کسی سے بھی مدد نہیں مل سکتی۔ بیکسٹر تھامسن سے بہت قریب تھا۔ ۲۵ ویں ترمیم پر دونوں مل کر کام کر رہے تھے بلکہ جس رات بیکسٹر پر دورہ پڑا وہ تھامسن اور ہیری ایڈورڈ کے ساتھ تھا۔ وہ شاید ترمیم ہی کے سلسلے میں کوئی اہم گفتگو کر رہے تھے۔''

کرسٹوفر کے لیے یہ ایک نئی اطلاع تھی۔ ''اوہ......تو دورے کی رات وہ دونوں کرنل سے ملنے آئے تھے، آپ کو یقین ہے؟''

''میں یہ بات کیسے بھول سکتی ہوں۔'' حنا نے سوگوار لہجے میں کہا۔ ''بیکسٹر نے صرف میری خاطر یہ اصول بنایا تھا کہ رات کو دفتری کام نہیں کرے گا۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ رات کو کام ہی نہ کرتا ہو۔ کرتا تھا مگر تنہا۔ لیکن اس رات ورنن تھامسن ملاقات پر مصر تھا۔ بالآخر بیکسٹر کو اپنا اصول توڑنا پڑا۔ وہ دونوں ڈنر کے فوراً بعد آ گئے تھے۔''

''آپ کو یقین ہے کہ ہیری ایڈورڈ بھی تھامسن کے ساتھ تھا؟''

''یقین ہی ہے۔ تھامسن کا تو پکا یقین ہے لیکن ہیری...... دراصل وہ بہت خوفناک رات تھی۔ میرے ذہن میں سب کچھ غلط ملط ہو گیا ہے لیکن میں بیکسٹر کی ملاقاتیوں والی ڈائری دیکھ کر یقین سے بتا سکتی ہوں۔ ڈائری اسٹڈی میں ہوگی۔ میں ابھی ڈھونڈھ کر لاتی ہوں۔'' یہ کہہ کر حنا کمرے سے چلی گئی۔

کرسٹوفر بیٹھا مایوسی کے سمندر میں غوطے لگاتا رہا۔ حنا سے کوئی کام کی بات معلوم نہیں ہو سکی، وہ اپنے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔ اچانک ایک آہٹ نے اسے چونکا دیا۔ اس نے پلٹ کر عقب کی طرف دیکھا تو اسے پردے ہلتے نظر آئے۔ پھر پردوں کے پیچھے سے حنا کا پوتا رکی رینگتا ہوا نکل آیا۔ اس کے بائیں ہاتھ میں وہ پورٹیبل ٹیپ ریکارڈ تھا۔ جسے پہلی بار کرسٹوفر نے ٹھیک کیا تھا۔

''اے رکی! تم پردوں کے پیچھے کیا کر رہے تھے، ہماری باتیں سن رہے تھے؟''

''یہ چھپنے کے لیے بہت اچھی جگہ ہے۔'' رکی نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

''ٹیپ ریکارڈ کیسا چل رہا ہے؟''

رکی اٹھ کھڑا ہوا۔ ''جب سے آپ نے اسے ٹھیک کیا ہے۔ تب سے کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی، سنیں

گے؟'' پھر اس نے جواب کا انتظار کیے بغیر ریوائنڈ کا بٹن دبایا پھر اسٹاپ کا اور پھر پلے کا۔ اگلے ہی لمحے حنا کی آواز ابھری۔ ''تم نے آر دستاویز کے سلسلے میں تھامسن سے بھی پوچھا؟'' اس کے بعد اس کی اپنی آواز...... ٹیپ چلتا رہا۔

''بہت خوب رکی، بس اتنا کافی ہے۔'' چند لمحے بعد کرسٹوفر نے کہا۔ ''آئندہ میں یہاں آیا تو تمہاری طرف سے محتاط رہوں گا۔''

رکی نے جلدی سے اسٹاپ بٹن دبا دیا۔ ''آپ پریشان نہ ہوں مسٹر کولنس، یہ میری ہابی ہے۔ میرا تعلق کسی سرکاری ایجنسی سے نہیں ہے۔''

کرسٹوفر نے متاثر نظر آنے کی کوشش کی۔ ''ویسے تم نے بڑی صفائی سے کام دکھایا ہے۔ تمہیں تو ایف بی آئی میں ایجنٹ ہونا چاہیے۔''

''ابھی میری عمر کم ہے، ویسے مجھے اس میں لطف آتا ہے۔ اس پردے کے پیچھے چھپ کر اب تک میں کم از کم سو ریکارڈنگز کر چکا ہوں اور کسی کو پتا نہیں چلا۔ البتہ ایک بار دادا کو پتا چل گیا تھا۔''

''اوہ...... کرنل نے تمہیں رنگے ہاتھوں پکڑا تھا؟''

''انہیں پردے کے پیچھے سے جھانکتے ہوئے میرے جوتے نظر آ گئے تھے۔''

''پھر؟''

''وہ بہت ناراض ہوئے۔ انہوں نے تنبیہ کی کہ آئندہ میں اس قسم کی ٹرک استعمال نہ کروں۔''

کرسٹوفر نے غیر شعوری طور پر پہلو بدلا۔ ''کیا کہا تم نے؟ میں نے سنا نہیں رکی؟''

''انہوں نے کہا کہ اگر انہوں نے آئندہ مجھے ایسی کوئی ٹرک کرتے ہوئے پکڑا تو پٹائی کریں گے۔''

کرسٹوفر کی سمجھ میں بات ایک لمحے بعد آئی۔ وہ سناٹے میں آ گیا۔ کرنل بیکسٹر کے آخری الفاظ اس کی سماعت میں گونجے۔ ''آر دستاویز۔ میں نے دیکھا...... ٹرک...... جاؤ، دیکھو اور رکی بیکسٹر نے ابھی کہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اگر انہوں نے آئندہ مجھے ایسی کوئی ٹرک کرتے ہوئے پکڑا تو پٹائی کریں گے، سوال یہ تھا کہ کیا کرنل نے اپنے آخری الفاظ میں اسے رکی سے ملنے کی ہدایت دی تھی...... یا رکی کی ٹرک کا حوالہ دیا تھا؟ پردے کے پیچھے گفتگو سننے کا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ تھامسن اور ہیری اپنی آخری گفتگو کے دوران کرنل نے پردوں کو ہلتے ہوئے دیکھا ہو اور اسے اندازہ ہو گیا ہو کہ رکی نے یہ راز ریکارڈ کر لیا ہے اور یہ بات موت سے پہلے ہوش میں آنے کے بعد اسے یاد آئی ہو۔

کرسٹوفر کے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی۔ کیا وہ لاعلمی میں ایک اہم ترین راز کے بہت قریب پہنچ گیا ہے۔ ''رکی! کیا تم نے دادا کی تنبیہ کے باوجود چھپ کر ریکارڈنگ کرنے کا مشغلہ جاری رکھا تھا؟'' اس نے اپنی آواز کو ہموار رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

''جی ہاں، لیکن میں بہت محتاط ہو گیا تھا۔ دادا کے خوف نے اس جاسوسی کا لطف اور بڑھا دیا تھا۔'' رکی نے جواب دیا۔

''تم بہت دلیر ہو، یہ بتاؤ...... تم نے کرنل کی گفتگو کے تو بے شمار ٹیپ ریکارڈ کیے ہوں گے؟''

''جی ہاں، یہاں زیادہ تر وہی باتیں کرتے تھے۔ میں آپ کو کسی دن سنواؤں گا۔''

کرسٹوفر اسے گھورتا رہا۔ کوئی چھٹی حس اسے احتیاط سے، آہستگی سے آگے بڑھنے کی ہدایت کر رہی تھی۔ ''جلد بازی نہ کرو۔'' اس نے خود سے کہا۔ پھر رکی سے پوچھا۔ ''تم نے اس رات کی گفتگو بھی ریکارڈ کی تھی، جس رات تمہارے دادا پر دورہ پڑا تھا؟'' سوال کرتے ہی وہ سانس روک کر بیٹھ گیا۔

''جی ہاں لیکن دورہ پڑنے کے بعد جو بھگدڑ مچی تو میں خوفزدہ ہو گیا لیکن اس سے پہلے میں گفتگو کا ایک ایک لفظ ریکارڈ کر چکا تھا۔''

''مجھے یقین نہیں آتا تھا۔ تھامسن سے کرنل کی آخری گفتگو تمہارے پاس لفظ بہ لفظ ریکارڈ ہے، یہ کیسے ممکن ہے؟''

''کیوں نہیں! ابھی کچھ دیر پہلے میں نے آپ کی گفتگو ریکارڈ کی ہے۔ اس رات مسٹر تھامسن یہاں بیٹھے تھے، جہاں آپ بیٹھے ہیں۔ دادا وہاں بیٹھے تھے، جہاں کچھ دیر پہلے دادی بیٹھی تھیں اور مسٹر ایڈورڈ اس کرسی پر بیٹھے تھے۔'' رکی نے اشارہ کیا۔ ''وہ تینوں بھی آپ کی اور دادی کی طرح آر دستاویز کے متعلق باتیں کر رہے تھے۔''

کرسٹوفر کا دل جیسے ایک لمحے کے لیے دھڑکنا بھول گیا۔ ''تم نے انہیں آر دستاویز کے متعلق گفتگو کرتے سنا تھا؟''

''دادا تو صرف سن رہے تھے، مسٹر تھامسن بول رہے تھے۔ پھر اچانک دادا کی طبیعت خراب ہو گئی۔''

''تم نے ڈائریکٹر تھامسن کا کہا ہوا ایک ایک لفظ سنا تھا؟''

''جی ہاں...... اور ریکارڈ بھی کیا تھا۔''

''گفتگو صاف ریکارڈ کی ہوئی تھی؟''

''جی ہاں، میرا ٹیپ ریکارڈر فرسٹ کلاس ہے۔'' رکی نے فخریہ لہجے میں کہا۔

کرسٹوفر نے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ ''پھر تم نے اس ٹیپ کو صاف تو نہیں کر دیا؟'' اس نے پوچھا۔ اس جواب پر ہر بات کا انحصار تھا۔

''میں اپنی کوئی ریکارڈنگ کبھی صاف نہیں کرتا۔''

''تو ٹیپ یہاں موجود ہے؟''

''نہیں، اس وقت تو موجود نہیں ہے۔ میں دادا کے تمام ٹیپ حفاظت کے خیال سے دادا کے کیبنٹ میں رکھ دیتا تھا۔ اس ٹیپ پر میں نے اے جی جی، جنوری لکھ دیا تھا یادداشت کے لیے...... اے جی بی کا مطلب ہے اٹارنی جنرل گرانڈ فادر...... اور ریکارڈنگ جنوری کی تھی۔ وہ دادا کی گفتگو کا آخری ریکارڈ تھا۔ پھر مسٹر تھامسن نے دادا کی کیبنٹ اٹھوالی اور وہ تمام ٹیپ اسی میں تھے۔''

کرسٹوفر کا دل ڈوبنے لگا۔ ''تمہیں یاد ہے، آر دستاویز کے متعلق کیا کچھ کہا گیا تھا؟''

''میں نے پوری طرح نہیں سنا۔ میرا دھیان ریکارڈنگ کی طرف تھا لیکن اگلی صبح میں نے ریکارڈنگ چیک کی تھی۔ صرف مسٹر تھامسن آر دستاویز کے متعلق بول رہے تھے۔ مجھے اب ان کی باتیں یاد نہیں ہیں پھر دادا پر دورہ پڑا اور بھگدڑ مچ گئی۔ دادی رو رہی تھیں۔ میں بری طرح ڈر گیا تھا۔ میں نے ریکارڈر آف کیا اور پردے کے پیچھے چھپا رہا۔ سب کے جانے کے بعد میں یہاں سے نکلا۔''

کرسٹوفر نے رکی کا کندھا تھپتھپا کر اسے داد دی۔ اسی وقت حنا ہیکسٹر آ گئی۔ ''ہاں، اس رات تھامسن کے ساتھ ہیری ایڈورڈ بھی تھا۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔'' اس نے کرسٹوفر کو بتایا۔

کرسٹوفر، حنا کا شکریہ ادا کر کے باہر نکل آیا۔ باہر اب بھی بارش ہو رہی تھی لیکن اب کرسٹوفر کے اپنے وجود میں امید کی چمکیلی دھوپ اتر آئی تھی۔ بس، صرف ایک سیاہ دھبا اب بھی موجود تھا۔ آر دستاویز کا راز کرنل ہیکسٹر کی ڈائننگ کیبنٹ میں تھا اور کیبنٹ ایڈگر ہوور بلڈنگ میں تھامسن کی تحویل میں تھی۔

اس نے کار میں بیٹھتے ہوئے پگانو کو کسی فون بوتھ کے باہر کار روکنے کی ہدایت کی۔

☆☆☆☆☆

شام کے وقت کرسٹوفر سرکاری لیموزین سے گورنمنٹ پرنٹنگ آفس کے باہر اترا۔ اس نے پگانو کو آدھے گھنٹے بعد اسی جگہ آنے کی ہدایت کی۔ وہ عمارت میں داخل ہوا مگر اس نے پبلیکیشنز روم کا رخ نہیں کیا بلکہ گھڑی میں وقت دیکھا اور باہر واپس آ گیا۔ وہ بہت محتاط تھا۔ اس نے گرد و پیش کا جائزہ لیا لیکن کوئی مشکوک آدمی نظر نہیں آیا۔ ویسے بھی اتنی مؤثر بلیک میلنگ کے بعد اس بات کا امکان نہیں تھا کہ تھامسن اس کا پیچھا کروائے گا۔ اس طرف سے مطمئن ہو کر وہ یونین اسٹیشن کی طرف چل دیا۔

بارش رک چکی تھی، ہوا میں تازگی تھی۔ کرسٹوفر نے گہری سانسیں لیں اور لمبے ڈگ بھرتا رہا۔ فتح مندی کے احساس نے اس کے رگ و پے میں بجلی سی دوڑا دی تھی۔ اسے احساس تھا کہ کام بہت دشوار ہے لیکن کامیابی کا امکان بھی موجود تھا۔

یونین اسٹیشن میں داخل ہوتے ہی اس نے نیوز اسٹینڈ کا رخ کیا اور واشنگٹن سٹار کا تازہ ایڈیشن خریدا۔ ملاقات اسٹیشن کے ویٹنگ روم میں طے پائی تھی، وہ محفوظ جگہ تھی کیونکہ تھامسن کے عہد اقتدار میں ایف بی آئی کے ایجنٹ ٹرین سے نہیں، ہوائی جہاز سے سفر کرنے لگے تھے۔ کم دور جانا ہوتا تو ہیلی کاپٹر استعمال کرتے۔

کرسٹوفر نے بیٹھنے کے لیے ایسی کرسی منتخب کی کہ اسٹیشن کا داخلی دروازہ اس کی نظروں کے سامنے رہے۔ پھر اس نے اخبار سامنے پھیلایا اور اس پر نظریں جما دیں لیکن وہ اخبار پڑھ نہیں رہا تھا۔ اخبار کے اوپر سے اس کی نظریں اسٹیشن کے داخلی دروازے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ اسے زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا۔ چند منٹ بعد ٹونی ہیرس اسٹیشن میں داخل ہوا۔ اس نے بھی اخبار خریدا اور کرسٹوفر سے کچھ فاصلے پر

پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ''یہ تو کمال ہی ہو گیا۔'' اس نے اخبار پھیلاتے ہوئے کہا۔ ''اس لڑکے رکی کا ٹیپ اس قدر کارآمد بھی ثابت ہو سکتا ہے؟''

''رکی کا دعویٰ ہے کہ ریکارڈنگ بالکل صاف تھی اور مجھے اس پر کوئی شک بھی نہیں ہے۔''

''ٹیپ کی شناخت کیا ہے؟''

''کیسٹ پر اے۔ جی بی۔ جنوری لکھا ہوا ہے، اسے ڈھونڈنے میں کوئی دشواری نہیں ہو گی۔''

''تم نے زبردست کام کیا ہے۔'' ٹونی نے خوش ہو کر کہا۔

''مسئلہ کیسٹ کی پہچان کا نہیں، اس کے حصول کا ہے۔ یہ میں بتا چکا ہوں کہ کیسٹ بیکسٹر کی فائلنگ کیبنٹ کی اوپر والی دراز میں ہے۔''

''میں نے بھی کام کیا ہے۔ تھامسن رات پونے نو بجے تک اپنے دفتر میں رہے گا پھر وہ نیویارک کی فلائٹ پکڑے گا۔ وہاں سے وہ سان فرانسسکو اور پھر بذریعہ کار سکرامنٹو جائے گا۔ یعنی اس کا دفتر خالی ہو گا۔ جیسے ہی ہمیں مطلع صاف ہونے کی اطلاع ملے گی۔ ہم دسویں اسٹریٹ والے دروازے سے ایڈگر ہوور بلڈنگ میں داخل ہوں گے۔ رات کی ڈیوٹی پر جو ہمارا آدمی ہے، وہ ہم سے تعاون کرے گا۔ ہمیں تھامسن کے دفتر کا دروازہ کھلا ملے گا۔''

''لیکن بیکسٹر کی کیبنٹ تو مقفل ہو گی۔'' کرسٹوفر نے اعتراض کیا۔

''اس کی تم فکر نہ کرو، میں اسے بہ آسانی کھول لوں گا۔ میں بھی ایف بی آئی کا تربیت یافتہ ہوں اور پھر میں نے بتایا نا کہ میں نے بھی اپنے حصے کا کام کیا ہے۔''

''بہت خوب۔'' کرسٹوفر نے ستائشی لہجے میں کہا۔

''اب میں تمہیں کیرن کے متعلق بتا دوں تاکہ تم مطمئن ہو جاؤ۔'' ٹونی نے کہا۔ کرسٹوفر سنبھل کر بیٹھ گیا۔ ''جمی نے کیرن کو تلاش کر لیا ہے۔ وہ فورٹ ورتھ میں ہے اور ٹھیک ٹھاک ہے۔''

''ہے کہاں؟''

''یہ تو جمی نے نہیں بتایا لیکن تم فکر نہ کرو اور سنو، ہم نے تھامسن کی فائلیں بھی چیک کر لی ہیں۔ ہمیں تھامسن کی گواہ کے متعلق معلوم ہو گیا ہے۔ اس کا نام ایڈا لازک ہے۔ اب وہ ڈلاس میں رہتی ہے۔ یہ نام سنا ہے کبھی؟''

''نہیں، کیرن نے کبھی اس کا تذکرہ نہیں کیا۔''

''وہ پارٹ ٹائم ہاؤس کیپر تھی۔ کیرن کی جگہ ریگولر ہاؤس کیپر چھٹی کرتی تو ایڈا اس کی جگہ کام کرتی تھی۔ جمی آج اس سے ملے گا۔ اس کی رپورٹ ملنے پر تمہیں مزید کچھ بتا سکوں گا۔''

''لیکن ہم تو گھر میں نہیں ہوں گے۔''

''جمی کو معلوم ہے، وہ دس بجے کے بعد تمہیں فون کرے گا۔ تم نہ ملے تو وہ وقفے وقفے سے کوشش

کرتا رہے گا۔ اب تم آج کا پروگرام سنو۔ گیارہویں سٹریٹ پر فلپ کیفے ہے، وہاں سے ایف بی آئی بلڈنگ دو بلاک دور ہے۔ ساڑھے آٹھ بجے مجھے وہاں مل جاؤ۔''

''ٹھیک ہے۔ کاش کام بن جائے۔'' کرسٹوفر کے لہجے میں تشویش تھی۔

''تم فکر نہ کرو، میں بس یہ دعا کر رہا ہوں کہ ٹیپ توقعات پر پورا اترے۔''

''۳۵ ویں ترمیم سے آر دستاویز کا تعلق بیکسٹر کا فراہم کردہ ہے۔ اس نے آر دستاویز کو خطرناک قرار دیتے ہوئے اسے بے نقاب کرنے کی اپیل کی تھی۔''

''بہر حال، ٹیپ مؤثر ثابت ہونا چاہیے، وہ ہماری آخری امید ہے۔ او کے کرس، اب میں چلتا ہوں، گڈ نائٹ!''

☆☆☆☆☆

ساڑھے آٹھ بجے کرسٹوفر فلپ کیفے کے سامنے موجود تھا۔ اسے اپنے اعصاب چٹختے محسوس ہو رہے تھے۔ ٹونی ہیرس بھی ٹھیک وقت پر پہنچ گیا۔ دونوں نے کیفے میں داخل ہو کر برگر منگوائے۔

''تم اتنے نروس کیوں ہو؟'' ٹونی نے پوچھا۔ ''یہ تمہارا ڈائریکٹر ایف بی آئی کے دفتر میں جانے کا پہلا موقع تو نہیں؟''

''تھامسن کی عدم موجودگی میں آنے کا تو پہلا ہی موقع ہے۔''

''بہر حال، کیسٹ ہاتھ میں آنے کے بعد مطمئن ہو جاؤ گے۔''

''لیکن رکی کے کیسٹ سے تو شاید ہمیں صرف یہ پتا چلے گا کہ آر دستاویز کہاں مل سکتی ہے۔'' کرسٹوفر نے نکتہ اٹھایا۔

''کچھ بھی ہو، یہ بتاؤ کیسٹ ملنے کے بعد کیا کرو گے؟''

''اگر یہ کیسٹ اتنی ہی زبردست شہادت ہے، جتنا بیکسٹر نے کہا تھا تو میں فوراً سکرامنٹو جاؤں گا اور کیلی فورنیا سینیٹ کی دستور ساز کمیٹی کے سامنے پیش ہونے کی درخواست کروں گا۔ میں کمیٹی کو اس کے بارے میں بتاؤں گا۔ مجھے امید ہے کہ اس صورت میں کھیل کا پانسہ ہمارے حق میں پلٹ جائے گا۔''

''ٹھیک ہے، مجھے یقین ہے، کل رات ہم جشن منانے کی پوزیشن میں ہوں گے۔''

''دیکھو! کل رات تو ابھی بہت دور ہے۔''

وہ برگر کھانے کے بعد کافی پی رہے تھے کہ وان ایلن آ گیا۔ اس نے میز پر جھکتے ہوئے سرگوشی میں کہا۔ ''مطلع صاف ہے، تھامسن دس منٹ پہلے روانہ ہو چکا ہے۔''

ٹونی نے کافی کی پیالی رکھ دی۔ ''آؤ چلیں۔'' اس نے کہا اور بل ادا کرنے کاؤنٹر پر چلا گیا۔ چند لمحے بعد وہ تینوں کیفے سے نکل آئے اور ایف بی آئی بلڈنگ کی طرف چل دیئے۔

دروازے پر پہنچ کر وان ایلن نے کہا۔ ''میں پارکنگ ایریا میں رکوں گا۔ کوئی گڑبڑ ہوئی یا تھامسن واپس آیا تو میں اس سے پہلے تم تک پہنچ کر خبردار کردوں گا۔ گڈ لک۔''

ٹونی نے سر کو تفہیمی جنبش دی اور کرسٹوفر کا ہاتھ تھام کر بلڈنگ میں داخل ہوا۔ شیشے کا دروازہ مقفل تھا اور وہاں کوئی نظر بھی نہیں آرہا تھا لیکن دیکھتے ہی دیکھتے ایک سایہ نمودار ہوا اور اس نے ان کے لیے دروازہ کھول دیا۔ ٹونی نے کرسٹوفر کو آگے دھکیلا۔ پھر خود بھی اندر چلا آیا۔ دروازہ کھولنے والے نے اس سے سرگوشی میں کچھ کہا۔ ٹونی نے سر کو تفہیمی جنبش دی اور کرسٹوفر کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ ''ہمیں ساتویں منزل پر پہنچنا ہے اور ہم لفٹ استعمال نہیں کریں گے بلکہ آگ سے بچاؤ والا زینہ استعمال کریں گے۔'' اس نے کرسٹوفر کو بتایا۔

وہ سیڑھیاں چڑھنے لگے۔ ٹونی کی رفتار کا ساتھ دینا کرسٹوفر کے لیے دشوار ہورہا تھا۔ تیسری لینڈنگ پر ٹونی نے توقف کیا تاکہ کرسٹوفر کو اپنی سانسیں درست کرنے کا موقع مل جائے۔ اس کے بعد وہ ساتویں منزل پر پہنچ کر ہی رکے۔ راستے میں ان کا کسی سے سامنا نہیں ہوا۔ وہاں قبرستان کا سناٹا تھا۔ ان کے قدموں کی چاپ کے سوا کوئی آواز نہیں تھی۔ بالآخر وہ اس دروازے پر پہنچ گئے، جس کے باہر تھامسن کے نام کی تختی لگی تھی۔ ٹونی اس دروازے کو نظرانداز کرکے برابر والے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کا لٹو گھمایا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد دروازہ کھل گیا۔ وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔ وہ تھامسن کے دفتر کا پرائیویٹ کمرا تھا۔ صوفے کے قریب مدھم روشنی والا ایک لیمپ رکھا تھا۔ کرسٹوفر نے کمرے کا جائزہ لیا۔ وہاں تقریباً ساری سیٹنگ اس کے دفتر جیسی تھی۔ میز بالکل صاف تھی۔ کمرے میں کوئی فائلنگ کیبنٹ موجود نہیں تھی۔

''کیبنٹ اس کے ڈریسنگ روم میں ہوگی۔'' ٹونی نے سرگوشی میں کہا اور دوسری جانب کھلنے والے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

وہ کھلے دروازے سے ڈریسنگ روم میں داخل ہوئے۔ ٹونی نے سوئچ بورڈ تلاش کیا اور لائٹ آن کی۔ سامنے ہی کرنل بیکسٹر کی سبز فائلنگ کیبنٹ موجود تھی۔ ٹونی نے ایک ایک کرکے درازیں چیک کیں۔ پھر وہ کسی ماہر نقب زن کی طرح قفل پر جھک گیا۔ کیبنٹ کھلنے میں صرف تین منٹ لگے لیکن کرسٹوفر کے لیے وہ دو تین منٹ صدیوں پر بھاری تھے۔ اس کا تحمل جواب دے رہا تھا۔

بالآخر ٹونی ہیرس اٹھ کھڑا ہوا۔ ''اب تم سنبھالو اسے۔'' اس نے کھلی ہوئی کیبنٹ کی طرف اشارہ کیا۔

کرسٹوفر کا دل جیسے حلق میں دھڑک رہا تھا۔ وہ لرزتے قدموں سے آگے بڑھا اور اوپر والی دراز کھولی۔ اس میں کئی کیسٹ تھے، لیکن مطلوبہ کیسٹ اس میں موجود نہیں تھی۔ کرسٹوفر نے باقی درازیں بھی چیک کر ڈالیں مگر اس کی کوشش بےسود ثابت ہوئی۔ اسی لمحے عقب سے ایک آواز سنائی دی، جسے سن کر وہ مفلوج سا ہوگیا۔

''گڈ ایوننگ مسٹر کولنس۔ اس سے زیادہ زحمت کی آپ کو ضرورت نہیں۔''

کرسٹوفر اور ٹونی ہیرس نے بیک وقت پلٹ کر دیکھا۔ کھلا ہوا درمیانی دروازہ اب بھرا بھرا لگ رہا تھا۔ دروازے کے خلا میں ہیری ایڈورڈ کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر بھدی مسکراہٹ تھی۔ اس نے اپنا پھاوڑے جیسا ہاتھ پھیلایا۔ مطلوبہ کیسٹ اس کی ہتھیلی پر رکھا تھا۔ ''حضرات! آپ کو آردستاویز کی تلاش تھی نا؟'' اس نے کہا۔ ''وہ یہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کی ایک جھلک ضرور دیکھ لیں، یہ آپ کا حق ہے، آپ نے اس کے لیے بڑی محنت کی ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے کیسٹ پر دباؤ ڈالا اور ٹیپ کے گرد کھڑی پلاسٹک کی دونوں دیواریں اکھاڑ دیں۔ پھر اس نے انگلی سے لپٹا ہوا ٹیپ کھولنا شروع کیا۔ براؤن ٹیپ نیچے فرش پر الجھنے لگا۔

کرسٹوفر نے کن انکھیوں سے ٹونی کے ہاتھ کو کوٹ کی جانب بڑھتے دیکھا لیکن ہیری ایڈورڈ اس سے پہلے ہی ریوالور نکال چکا تھا۔ ریوالور کا رخ ٹونی کی طرف ہوگیا۔ ''نہیں مسٹر ہیرس، کوئی حماقت نہ کرنا۔'' اس نے تنبیہی لہجے میں کہا۔ ''مسٹر کولنس، آپ ذرا یہ ٹیپ سنبھالیں۔'' اس نے ٹیپ کرسٹوفر کے بے جان ہاتھوں میں تھمایا اور ٹونی کا ریوالور لے کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔ پھر وہ مسکرایا۔ ''ایف بی آئی کے ڈپٹی ڈائریکٹر اور اٹارنی جنرل کے غیر سرکاری اسسٹنٹ کے درمیان شوٹنگ کے مقابلے کی خبر کچھ اچھی نہیں معلوم ہوگی۔'' یہ کہہ کر اس نے کرسٹوفر کے ہاتھ سے ٹیپ لے لیا۔ ''آپ آردستاویز سے اس سے زیادہ قربت کے حق دار نہیں ہیں۔ اس سے زیادہ قربت مہلک بھی ثابت ہوسکتی ہے۔'' اس نے باتھ روم کا دروازہ کھولا اور ٹیپ کو سنک میں ڈال کر نل گھما دیا۔

''ایک منٹ۔'' کرسٹوفر اس کے پیچھے لپکا۔ ''میری بات تو سنو۔''

''پہلے تم یہ آردستاویز مٹتے دیکھ لو۔'' ہیری نے کہا۔ ٹیپ تباہ ہوچکا تھا۔ ہیری نے اسے فلش میں بہا دیا۔ پھر اس نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔ ''یہ تمہاری امیدیں تھیں جو بالآخر گٹر تک پہنچیں۔ اب کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟'' وہ باتھ روم سے نکل آیا۔

کرسٹوفر دانتوں سے ہونٹ کاٹتا رہا۔ اب کہنے کو رہا بھی کیا تھا۔

''آیئے، اب میں آپ کو بصد احترام رخصت کروں۔'' ہیری نے دروازے کی طرف ریوالور لہراتے ہوئے اشارہ کیا۔ جب تک وہ دونوں دروازے سے نکل نہ گئے وہ ریوالور بدستور ان کے سروں پر مسلط رہا۔ ''مسٹر کولنس، میری سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ کس قسم کے اٹارنی جنرل ہیں لیکن اتنا جانتا ہوں کہ آپ ایف بی آئی کے ایجنٹ کبھی نہیں بن سکتے، نہ اچھے نہ برے۔ اچھے ایجنٹ معمولی باتوں کو بھی نظرانداز نہیں کرتے۔ آپ نے اور آپ کے آدمیوں نے بیشتر ٹیلی فون اور ملاقات آلاتِ سراغ رسی سے پاک کردیئے مگر ایک مقام فراموش کرگئے۔ سابق اٹارنی جنرل بیکسٹر کے گھر کو۔ وہاں رکی سے آپ کی جو گفتگو ہوئی، وہ آپ کی آمد سے پہلے ہم تک پہنچ گئی۔ ہمیں اندازہ ہی نہیں تھا کہ ہماری تحویل میں کیسی دھماکا خیز شے ہے، شب بخیر۔''

کرسٹوفر کو احساسِ شکست نے ویسے ہی شل کر دیا تھا۔ یہ سن کر احساسِ شکست دو چند ہو گیا۔

''ورنن تھامسن کی ماں سے، حنا بیکسٹر نے آپ کی آمد کا تذکرہ کیا تھا۔ تھامسن کی ماں نے تھامسن کو بتایا۔ ہم نے آپ کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی تمام انتظامات مکمل کر لیے تھے، کچھ سمجھے آپ؟''

☆☆☆☆☆

کرسٹوفر، ٹونی ہیرس اور وان ایلین بے حد مایوس اور لٹے پٹے کرسٹوفر کے گھر پہنچے۔ راستے میں خاموشی رہی۔ تینوں سوگوار بیٹھے تھے۔ گھر پہنچتے ہی کرسٹوفر نے کہا۔ ''کل یہ ملک اُن کا ملک ہو گا۔''

''لگتا تو ایسا ہی ہے۔'' ٹونی ہیرس بولا۔

''اور ہم کامیابی کے کس قدر قریب پہنچ کر ناکام ہوئے ہیں۔'' کرسٹوفر نے آہ بھر کر کہا۔ ''آر دستاویز میرے ہاتھ میں تھی۔ اب تو بس نشے میں ڈوب جانے کو جی چاہتا ہے۔''

''کیوں نہیں، اب اور رکھا ہی کیا ہے۔ چلو، کسی بار کا رُخ کرتے ہیں۔'' وان ایلین بولا۔

وہ نکلنے ہی والے تھے کہ فون کی گھنٹی بجی۔ کرسٹوفر نے بڑھ کر ریسیور اٹھایا۔ ''کرسٹوفر کولنس اسپیکنگ'' اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

''میں جمی بول رہا ہوں۔ آپ کے لیے ایک اچھی خبر ہے۔ میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ مختصراً سُن لیں۔ تھامسن کا آپ کی بیوی کے کیس کے سلسلے میں نئی شہادت کا دعویٰ غلط تھا۔ میں خود ایڈلا زرک سے بات کر کے آیا ہوں اور آپ کی بیوی کے بارے میں تھامسن نے جو بکواس کی تھی، وہ بھی نرا جھوٹ ہے۔''

کرسٹوفر نے سکون کی سانس لی۔ ''خدا کا شکر ہے۔''

''میں نے ایڈلا کو آپ کی طرف سے تحفظ کی ضمانت دے کر زبان کھلوائی۔ اس نے اعتراف کیا کہ تھامسن نے اسے بلیک میل کے زور پر اپنا تیار کردہ بیان دینے پر مجبور کیا تھا۔ میرے پاس ایڈلا کا تحریری بیان موجود ہے۔ اب تو اُلٹی تھامسن کو جواب دہی کرنا ہو گی۔ آپ کہیں تو میں بات آگے بڑھاؤں۔''

''نہیں، مجھے تو صرف کیرن کا خیال تھا۔ کیرن کہاں ہے؟''

''وہ یہیں ہیں میرے ساتھ، ان سے بات کیجیے۔''

اگلے ہی لمحے کیرن کی چہکار سنائی دی۔ پھر وہ شاید فرطِ مسرّت سے رو دی۔ کرسٹوفر نے اسے دلاسا دیا۔ چند لمحے بعد کیرن نے خود کو سنبھالا۔ ''کرس ڈارلنگ! اب تم استعفا دے کر کیلی فورنیا جا سکتے ہو، ترمیم کے خلاف لڑ سکتے ہو۔''

''بہت دیر ہو چکی ڈیئر، تھامسن جیت گیا۔ اس نے مجھے بدترین شکست دی ہے۔'' کرسٹوفر نے کہا اور تھکے تھکے لہجے میں تفصیل سنا دی۔ ''آر دستاویز کی تباہی کے بعد ہم جنگ ہار گئے۔'' اس نے کہا۔

دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔ کرسٹوفر نے کئی بار کیرن کو پکارا۔ پھر اچانک کیرن کی زندگی سے

بھرپور چہکار اُبھری۔ ''تم کچھ بھول رہے ہو، اس کیسٹ کی کاپی مل سکتی ہے تمہیں۔''

کرسٹوفر چکرا گیا۔ بات اس کی سمجھ میں آئی ہی نہیں۔ ''کیسی کاپی؟ کیا کہہ رہی ہو؟''

''یاد نہیں، اس رات تھامسن کی سوانح لکھنے والے سے...... کیا نام ہے اس کا؟''

''ینگ'' کرسٹوفر نے لقمہ دیا۔

''ہاں، مسٹر ینگ نے بتایا تھا کہ تھامسن نے اپنی خود نوشت کے سلسلے میں بہت سے کیسٹ اور کاغذات کاپی کروانے کے لیے دیے تھے۔ اُن میں کرنل بیکسٹر کے کاغذات اور کیسٹ بھی تھے۔''

کرسٹوفر اُچھل پڑا۔ ''ہاں...... ہاں...... یہ تو ممکن ہے بلکہ یقینی ہے۔ میں ابھی چیک کرتا ہوں پھر تم سے یہیں گھر میں ملاقات ہو گی۔''

☆☆☆☆☆

ڈائریکٹری میں ینگ کا فون نمبر اور پتا موجود تھا۔ فون کرنے پر پتا چلا کہ وہ گھر پر موجود نہیں ہے۔ البتہ اُس کا ریکارڈڈ پیغام ملا۔ ''ہیلو، میں ینگ بول رہا ہوں، اس وقت میں ایک تقریب میں جا رہا ہوں، ایک بجے واپس آؤں گا۔''

وہ تینوں بیٹھے وقت گزاری کرتے رہے۔ ینگ اب اُن کی آخری امید تھا۔ اس بات کا امکان تھا کہ تھامسن نے اے جی جی، جنوری بھی اسے کاپی کرنے کے لیے دیا ہو گا۔ اس صورت میں آر دستاویز اب بھی اُن کے ہاتھ لگ سکتی تھی۔ وہ بیٹھے گھڑی کی طرف دیکھتے رہے۔ اور ایک ایک منٹ شمار کرتے رہے۔ گیارہ بجے تک انتظار نے اُن کا حلیہ بگاڑ ڈالا۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ باقی انتظار ینگ کے گھر کے باہر کریں گے۔ وہ ٹونی کی کار میں بیٹھے اور فریڈرکس برگ کی طرف چل دیے۔ ایک گھنٹا پانچ منٹ بعد انہوں نے ینگ کے بنگلے کے سامنے کار روکی۔ کرسٹوفر نے اتر کر کئی بار کال بیل دبائی لیکن ینگ ابھی واپس نہیں آیا تھا۔ انہیں انتظار کا ایک اور اعصاب شکن گھنٹا گزارنا پڑا۔

ایک بج کر پانچ منٹ پر ایک آتی ہوئی کار کی ہیڈ لائٹس نظر آئیں، وہ ایک سرخ اسپورٹس کار تھی جو بنگلے کے ڈرائیو وے میں داخل ہو گئی۔ ینگ کار سے اترا اور اس نے کار کا دروازہ مقفل کیا۔ پھر اس نے شک آمیز نگاہوں سے ٹونی کی کار کو دیکھا اور تیزی سے اپنے بنگلے کے دروازے کی طرف بڑھا۔

کرسٹوفر اس کے پیچھے لپکا۔ ساتھ ہی اس نے چیخ کر کہا۔ ''ینگ، یہ میں ہوں کرسٹوفر کولنس۔''

ینگ دروازہ کھول کر گھر میں گھسنے ہی والا تھا کہ ٹھٹک گیا۔ اُس نے پلٹ کر دیکھا اور کرسٹوفر کو پہچان لیا۔ ٹونی اور وان ایلین کرسٹوفر کے پیچھے تھے۔

''خدا کی پناہ!'' ینگ نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ ''تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔ میں تو سمجھا، آج میں لُٹ گیا۔'' پھر اسے ٹونی اور ایلین نظر آئے۔ ''یہ اتنی رات کو......؟''

''میں ابھی سمجھاتا ہوں۔'' کرسٹوفر نے کہا اور جلدی جلدی تعارف کرایا پھر ینگ سے بولا۔ ''تم

ہماری مدد کر سکتے ہو، میں تمہیں بتا نہیں سکتا کہ معاملہ کتنا اہم ہے۔''

''اندر آجاؤ۔'' ینگ نے کہا۔

''شکریہ، ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔''

سب نشست گاہ میں چلے آئے۔ ینگ نے جیکٹ اتارتے ہوئے کہا۔''اب بتاؤ، رات کے ایک بجے تمہیں مجھ سے کون سا اہم کام ہو سکتا ہے، میں تو بالکل بے کار آدمی ہوں۔''

''تم اپنی اہمیت سے ناواقف ہو۔'' کرسٹوفر بولا۔''پہلے یہ بتاؤ تم ۳۵ ویں ترمیم کو مسترد ہوتے دیکھنا چاہتے ہو نا؟''

''اس کے لیے تو میں دنیا کا ہر کام کر سکتا ہوں لیکن مسٹر کولنس، اب یہ ممکن نہیں۔ کل شام، بلکہ آج شام کیلی فورنیا سینیٹ اس کی توثیق......''

''ایک امکان ہے ابھی......اور اس کا انحصار تم پر ہے۔ تم تھامسن کی کتاب کے سلسلے میں تحقیقاتی مواد کہاں رکھتے ہو؟''

''برابر والے کمرے میں، اسے میں نے اسٹڈی بنا لیا ہے، دیکھنا چاہتے ہو؟'' ینگ نے پوچھا۔

وہ برابر والے کمرے میں چلے آئے۔ کھڑکی کے قریب ایک میز تھی جس پر کاغذات کا انبار پڑا تھا۔ ایک جانب آئی بی ایم کا ٹائپ رائٹر رکھا تھا۔ سامنے والی دیوار کے ساتھ ایک ڈائننگ ٹیبل لگی تھی۔ اس پر بھی کاغذات کے ڈھیر تھے۔ میز کے ایک کونے پر بڑا ٹیپ ریکارڈر تھا۔ قریب ہی دو پورٹیبل ٹیپ ریکارڈر تھے جو غالباً کیسٹوں کی کاپی کے سلسلے میں استعمال ہوتے تھے۔ تیسری دیوار کے ساتھ دو فائلنگ کیبنٹ رکھے تھے۔

''یہ میرا کباڑ خانہ ہے۔'' ینگ نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔''لیکن کیا کروں، میں یونہی چیزیں پھیلا کر کام کرنے کا عادی ہوں۔ اور ہاں مسٹر کولنس، میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ میں اور ایمی عمر بھر آپ کے احسان مند رہیں گے۔''

''یہ فضول بات ہے۔ البتہ اس وقت مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ اس کا تعلق تھامسن کی کتاب کے سلسلے میں تمہاری ریسرچ سے ہے۔ بشرطیکہ میری مطلوبہ چیز موجود ہو۔''

ینگ فکر مند نظر آنے لگا۔''میں ہر ممکن خدمت کے لیے حاضر ہوں۔'' اس نے کہا۔''لیکن آپ جانتے ہیں کہ یہ سارا مواد بے حد خفیہ نوعیت کا ہے۔ میں نے ورنن تھامسن سے اپنی عزت کی قسم کھا کر وعدہ کیا تھا کہ میں یہ چیزیں کسی کو نہیں دکھاؤں گا اور اگر اسے پتا چل گیا کہ میں نے آپ کو کچھ دکھایا......'' وہ کہتے کہتے رک گیا اور پھر مضبوط لہجے میں بولا۔''لعنت ہو اس پر، آپ نے میرے لیے بہت بڑا خطرہ مول لیا ہے تو کیا میں آپ کے لیے یہ خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ کہیے، آپ کیا چاہتے ہیں۔''

''تمہیں یاد ہے، اس رات ڈنر کے دوران تم نے بتایا تھا کہ تھامسن نے تمہیں کرنل ہیکسٹر کی کچھ فائلیں نقول بنوانے کے لیے دی ہیں؟ ان میں کچھ کیسٹ بھی تھے۔''

''ہاں، ان تمام فائلوں کی تو میں نقول بنوا چکا ہوں لیکن کیسٹوں......''

کرسٹوفر کا دل ڈوبنے لگا۔

''کیسٹوں پر کام اب بھی جاری ہے۔'' ینگ نے کہا۔''اس کے لیے مجھے دوسری ٹیپ ریکارڈر کرائے پر لینا پڑا ہے۔ کچھ کیسٹوں کی کاپی کرنے کا کام ابھی باقی ہے۔

''کرنل ہیکسٹر کے کیسٹوں کے بارے میں بتاؤ۔'' کرسٹوفر نے کہا۔

''کرنل ہیکسٹر کے ریکارڈ سے تھامسن نے مجھے جتنے بھی کیسٹ دیے تھے، میں اُن کی نقول تیار کر چکا ہوں۔''

''تم نے کوئی کیسٹ سُنا بھی؟''

''نہیں، ابھی تک موقع ملا نہ فرصت۔''

''بڑے کیسٹ کیا ہوئے؟''

''وہ میں نے نقل تیار کر کے تھامس کو واپس کر دیے۔ ان کی نقول میرے پاس ہیں۔''

''تمہیں کیسے پتا چلے گا کہ کس کیسٹ میں کیا چیز ہے؟''

''میں نے ہر اصل کیسٹ کا عنوان نقل پر بھی تحریر کر دیا ہے۔''

''مجھے ایک ایسے کیسٹ کی تلاش ہے، جس پر اے جی جی جنوری لکھا ہوا ہے۔''

''میں ابھی دیکھتا ہوں۔'' یہ کہہ کر ینگ نے ایک فہرست چیک کرنا شروع کر دی۔ کرسٹوفر بے تابی سے اسے دیکھتا رہا، چند لمحے بعد ینگ نے خوش ہو کر بتایا۔''ہاں، موجود ہے۔''

''تمہیں یقین ہے کہ اس کیسٹ کی نقل تمہارے پاس ہے؟'' کرسٹوفر کے لہجے میں سنسنی تھی۔

''سو فیصد یقین ہے۔''

''وہ مارا۔ کرسٹوفر نے فاتحانہ لہجے میں نعرہ بلند کیا اور ینگ کو سینے سے بھینچ لیا۔''ینگ، تم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ تم نے کتنا بڑا کام کیا ہے۔''

ینگ کی نگاہوں میں الجھن تھی۔ اس کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا تھا۔''میں نے، کیا کیا ہے میں نے۔''

''تم نے ہمیں آر دستاویز فراہم کی ہے۔''

''آر دستاویز؟ یہ کیا بلا ہے؟''

''اس چکر میں نہ پڑو۔'' کرسٹوفر نے ہیجانی لہجے میں کہا۔''تم ہمیں یہ کیسٹ سناؤ۔''

ینگ نے ٹیپ ریکارڈر میں کیسٹ لگایا۔ کرسٹوفر، ٹونی ہیرس اور روان ایلن میز کے قریب آ گئے۔

وہ اپنی ہیجانی کیفیت چھپانے میں ناکام تھے۔ ینگ نے ٹیپ ریکارڈر کا پلگ ساکٹ میں لگایا اور نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا، پھر بولا۔ ’’مجھے نہیں معلوم کہ چکر کیا ہے۔ بہر حال تم کیسٹ سننے کے لیے تیار ہو تو میں بھی تیار ہوں۔‘‘

’’ہم تیار ہیں۔‘‘ کرسٹوفر نے کہا اور خود ہی آگے بڑھ کر پلے کا بٹن دبا دیا۔ کیسٹ متحرک ہوا۔ ایک لمحے بعد کمرا ورن تھامسن کی آواز سے بھر گیا۔

☆☆☆☆☆

کرسٹوفر کیڈیلاک کی عقبی نشست پر بے چین بیٹھا ہوا تھا۔ وہ سان فرانسسکو سے اس کار میں بیٹھا تھا اور اب سکرامنٹو کے مضافاتی علاقے سے گزر رہا تھا۔ اس نے آگے جھکتے ہوئے ڈرائیور سے ایک بار پھر فرمائش کی۔ ’’تم اس سے تیز نہیں چلا سکتے؟‘‘

’’میں انتہائی رفتار سے چلا رہا ہوں جناب! اتنے ٹریفک میں اس سے زیادہ رفتار ممکن نہیں۔‘‘ ڈرائیور نے جواب دیا۔

کرسٹوفر اپنے اضطراب پو قابو پانے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔ اس نے ختم ہوتے ہوئے سگریٹ سے دوسرا سگریٹ جلایا۔ اُس نے کھڑکی سے دیکھا۔ شہر کے آثار واضح تر ہوتے جا رہے تھے۔ اس وقت وہ سکرامنٹو کے غربی حصے سے گزر رہے تھے۔ ہائی وے پر پہنچ کر ڈرائیور نے رفتار بڑھا دی۔ کرسٹوفر کو احساس تھا کہ وہ تنگیٔ وقت کے سنگین مسئلے سے دوچار ہے۔

وہ سوچتا رہا۔ اس نے طویل جدوجہد کے بعد جو کامیابی حاصل کی ہے، وہ وقت کے معمولی سے فرق سے بے سود ثابت ہو سکتی ہے۔ اگر ایسا ہوا تو اسے بدقسمتی ہی کہا جا سکتا ہے۔ جو دُھند اس کی راہ میں رکاوٹ بنی تھی، وہ چھٹ رہی تھی لیکن یہ بات یقینی تھی کہ سکرامنٹو ائیر پورٹ کا نظام ابھی بحال نہیں ہوا ہو گا۔

پروگرام کے مطابق اسے ہوائی جہاز کے ذریعے کیلی فورنیا کے وقت کے مطابق بارہ بج کر پچیس منٹ پر سکرامنٹو پہنچنا تھا۔ ایک بجے اسے ڈربی کلب میں اسمبلی مین اولن کیف سے ملنا تھا۔ اولن کیف نے لیفٹیننٹ گورنر ڈوفیلڈ اور سینیٹ کے صدر ایب سے اس کی ملاقات کے لیے وقت لے لیا ہو گا۔ ۳۵ ویں ترمیم پر سینیٹ میں آخری رائے شماری دو بجے ہونا تھی بلکہ دو بجے دونوں ایوانوں کی مشترکہ قرارداد پڑھی جانا تھی۔ رائے شماری اس کے بعد کا مرحلہ تھی۔ گویا رائے شماری درحقیقت دو بج کر کچھ منٹ پر ہونا تھی۔ رائے شماری شروع ہونے کے بعد اسے روکا نہیں جا سکتا تھا۔ نہ رائے شماری دوبارہ ہو سکتی تھی اور نہ ہی رائے شماری کا فیصلہ منسوخ کیا جا سکتا تھا۔ پرانے زمانے میں ایک قرارداد پر دوبارہ غور کیا جا سکتا تھا۔ ۱۹۷۲ء میں ۲۷ ویں ترمیم کے موقع پر ایسا ہو چکا تھا۔ دو ریاستوں ورمونٹ اور کنکٹی کٹ نے اپنے فیصلے پر نظرِ ثانی کر لی تھی لیکن اب بیشتر ریاستوں میں بالخصوص کیلی فورنیا میں اس امر کی اجازت نہیں تھی۔ گویا

۳۵ ویں ترمیم منظور ہو جانے کی صورت میں نظرِ ثانی کی گنجائش نہیں تھی۔ یہ تھامسن کی فتح اور عوام کی شکست ہوتی۔

کرسٹوفر نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ دو بجنے میں انیس منٹ کم تھے، وہ سگریٹ کے کش لیتے ہوئے گزشتہ شب کے بلکہ آج صبح کے واقعات تازہ کرتا رہا۔ ینگ کا فراہم کردہ کیسٹ سنتے ہی وہ خوشی اور احساسِ فتح سے دیوانے ہو گئے تھے۔ اُن کی امیدیں بھی جی اٹھی تھیں اور انہیں صورتِ حال کی سنگینی کا احساس بھی ہو گیا تھا۔ اب ان کے کندھوں پر بہت بھاری ذمے داری تھی۔ ان کا مشن جہاد کا درجہ اختیار کر گیا تھا۔ صبح کے دو بجے فریڈرکس برگ سے محکمۂ انصاف واپسی کے سفر میں انہوں نے اپنے اپنے فرائض طے کر لیے تھے۔ وقت کم تھا اور کام بہت زیادہ۔ کرسٹوفر کے دفتر سے نکل کر وہ اپنا اپنا فرض پورا کرنے چل دیے۔ فون کالز کی ذمے داری کرسٹوفر پر ڈالی گئی۔ وہ اٹارنی جنرل کی حیثیت سے ضروری توجہ بہ آسانی حاصل کر سکتا تھا۔ ٹونی ہیرس کے ذمے کیسٹ میں تھامسن کی آواز کا پرنٹ نکلوانا اور اسے سند دلوانا تھا تاکہ متعلقہ افراد کو یقین دلایا جا سکے کہ وہ تھامسن ہی کی آواز ہے۔ وان ایلن کو کیلی فورنیا کی فلائٹ پر کرسٹوفر کے لیے سیٹ ریزرو کرانا تھی۔ ملٹری طیارے کے استعمال کا مشورہ زیرِ غور آیا تھا لیکن کرسٹوفر نے اسے مسترد کر دیا تھا کہ اس طرح تھامسن اینڈ کمپنی کو خطرے کا احساس ہو سکتا ہے اور وہ اس کی راہ میں خطرناک رکاوٹیں کھڑی کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایلن کو...... آر دستاویز کی کاپی بنوانا تھی اور کرسٹوفر کے لیے ٹیپ ریکارڈر مہیا کرنا تھا۔

کرسٹوفر کو سونپے گئے کام کے سوا تمام کام خوش اسلوبی سے ہو گئے۔ ٹونی ہیرس نے مشہور ماہرِ جرمیات کو جگایا۔ ڈاکٹر لینارٹ سے اس کے ذاتی تعلقات تھے۔ اس نے ڈاکٹر کو آر دستاویز والا کیسٹ دیا تاکہ ڈاکٹر، تھامسن کی آواز کا مستند پرنٹ فراہم کر سکے۔ موازنے کے لیے تھامسن کی تقریروں کے نمونے بھی فراہم کر دیے گئے۔ ڈاکٹر لینارٹ اپنی لیبارٹری میں مصروف ہو گیا۔ دو گھنٹے بعد ڈاکٹر نے تحریری طور پر تصدیق کر دی کہ آر دستاویز والے کیسٹ میں سنائی دینے والی آواز بلاشک وشبہ تھامسن کی ہے۔ اس دوران وان ایلن بھی اپنے کام کر چکا تھا۔ کرسٹوفر کو آٹھ بج کر دس منٹ کی فلائٹ سے شکاگو روانہ ہونا تھا۔ شکاگو سے دس بج کر دس منٹ والی فلائٹ سے اسے سکرامنٹو کے لیے چلنا تھا۔ شیڈول بے حد مناسب تھا۔

کرسٹوفر کا کام بہر حال دشوار تھا۔ اسے کیلی فورنیا اسٹیٹ میں سینیٹ کے افسران کو اپنی اچانک آمد کی اطلاع دیتے ہوئے بتانا تھا کہ اس کے پاس ایک بھیانک اور تباہ کن شہادت موجود ہے، جو ۳۵ ویں ترمیم پر ہونے والی رائے شماری پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ اس حوالے سے اُسے متعلقہ افسران سے ملاقات کا وقت لینا تھا۔ وہ فون پر انہیں آر دستاویز کی تفصیل نہیں بتا سکتا تھا۔ آر دستاویز پر تو صرف اسے سُن کر یقین کیا جا سکتا تھا پھر یہ خطرہ بھی تھا کہ تھامسن کو اس کی بھنک بھی مل گئی تو وہ انتہائی قدم اٹھا سکتا ہے۔ اس سے کچھ بھی تو بعید نہیں تھا۔

اس نے کیلی فورنیا کے لیفٹیننٹ گورنر ڈوفیلڈ کے گھر کا فون نمبر ملایا۔ گھنٹی بجتی رہی لیکن کسی نے ریسیور نہیں اٹھایا۔ وقفے وقفے سے اس نے کئی بار رنگ کیا لیکن بے سود۔ اس کا مطلب یہی ہوسکتا تھا کہ یا تو فون میں خرابی ہے یا ڈوفیلڈ نے رات میں ڈسٹرب ہونے سے بچنے کے لیے ریسیور نیچے رکھ دیا ہے۔

اس طرف سے مایوس ہونے کے بعد اس نے کیلی فورنیا سینیٹ کے صدر سینیٹر ایب کا نمبر ملایا۔ پہلی دو کالز رائیگاں گئیں۔ تیسری کال پر مسز ایب کی نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔ انہوں نے بتایا کہ سینیٹر ایب شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ البتہ صبح ان سے ان کے دفتر میں بات ہوسکتی ہے۔

کرسٹوفر کی مایوسی کی انتہا نہ رہی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کس سے رابطہ کرے۔ اس نے وائٹ ہاؤس صدر گلبرٹ کو فون کرنے کا سوچا لیکن یہ ثابت ہو چکا تھا کہ صدر صاحب ۳۵ ویں ترمیم کے زبردست حامی ہیں۔ وہ آر دستاویز کے باوجود ۳۵ ویں ترمیم پاس کرانا چاہیں گے۔ یہ سوچ کر کہ دیگر حالات سے وہ اپنے طور پر نمٹ سکتے ہیں، یہ خطرہ مول نہیں لیا جاسکتا تھا۔

پھر اچانک اسے اولن کیف کا خیال آیا۔ اولن کیف کا نمبر بھی فوراً مل گیا۔ ''میں آج ایک بجے سکرامنٹو پہنچ رہا ہوں۔'' کرسٹوفر نے بلاتمہید کہا۔ ''میرے پاس ۳۵ ویں ترمیم کے خلاف ایک ایسی مؤثر شہادت ہے جو ووٹنگ سے پہلے سنی جانی چاہیے۔ تم لیفٹیننٹ گورنر ڈوفیلڈ اور سینیٹ کے صدر ایب سے میری ملاقات طے کرا سکتے ہو؟ میرا ان سے رابطہ نہیں ہو پا رہا ہے۔''

''وہ ایک بجے ڈربی کلب میں لنچ کر رہے ہوں گے۔ پونے دو بجے تک وہ وہیں ہوں گے۔ میں ان سے تمہارا انتظار کرنے کی درخواست کروں گا بلکہ اُن کے ساتھ ہی لگا رہوں گا۔''

''انہیں بتا دینا کہ یہ معاملہ بہت زیادہ بلکہ سو فیصد ارجنٹ ہے۔''

''میں اپنا کام کرلوں گا، بس تم وقت پر پہنچ جانا، اگر وہ چیمبر فلور پر چلے گئے اور ووٹنگ شروع ہوگئی تو پھر تم ان تک نہیں پہنچ سکو گے۔''

''میں وقت پر پہنچ جاؤں گا۔'' کرسٹوفر نے وعدہ کیا۔

ایک حد تک ہر کام شیڈول کے مطابق ہوا۔ وہ شکاگو وقت پر پہنچ گیا۔ سکرامنٹو بھی وقت پر پہنچنا یقینی تھا لیکن پھر پتا چلا کہ سکرامنٹو ائیرپورٹ کُہر کی لپیٹ میں ہے۔ چنانچہ فلائٹ سان فرانسسکو شفٹ کر دی گئی۔ سان فرانسسکو سے سکرامنٹو کا فاصلہ اسی میل تھا اور جہاز کو ساڑھے بارہ بجے سان فرانسسکو پہنچنا تھا۔

اس سفر کے دوران پہلی بار کرسٹوفر فکرمند ہوا۔ وہ ماضی میں بھی سان فرانسسکو سے سکرامنٹو بذریعہ کار جا چکا تھا۔ وہ لگ بھگ ڈیڑھ گھنٹے کا سفر تھا۔ سان فرانسسکو سے اس نے اولن کیف، ڈوفیلڈ اور ایب کو فون کرنے کی کوشش کی مگر کسی سے بھی بات نہ ہوسکی۔ بالآخر اس نے ڈرائیور سمیت ایک کیڈیلاک حاصل کی اور ڈرائیور کو سکرامنٹو چلنے کی ہدایت کی۔

اب یہ بات اطمینان بخش تھی کہ کیڈیلاک سکرامنٹو کی حدود میں داخل ہو چکی تھی۔ ڈرائیور نے کرسٹوفر سے پوچھا کہ کہاں جانا ہے؟ کرسٹوفر نے اسے ڈربی کلب کے بارے میں بتا دیا۔ چند لمحے بعد وہ ڈربی کلب پہنچ گئے۔ ''یہیں کہیں پارک کر دو۔'' کرسٹوفر نے ڈرائیور سے کہا۔ ''مجھے واپسی میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔'' یہ کہہ کر اس نے دروازہ کھولا اور اٹیچی کیس لے کر باہر نکل آیا۔ ٹیپ ریکارڈر اور کیسٹ اٹیچی کیس میں موجود تھا۔ اس نے گھڑی دیکھی۔ دو بجنے میں نو منٹ کم تھے یعنی وہ اکیاون منٹ لیٹ تھا۔ سوال یہ تھا کہ کیا اولن کیف، ڈوفیلڈ اور ایب کو اب تک روکنے میں کامیاب ہوسکا ہوگا۔

وہ جلدی جلدی کلب میں داخل ہوا۔ اس کا منہ اتر گیا۔ طعام گاہ...... میں صرف ایک شخص موجود تھا۔ اولن کیف اسے دیکھتے ہی اس کی طرف لپکا۔ ''کیا ہوا؟ میں تو مایوس ہی ہوگیا تھا۔'' اس نے کہا۔

کرسٹوفر نے اسے مختصراً تاخیر کا سبب بتایا پھر اس نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''ڈوفیلڈ اور ایب کہاں ہیں؟''

''میں انہیں اتنی دیر تو نہیں روک سکتا تھا۔'' کیف نے معذرت کی۔ ''انہیں ووٹنگ کے انتظامات بھی کرنا تھے۔ قرارداد کی ریڈنگ اور رائے شماری کے آغاز میں ابھی سات منٹ باقی ہیں۔ میں یقین سے تو نہیں کہہ سکتا، بہرحال ہم انہیں چیمبر سے باہر لانے کی کوشش کر سکتے ہیں۔''

''یہ بہت ضروری ہے۔'' کرسٹوفر کی آواز لرز رہی تھی۔

وہ تیزی سے کلب سے نکلے اور تقریباً بھاگتے ہوئے پُرہجوم گیارہویں سڑک پر کیپٹل بلڈنگ کی طرف چلے۔ سینیٹ چیمبر بلڈنگ کے جنوبی حصے میں دوسری منزل پر ہے۔ دروازے بند ہونے سے پہلے ہمارا وہاں پہنچنا مشکل ہے۔

کرسٹوفر نے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ وہ دونوں بھاگم بھاگ بلڈنگ میں داخل ہوئے۔ اولن کیف نے زینوں کی طرف اشارہ کیا۔ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اس نے کرسٹوفر سے کہا۔ ''تمہیں معلوم ہے، ورنن تھامسن آج صبح یہاں آیا تھا؟''

''مجھے معلوم ہے۔ یہ بتاؤ، اس نے تاثر کیسا چھوڑا؟''

''بہت اچھا، وہ بہت کامیاب رہا۔ اس نے دستور ساز کمیٹی کو ہپناٹائز کرلیا۔ اگر تمہیں ۳۵ ویں ترمیم کو روکنا ہے تو اس سے بہتر کارکردگی دکھانا ہوگی۔''

''مجھے موقع مل گیا تو میں اس سے زیادہ کامیاب ثابت ہوں گا۔'' کرسٹوفر نے اٹیچی کیس تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ ''میرے پاس وہ واحد شہادت ہے جو ورنن تھامسن کو تباہ کر سکتی ہے۔''

''کون؟''

''خود تھامسن۔'' کرسٹوفر نے پُراسرار لہجے میں کہا۔

اب وہ سینیٹ کے دروازے پر پہنچ گئے تھے۔ چالیس سینیٹرز میں سے بیشتر اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ

چکے تھے۔ کچھ دروازے کے قریب کھڑے یا ٹہل رہے تھے۔ لیفٹیننٹ گورنر ڈوفیلڈ ہاتھ میں مائیکروفون لیے ڈائس پر کھڑا تھا۔

''لعنت۔'' اولن کیف بڑبڑایا۔ ''سارجنٹ ایٹ آرمز دروازے بند کرنے والا ہے۔''

''تم کسی طرح ڈوفیلڈ تک نہیں پہنچ سکتے؟''

''کوشش کروں گا۔'' اولن کیف نے کہا اور چیمبر میں داخل ہو گیا۔ وہاں وہ ایک گارڈ سے بحث کرتا رہا جو اسے روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پھر وہ دبیز قالین پر چلتا ہوا آگے بڑھا۔ پوڈیم پر پہنچ کر اس نے سینیٹ کے صدر کو پکارا۔ کرسٹوفر یہ خاموش تماشا دیکھ رہا تھا۔ خاموش اس لحاظ سے کہ اس تک کوئی آواز نہیں پہنچ سکتی تھی۔ ڈوفیلڈ نے جھک کر اولن کیف کی بات غور سے سنی، پھر اس نے اپنے ہاتھوں سے سینیٹرز کی بھری ہوئی نشستوں کی طرف اشارہ کیا۔ کیف نے پھر کچھ کہا۔ بالآخر ڈوفیلڈ نفی میں سر ہلاتے ہوئے نیچے اتر آیا۔ ان دونوں کے درمیان پھر کچھ گفتگو ہوئی۔ اولن کیف باتیں کرتا رہا پھر اس نے اس طرف اشارہ کیا، جدھر کرسٹوفر کھڑا تھا۔ ڈوفیلڈ چند لمحے کھڑا اُلجھتا نظر آیا۔ وہ فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا پھر ہچکچانے کے باوجود اولن کیف کے ساتھ منتظر کرسٹوفر کی طرف بڑھ آیا۔

ڈوفیلڈ بہت ناخوش نظر آ رہا تھا۔ ''محترم اٹارنی جنرل، محض آپ کے احترام کی وجہ سے میں پوڈیم سے اُترا ہوں۔ اسمبلی مین اولن کیف نے بتایا ہے کہ آپ کے پاس ۳۵ ویں ترمیم سے متعلق ایک اہم شہادت ہے جو ووٹنگ سے پہلے سامنے آنی چاہیے۔''

''جی ہاں! صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ہر سینیٹر خود وہ شہادت سنے۔'' کرسٹوفر نے کہا۔

''اس کا انتظام کرنا تو ناممکن ہے۔ بہت دیر ہو چکی مسٹر اٹارنی جنرل، تمام اہم گواہ دستور ساز کمیٹی کے سامنے پیش ہو چکے ہیں، یہ سلسلہ چار دن سے جاری تھا اور آج صبح ایف بی آئی کے ڈائریکٹر ورنن تھامسن کی آخری گواہی کے بعد موقوف ہوا ہے۔ اب کوئی مباحثہ ممکن نہیں، لہٰذا آپ کی شہادت بحث کے لیے ہاؤس کے سامنے پیش نہیں کی جا سکتی۔ اب ۳۵ ویں ترمیم کی قرارداد پڑھی جانے والی ہے۔ اس کے بعد ووٹنگ کا مرحلہ ہے۔ میں پروسس میں مداخلت نہیں کر سکتا۔''

''اس کی ایک صورت ہے۔'' کرسٹوفر نے کہا۔ ''آپ چیمبر سے باہر میری شہادت سن لیں۔ اتنی دیر سیشن کو ملتوی رکھیں۔''

''لیکن یہ بے قاعدگی ہوگی...... خلافِ ضابطہ......''

''میں جو کچھ آپ کے اور سینیٹرز کے سامنے پیش کر رہا ہوں، وہ کوئی معمولی چیز نہیں، وہ بھی بہت بڑی بے قاعدگی ہے، یہ شہادت کل رات ملی ہے اور میں فوری طور پر کیلی فورنیا چلا آیا ہوں۔ یہ شہادت، آپ کے، سینیٹ کے، ریاست کیلی فورنیا کے عوام کے اور پورے امریکا کے عوام کے لیے بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے، جو کچھ میرے اٹیچی کیس میں موجود ہے، اسے سنے بغیر آپ ۳۵ ویں ترمیم کے متعلق درست فیصلہ نہیں سنا سکتے۔''

کرسٹوفر کے لہجے میں اتنی شدت اور یقین تھا کہ ڈوفیلڈ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ ''جو کچھ آپ نے کہا ہے، اس کے باوجود میں فوری طور پر ووٹنگ نہیں رکوا سکتا۔''

''کورم پورا نہ ہو تو ووٹنگ نہیں ہو سکتی۔'' کرسٹوفر نے کہا۔

''آپ چاہتے ہیں کہ سینیٹرز کی اکثریت فلور سے غیر حاضر ہو جائے۔ نہیں مسٹر اٹارنی جنرل، ایسے کام نہیں چلے گا۔ سینیٹرز کو واپس لانے کی تحریک پیش کر دی جائے گی اور سارجنٹ ایٹ آرمز تمام غیر حاضر سینیٹرز کو فلور پر لے آئے گا۔''

''لیکن اس وقت تک میں اپنی شہادت پیش کر چکا ہوں گا۔''

ڈوفیلڈ نے شک آمیز لہجے میں کہا۔ ''میں کچھ کہہ نہیں سکتا، یہ بتائیں آپ کتنا وقت لیں گے؟''

''صرف دس منٹ۔''

''اور سینیٹرز کو یہ شہادت کیسے سنوائی جائے گی؟''

''آپ انہیں غیر رسمی طور پر بیس بیس کے دو گروپس کی شکل میں لائیں گے۔ آپ انہیں وہ سب کچھ غور سے سننے کی ہدایت دیں گے جو آپ خود پہلے سن چکے ہوں گے اور آپ یقین کریں، میری شہادت سننے کے بعد آپ اپنے سینیٹرز کو بھی وہ ضرور سنوانا چاہیں گے۔ اس کے بعد ووٹنگ کرا لیجیے گا۔''

ڈوفیلڈ اب بھی ہچکچا رہا تھا۔ ''مسٹر اٹارنی جنرل آپ کی درخواست معمول سے ہٹ کی ہے، بہت غیر معمولی ہے۔''

''میں نے عرض کیا نا جو شہادت میں پیش کر رہا ہوں، وہ بھی غیر معمولی ہے۔'' کرسٹوفر نے اپنا اٹیچی کیس تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ وہ کابینہ کے افسر کی حیثیت سے اپنی پوزیشن سے بخوبی واقف تھا۔ وہ اور زیادہ اصرار کر سکتا تھا، دباؤ ڈال سکتا تھا لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا...... کہ ریاستوں کے عمال ریاستوں کے حقوق کے سلسلے میں کتنے حساس ہوتے ہیں۔ چنانچہ صورتِ حال کی تمام تر سنگینی کے باوجود اس نے اپنا تحمل اور لہجے کی نرمی برقرار رکھی۔ ''مجھے نہیں معلوم، میں بس اتنا چاہتا ہوں کہ میری شہادت کے لیے آپ کسی نہ کسی طرح وقت نکال سکتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی طریقہ، کوئی نہ کوئی ضابطہ ضرور ہوگا۔''

''ہاں، کچھ ایسے عوامل ایسے ہو سکتے ہیں جو وقتی طور پر ووٹنگ رکوا سکیں، اگر آپ کے پاس کوئی ایسی شہادت ہے جو دونوں ایوانوں کی مشترکہ اور مجوزہ قرارداد کو فراڈ ثابت کرتی ہو...... یا یہ ثابت کرتی ہو کہ قرارداد سازش پر مبنی ہے، اگر آپ یہ ثابت کر سکیں تو......''

''میں اسے ملک و قوم کے خلاف سازش ثابت کر سکتا ہوں۔'' کرسٹوفر نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ ''میں جو کچھ لایا ہوں، اسے سننے یا نہ سننے پر ہمارے عوامی جمہوریہ کی زندگی اور موت کا انحصار ہے۔ اگر آپ نے اور سینیٹرز نے یہ شہادت نہ سنی تو یقین کیجیے، آپ اپنی اس غلطی کے بوجھ سے قبر میں بھی پیچھا نہیں چھڑا سکیں گے۔ آپ کا ادارہ غلط ووٹ دے بیٹھے گا اور اس کا ازالہ کبھی نہیں ہوگا۔''

پہلی بار لیفٹیننٹ گورنر متاثر ہوا۔ تاہم اس نے کرسٹوفر کو سخت نگاہوں سے دیکھا۔ ''ٹھیک ہے، میں سینیٹر ایب سے بات کر کے کورم دس منٹ کے لیے رکوا دیتا ہوں۔ چوتھی منزل پر کمیٹی روم خالی ہے۔ آپ اسمبلی مین کیف کے ساتھ وہاں چلے جائیں۔ میں اور سینیٹر ایب وہیں آپ سے ملیں گے۔'' اس نے توقف کیا اور پھر سخت لہجے میں بولا۔ ''مسٹر اٹارنی جنرل، شہادت مؤثر ہونی چاہیے۔''

''آپ فکر نہ کریں یہ کتنی مؤثر ہے۔ آپ خود دیکھ لیں گے۔'' کرسٹوفر نے گمبھیر لہجے میں کہا۔

☆☆☆☆☆

وہ سب چوتھی منزل کے کمیٹی روم میں میز کے گرد بیٹھے تھے۔ کرسٹوفر نے ان حالات کی وضاحت کی، جن کے تحت اسے آر دستاویز کا پہلا سراغ ملا۔ ''میں آپ کو آر دستاویز کے حصول کے لیے کی جانے والی طویل جدوجہد کی تفصیل سنا کر آپ کا وقت ضائع نہیں کروں گا۔ میں صرف اتنا بتاؤں گا یہ مجھے آج صبح حاصل ہوئی۔ لفظ دستاویز سن کر کاغذات کا تصور ذہن میں ابھرتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ یہ ایک زبانی منصوبہ ہے، جسے اتفاقیہ طور پر کرنل بیکسٹر کے بارہ سالہ پوتے نے ریکارڈ کر لیا تھا۔ گزشتہ جنوری میں جس میٹنگ کے دوران یہ گفتگو ریکارڈ کی گئی، اس میں تین افراد شریک تھے۔ ایف بی آئی کا ڈائریکٹر ورنن تھامسن، ڈپٹی ڈائریکٹر ہیری ایڈورڈ اور اس وقت کا اٹارنی جنرل جنرل بیکسٹر۔ اس کیسٹ میں صرف تھامسن اور کرنل بیکسٹر کی آوازیں ہیں، یہ گفتگو رکی بیکسٹر نے چھپ کر ریکارڈ کی تھی۔ اسے اس کی اہمیت کا علم نہ تھا نہ احساس۔ یہ بات یقینی بنانے کے لیے کہ کیسٹ میں ورنن تھامسن ہی کی آواز ہے۔ ہم نے تھامسن کی مصدقہ تقریروں کے ٹکڑوں سے کیسٹ والی آواز کا سائنٹیفک موازنہ کرایا ہے...... وائس پرنٹ بنوایا ہے، یہ ملاحظہ فرمائیے......''

اس نے وائس پرنٹ کے کاغذات اور ڈاکٹر لیمارڈ کا تصدیقی سرٹیفکیٹ ڈوفیلڈ کی طرف بڑھا دیا۔

ڈوفیلڈ اور ایب نے کاغذات کا جائزہ لیا۔

''آپ مطمئن ہیں نا کہ کیسٹ میں ورنن تھامسن ہی کی آواز ہے؟'' کرسٹوفر نے پوچھا۔

ان دونوں نے اثبات میں سر ہلائے۔

کرسٹوفر نے اپنا اٹیچی کیس کھول کر ٹیپ ریکارڈر نکالا اور کیسٹ اس میں لگا دیا۔ بیٹری ریکارڈر میں موجود تھی۔ ''اب آپ یہ شہادت غور سے سن لیں، یہ وہ راز ہے، جس کو کرنل بیکسٹر نے آر دستاویز کا نام دیا تھا'' اس نے پلے کا بٹن دبایا اور ڈوفیلڈ اور ایب کے چہروں کو دیکھنے لگا۔

کیسٹ حرکت کر رہا تھا پھر اسپیکر سے آواز ابھری، وہ ورنن تھامسن کی آواز تھی۔ ''ہم یہاں تنہا ہیں، ہے نا بیکسٹر؟''

بیکسٹر کی آواز: تم نے مجھ سے تنہائی میں ملنے پر اصرار کیا تھا، ورنن، میری نشست گاہ سے محفوظ جگہ اور کوئی نہیں ہو سکتی۔''

تھامسن کی آواز: اسے محفوظ ترین ہونا چاہیے۔ ہم نے اسے جاسوسی کے آلات سے پاک کرنے کے سلسلے میں ہزاروں ڈالر خرچ کیے ہیں۔ آج تم سے بہت اہم گفتگو کرنے آیا ہوں۔

بیکسٹر کی آواز: کھل کر کہو، بات کیا ہے؟

تھامسن کی آواز: بات یہ ہے کہ میں نے آر دستاویز کا آخری عنصر بھی تخلیق کر لیا ہے۔ ہیری اور میں اس کے فول پروف ہونے پر متفق ہیں۔ اب آخری بات یہ ہے بیکسٹر کہ تم عین موقع پر دامن چھڑانے کی احمقانہ کوشش نہ کرنا۔ تمہیں یاد ہے، ہم اس پر متفق ہوئے تھے کہ ہم ہر چیز کی، ہر شخص کی قربانی دے سکتے ہیں، قوم کو تباہی سے بچانے کے لیے سب کچھ کیا جا سکتا ہے۔ تم ہمارے ساتھی ہو۔ تم ہم سے متفق ہو کہ ۳۵ ویں ترمیم ملک و قوم کی سلامتی کی آخری امید ہے۔ یہ طے پایا تھا کہ اس کے راستے میں جو رکاوٹ آئی، ہم اسے پامال کر دیں گے۔ اب صرف ایک قدم رہ گیا ہے، یہ یاد رکھنا کہ اب تک تم ہر مرحلے پر ہمارے ساتھی رہے ہو۔ اب تم اتنا آگے آ چکے ہو کہ واپسی کا راستہ نہیں رہا۔

بیکسٹر کی آواز: کیسی باتیں کر رہے ہو تم؟ میں پیچھے ہٹوں گا کس چیز سے؟

تھامسن کی آواز: ہمیں لوگوں کے لیے وہ کام کرنا ہے، جو لوگ خود اپنے لیے نہیں کر سکتے۔ ہمیں ان کی جان و مال کا تحفظ کرنا ہے، جیسے ہی ۳۵ ویں ترمیم جزو آئین ہو گی، ہم آر دستاویز پر عمل درآمد شروع کر دیں گے۔ ہم اس ملک کی تخلیق نو کریں گے۔ ہم ۳۵ ویں ترمیم کے تحت تمام مجوزہ قانونی اقدامات......

بیکسٹر کی آواز: لیکن ورنن، تم ۳۵ ویں ترمیم کو فوری طور پر اور بے دریغ استعمال نہیں کر سکتے، یہ ترمیم تو صرف ہنگامی حالات میں مؤثر ہو گی، اگر کوئی غیر معمولی صورت حال پیدا نہیں ہوتی تو ترمیم پر عمل درآمد کا سوال ہی نہیں۔

تھامسن کی آواز: بیکسٹر...... یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ ہمیں محض ایک بحران...... ایک ہنگامی صورت حال تخلیق کرنا ہو گی...... حقیقی صورت حال۔ میں اس کا بندوبست کر چکا ہوں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگوں کی بہت بڑی تعداد کی بقا کے لیے ایک شخص کی قربانی دینا پڑتی ہے، وہ ایک شخص تم بھی ہو سکتے ہو...... میں بھی ہو سکتا ہوں۔ اس صورت میں تم یا میں ٹی وی پر عوام سے خطاب کرتے ہوئے ایمرجنسی کے نفاذ کا اعلان کر سکتے ہیں۔ تقریر میں نے تیار کر لی ہے۔ تقریر کرنے کے لیے تم ہی مناسب رہو گے۔ تقریر کچھ یوں ہو گی۔ 'محب وطن ساتھیو، میرے ہم وطنو! میں اس سوگوار صورت حال میں آپ سے مخاطب ہوں۔ ہم سب ایک گہرے دکھ اور صدمے سے دوچار ہیں۔ کل ہمارے محبوب صدر گلبرٹ کا قتل ایک ایسا صدمہ ہے، جس سے ہم ابھی تک نہیں سنبھل سکے ہیں ایک سازشی قاتل کے ہاتھ نے حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش میں انہیں قتل کر کے ہمیں ایک عظیم لیڈر سے محروم کر دیا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ صدر گلبرٹ کی بے وقت موت قوم کے لیے زندگی کا پیغام ثابت ہو گی۔ پوری قوم کو متحد ہو کر کام کرنا ہو گا۔ ہمیں مل کر اپنی سرحدوں کے اندر تشدد کا نام و نشان ہمیشہ کے لیے مٹانا ہو گا۔ تشدد کے خاتمے کے لیے نئے صدر کے

احکامات کے مطابق میں بنیادی حقوق معطل کر کے ۳۵ ویں ترمیم کے مؤثر ہونے کا اعلان کر رہا ہوں۔ ملکی سلامتی کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی جا رہی ہے، جس کے چیئرمین ایف بی آئی کے ڈائریکٹر مسٹر ورنن تھامسن......

بیکسٹر کی آواز: خدا کی پناہ ورنن! تم کیا کہہ رہے ہو؟ صدر گلبرٹ کا قتل! اور وہ بھی تمہارے حکم سے؟

تھامسن کی آواز: جذباتیت کی حماقت کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں۔ پوری قوم کو بچانے کے لیے ایک دو ٹکے کے سیاست دان کو قربان کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ بیکسٹر، میری بات سمجھنے کی......

بیکسٹر کی آواز: اوہ گاڈ......گاڈ......گاڈ......اوہ......اووہ......اووہ۔

تھامسن کی آواز: کیا ہوا بیکسٹر؟ بیکسٹر......کیا بات ہے؟ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔ ارے ہیری، اسے سنبھالو، اس پر دورہ پڑ رہا ہے۔ اسے سنبھالو، میں حنا کو بلاتا ہوں......

اس کے ساتھ ہی کیسٹ خاموش ہو گیا۔ کرسٹوفر نے ڈوفیلڈ، ایب اور اولن کیف کے چہروں کے تاثرات دیکھے۔ ان کے چہروں پر صدمے اور حیرت کا تاثر چپک کر رہ گیا تھا۔

''جنٹلمین! اب بتائیں، یہ یوم احتساب ہے یا نہیں۔'' کرسٹوفر نے خاموشی توڑی۔

ڈوفیلڈ اٹھ کھڑا ہوا۔ ''بے شک! آج احتساب کا دن ہے، میں سینیٹرز کو بلاتا ہوں۔''

☆☆☆☆☆

طیارے نے نیشنل ایئر پورٹ پر لینڈ کیا تو واشنگٹن پر رات ڈیرہ ڈال چکی تھی۔ کرسٹوفر دوسرے مسافروں کے ساتھ جہاز سے اترا۔ سب سے پہلے اس کی نظر اپنے باڈی گارڈ ہوگن پر پڑی۔ معمول کے خلاف اس کی باچھیں کھلی ہوئی تھیں۔ ''مبارک ہو مسٹر اٹارنی جنرل۔'' اس نے کرسٹوفر کے ہاتھ سے اٹیچی کیس لیتے ہوئے کہا۔ ''مجھے بہت ملال تھا کہ آپ مجھے چھوڑ گئے لیکن اب میں سوچ رہا ہوں کہ آپ کے لیے یہ خطرہ مول لینا ضروری تھا اور اس کا صلہ بھی خوب ملا ہے۔ آپ نے بہت بڑا کام کیا ہے جناب!''

''میں نے کوئی خطرہ مول نہیں لیا۔ بات صرف اتنی سی تھی کہ میرے پاس زیادہ سامان نہیں تھا۔ میں نے سوچا، تمہیں کیوں زحمت......''

''کرس......'' عقب سے کسی نے اسے پکارا۔

اس نے پلٹ کر دیکھا۔ ٹونی ہیرس نے اسے لپٹا لیا پھر اس نے جیب سے اخبار نکال کر اس کی طرف بڑھایا کرسٹوفر نے دیکھا۔ چیختی ہوئی شہ سرخی تھی۔

صدر کے قتل کی سازش کا پردہ چاک۔

سازش ورنن تھامسن نے تیار کی تھی۔

۳۵ ویں ترمیم مسترد کر دی گئی۔

''کرس! تم نے کمال کر دیا۔ ہم نے رائے شماری ٹی وی پر دیکھی۔ ترمیم کو چالیس کے چالیس سینیٹرز نے مسترد کر دیا۔ ایک نے بھی حمایت نہیں کی۔ ترمیم اپنی موت آپ مر گئی۔''

''میں اس وقت وزٹرز گیلری میں تھا۔ میں نے وہ منظر بچشم خود دیکھا۔''

''پھر نیوز کانفرنس ہوئی۔ تمام نیٹ ورکس نے اپنے پروگرام روک کر کانفرنس دکھائی۔ کانفرنس ڈوفیلڈ اور سینیٹر ایب نے مشترکہ طور پر بلائی تھی۔ انہوں نے تمام واقعات بتائے۔ تمہارے رول کے بارے میں بھی بتایا۔ انہوں نے آرد دستاویز کی تفصیل بھی بیان کی۔''

وہ میں نے نہیں دیکھی۔ میں تو کہر چھٹتے ہی پہلی فلائٹ سے واپس آ گیا۔''

''بہرحال کرس، تم نے زبردست کام کر دکھایا۔'' ٹونی ہیرس نے پرخلوص لہجے میں کہا۔

کرسٹوفر نے نفی میں سر ہلایا۔ ''نہیں ٹونی، کام تو ہم سب نے مل کر کیا ہے، کرنل بیکسٹر، فادر ڈوسکی، میرا بیٹا جوش، اولن کیف، ڈونالڈ کرینڈن، جسٹس ہاورڈ، رکی بیکسٹر، ینگ، کیرن، وان ایلن، سٹرپ، جمی اور تمہارے سارے دوست......اور تم خود، یہ تو مشترکہ کام تھا۔''

وہ کار تک پہنچ گئے تھے۔ کرسٹوفر حیران رہ گیا۔ وہ اس کی کار نہیں، وہ تو صدر امریکا کی بلٹ پروف لیموزین تھی۔ صدر کے شوفر نے عقبی نشست کا دروازہ کھول کر اسے سیلوٹ کیا۔

کرسٹوفر نے سوالیہ نظروں سے ٹونی ہیرس کو دیکھا۔ ''صدر صاحب تم سے ملنا چاہتے ہیں۔'' ٹونی نے بتایا۔ ''انہوں نے کہا تھا، تمہیں آتے ہی ان کے پاس لایا جائے۔''

''بہت بہتر۔'' کرسٹوفر نے کہا اور کار میں بیٹھنے لگا مگر ٹونی کا ہاتھ اس کے کندھے پر جم گیا۔

''کرس! تمہیں علم ہے کہ ورنن تھامسن مر چکا ہے؟'' اس نے پوچھا۔

''نہیں، مجھے تو علم نہیں۔'' کرسٹوفر بھونچکا رہ گیا۔

''دو گھنٹے پہلے اس نے خودکشی کر لی۔'' اس نے ریوالور حلق میں رکھ کر ٹریگر دبایا تھا۔''

کرسٹوفر چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا۔ ''ہٹلر کی طرح۔''

''اور ہیری ایڈورڈ غائب ہے۔''

''ہٹلر کے ساتھی بورمین کی طرح!''

دونوں کار میں بیٹھ گئے۔ شوفر نے گاڑی سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ وہ وائٹ ہاؤس پہنچے تو صدر کے چیف ایڈ نے کرسٹوفر کا گرم جوشی سے خیر مقدم کیا۔ پھر وہ اسے اور ٹونی ہیرس کو عزت اور احترام کے ساتھ صدر کے بیضوی کمرے میں لے گیا۔ کرسٹوفر کو توقع نہیں تھی لیکن حقیقت یہ تھی کہ وہاں پارٹی ہو رہی تھی پھر اچانک اس کی نظر کیرن پر پڑی جو صدر سے محو گفتگو تھی۔ کیرن کو جیسے ہی اس کی آمد کا احساس ہوا، وہ صدر کو چھوڑ کر اس کی طرف لپکی اور اس کی بانہوں میں آ سمائی۔ ''کرس! آئی لو یو......آئی لو یو......'' وہ ہیجانی لہجے میں کہے جا رہی تھی۔

پھر کرس نے صدر کو اپنی طرف آتے دیکھا۔اس نے بڑی نرمی سے کیرن کو خود سے علیٰحدہ کیا۔صدر کے چہرے پر عجیب سا تاثر تھا۔وہ اس وقت صدر نہیں، کوئی بھکاری لگ رہے تھے۔انہوں نے گرم جوشی سے کرسٹوفر سے ہاتھ ملایا اور بولے۔''کرس! میرے پاس تمہارا شکریہ ادا کرنے کے لیے لفظ نہیں ہیں۔ تم نے نہ صرف میری جان بچائی بلکہ ملک کو بھی بچالیا۔میں اب سب کے سامنے کہہ سکتا ہوں کہ میں بہت بڑا احمق تھا۔پلیز کرس! مجھے معاف کردو، مجھے نیک و بد کی تمیز نہیں رہی تھی۔میں سمتوں کا شعور ہی کھو بیٹھا تھا۔جرائم میں اضافے سے خوفزدہ ہو کر میں آمریت کا بیج بو رہا تھا۔مگر نادانستگی میں۔''صدر نے اسے محبت آمیز نظروں سے دیکھا پھر پوچھا۔''تمہیں ورنن تھامسن کے بارے میں پتا چلا؟''

''جی ہاں، مجھے افسوس ہے کہ اس نے خود کو اتنے بھیانک انجام تک پہنچایا۔''

''وہ شاید پاگل ہو گیا تھا جو اس نے ایسی سکیم سوچی۔خدا کا شکر ہے کہ تم ڈٹے رہے۔میں مر کے بھی تمہارا قرض نہیں چکا سکتا، میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں؟''

''جی ہاں، میں آپ سے دو کام کرانا چاہتا ہوں۔''کرسٹوفر نے صاف گوئی سے کہا۔

''بولو...... بولو۔''

''ایک شخص اور ہے آپ جیسا، جو مرتے مرتے جی اٹھا ہے۔اس نے آپ کی بہت مدد کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اب آپ اس کی مدد کریں۔آپ صدارتی حکم کے ذریعے اسے معاف کرنے کا اعلان کریں اور اس کی کھوئی ہوئی شخصیت اسے واپس دلوائیں۔''

''تم معافی نامہ اور دیگر کاغذات تیار کرلو، میں دستخط کردوں گا اور دوسرا کام؟''صدر نے خوش دلی سے پوچھا۔

''بدترین وقت گزر چکا لیکن مسائل موجود ہیں۔ہمیں غیر انسانی ۳۵ ویں ترمیم کا کوئی متبادل تلاش کرنا ہے۔ہمیں جرائم کی روک تھام کے لیے کچھ کرنا ہے۔مسائل دبانے سے بات نہیں بنتی۔ایک دانش ور نے کہا تھا، گھر جلانے سے اندھیرے دور نہیں ہوتے۔ہمیں تمام مسائل کا بہتر حل تلاش کرنا ہے۔ جمہوریت اور انسانیت کی حدود میں رہ کر......''

''تم درست کہہ رہے ہو کرس، یہ اصلاح کا وقت ہے۔کل میں اس سلسلے میں ایک کمیشن بٹھا رہا ہوں۔تم اور ٹونی ہیرس اس کمیشن میں ہو گے، تمہیں ایف بی آئی کو تھامسن کے اثرات سے پاک کر کے اسے مثبت ادارہ بنانا ہے۔اس کے لیے مثبت رخ متعین کرنا ہے۔اس کے بعد میں تم سے معاشرتی اور معاشی اصلاحات کے سلسلے میں ضروری قوانین کے نفاذ پر بات کروں گا۔خطرناک لمحہ گزر چکا۔اب ہمیں جمہوریت کا دامن تھام کر اپنے معاشرے کو ایسا بنانا ہے کہ کسی فرد کو جرم کی ضرورت نہ رہے۔ضرورت کے بغیر کوئی ترغیب کامیاب نہیں ہو سکتی۔''

''شکریہ جناب صدر۔''کرسٹوفر نے کہا اور ہچکچایا۔''جناب! آر گوسٹی کے دورے میں ایک دوست

نے مجھ سے کہا تھا، امریکا میں فاشزم جب بھی آیا، لوگوں کے ووٹوں کی مدد سے آئے گا۔اس بار لوگوں نے فاشزم کے حق میں تقریباً ووٹ دے ہی دیا تھا لیکن اب لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے، وہ جان گئے ہیں کہ حیلوں بہانوں سے ان سے فاشزم کے حق میں ووٹ نہیں لیے جا سکتے ہیں۔مجھے امید ہے، وہ آئندہ فاشزم کو اس قدر نزدیک نہیں آنے دیں گے۔ہمیں یہ سبق ان کے ذہنوں پر نقش کرنے کے لیے ان کی مدد کرنا ہوگی۔''

''یہ میرا وعدہ ہے، ہم ایسا ہی کریں گے۔ہم مسائل حل کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کریں گے جو انسانی اختیار میں ہے۔''صدر نے پرخلوص لہجے میں کہا اور کرسٹوفر کا ہاتھ تھام لیا۔''لیکن آج رات نہیں۔''وہ اسے کھینچتے ہوئے کیرن کے پاس لے گئے۔''آج رات ہم جشن منائیں گے کیونکہ کل سے ہمیں نئے سرے سے کام شروع کرنا ہے۔''انہوں نے اپنے ہاتھ سے تین جام بنائے اور دو کرسٹوفر اور کیرن کی طرف بڑھا دیئے پھر انہوں نے تیسرا جام بلند کرتے ہوئے کہا۔''مستقبل کے نام......''

☆☆☆☆☆